زندگانی

صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

سیّدہ زنان عالم

مجالس از

شہید محراب آیت اللہ سیّد عبد الحسین دستغیب اعلی اللہ مقامہ

مترجم

مولانا احمد علی حیدری

پیش کش

سیّد محمد شبّر عباس

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ رتّہ متّہ جھنگ (پاکستان)

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق دائمی بحق سیّد محمد شبّیر عباس محفوظ ہیں

نام کتاب _____ زندگانی صدّیقہ کبریٰ فاطمہ زہراؑ

خطبات _____ شہید محراب آیت اللہ دست غیب

مترجم _____ مولانا احمد علی حیدری

تعداد _____ ۱۰۰۰

اشاعت _____ بار اوّل

تاریخ اشاعت _____ ۱۹۹۰ء

مطبع _____

قیمت _____

ناشر _____ ولی العصر ٹرسٹ رتّہ متّہ ضلع جھنگ

کتابت _____ محمد عارف

_____ سٹاکسٹ _____

افتخار بک ڈپو (رجسٹرڈ) اسلام پورہ لاہور۱

Presented by Ziaraat.Com

عرض ناشر

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ولی العصر ٹرسٹ کی اکتیسویں کتاب زندگانی حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جو شہید محراب آیت اللہ دست غیب کی کاوشوں کا نتیجہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ رب العزت سے التجا ہے کہ بوسیلہ چہاردہ معصومین علیہم السلام اور خصوصاً خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا میری اس حقیر کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کے بدلے میرے والدین اور دوسرے مرحومین کے درجات کو بلند فرمائے۔

خاکپائے اہلبیتؑ

سید محمد شبّر عباس

Presented by Ziaraat.Com

انتساب

میں اس کتاب مستطاب کو
محسنۂ اسلام ام المعصومین حضرت
خدیجۃ الکبریٰ ؑ کے نام منسوب
کرتا ہوں۔

سید محمد شبّر عباس

Presented by Ziaraat.Com

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
مقدمہ۔	۳۱
ایمان ہی فقط وسیلہ نجات ہے۔	۳۱
ایمان قلبی عہد اور اظہار کا نام ہے۔	۳۲
اپنے ایمان کو زیادہ کیجئے۔	۳۳
محبت کا تعلق لوازمات ایمان سے ہے۔	۳۳
پس محبت اہلبیتؑ لازمہ ایمان ہے۔	۳۵
ذکر فضائل محبت میں اضافہ کرتا ہے۔	۳۶
جناب زہراؑ بے مثال شخصیت ہیں۔	۳۷
بنیادی ہدف کے سلسلہ میں۔	۳۸
پہلی مجلس :	۴۰
(۱) آیۂ مباہلہ فاطمہ زہراؑ کی شان میں۔	۴۰
مباہلہ در مقام احقاق حق۔	۴۱

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
دعوئ پیغمبرؐ یزداں اور نصاریٰ نجران۔	۴۲
آدم بھی تو بغیر ماں اور باپ کے تھے۔	۴۲
پس چاہیئے کہ اب ہم مباہلہ کریں۔	۴۲
اظہار جزم بصدق دعویٰ۔	۴۳
مقام اہلبیت کی پہنچان۔	۴۴
مباہلہ میں کس طرح تشریف لے گئے۔	۴۴
دعاؤں کو قبول کرانے والے چمکتے ہوئے چہرے۔	۴۵
نصاریٰ نے مباہلہ نہیں کیا۔	۴۵
آیۂ مباہلہ میں چند نکات۔	۴۶
صیغہ جمع اور مصداق مفرد۔	۴۷
ہیبتِ روحانی سے نصاریٰ کا خوف۔	۴۸
زمخشری اور فخرالدین کی باتیں۔	۴۸
(۲) دوسری سورہ ھل اتیٰ شان اہلبیتؑ میں۔	۴۹
اہلبیتؑ کے ماننے والے اس سورہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔	۴۹
ناقلین شان نزول سورہ۔	۵۰
بیماری حسنینؑ اور نذر علیؑ و فاطمہؑ۔	۵۰
شمعون یہودی سے قرض لیا۔	۵۱
پہلا روزہ اور سوال مسکین۔	۵۱
سب نے اپنا کھانا دے دیا۔	۵۲

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
یتیم اور قیدی کو بھی کھانا دیا۔	۵۲
حسنینؑ کا بوجہ بھوک مثل جو جہ کانپنا۔	۵۳
قبولیتِ روزہ و طعام سے حضورؐ کا خوش ہونا۔	۵۴
نیکی اہلبیتؑ کی تعریف۔	۵۴
بہشت کا ہوش میں لانے والا شراب۔	۵۵
پیغمبرؐ کے بہشت والے گھر میں چشمہ۔	۵۵
خدا کے کامل بندے۔	۵۶
اپنا وعدہ وفا کرنے والے ہیں۔	۵۷
سختی قیامت سے ڈرتے ہیں۔	۵۷
اطعام در نہایت احتیاج۔	۵۸
کھانا کھلانے میں خلوص نیت۔	۵۸
تلافیہای خداوند از زحمات ایشان۔	۵۹
تبسم علیؑ و فاطمہؑ کی روشنی۔	۶۰
بہشتی درختوں کا سایہ اور پھل۔	۶۰
بڑی سلطنت اور ریشمی لباس۔	۶۱
اُن کا ساقی پروردگار ہے۔	۶۲
اِن آیات میں اکثر باریکیاں۔	۶۳
تیسری آیۂ مودت اور اجر رسالت۔	۶۳
مودت و معنی ذی القربیٰ از عامہ۔	۶۴

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
بزرگان عامہ کی روایات۔	۶۴
عبادت بے مغز فائدہ ندارد۔	۶۶
اشعار شافعی شان اہلبیتؑ میں۔	۶۹
اشعار محی الدین عربی۔	۶۹
مادی نفع نہیں چاہتے۔	۷۰
حکم مودۃ مخلوق کو نفع پہنچانے کے لیے ہے۔	۷۱
خمس قرب رسول کا ذریعہ ہے۔	۷۲
خدا کی طرف کا راستہ۔	۷۳
دستورات پیغمبرؐ اور مودت۔	۷۴
(۴) چوتھی آیت تطہیر ــــ خدا کی پاکیزہ مخلوق۔	۷۵
آیۂ تطہیر میں پنجتن پاک۔	۷۶
روایتھای بسیار از علمائے عامہ۔	۷۶
بذات خود پیغمبرؐ نے اہلبیتؑ کی پہنچان کرائی۔	۷۷
مگر ام سلمہؓ اہلبیتؑ سے نہیں ہیں۔	۷۸
پیغمبرؐ اسلام نے آیۂ تطہیر کا تکرار فرمایا۔	۷۸
جرأت عمرؓ سے میں حیران ہوں۔	۷۹
اس معاملہ میں شہرستانی کہتا ہے۔	۸۰
پیغمبرؐ نے حق کو ظاہر فرمایا۔	۸۱
اثبات مقام عصمت اہلبیتؑ۔	۸۲

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
آیۂ تطہیر میں پاکدامنی کی تاکید۔	۸۲
عصمت کا اہلبیتؑ میں انحصار۔	۸۳
بیویاں آیۂ تطہیر میں شامل نہیں ہیں۔	۸۳
اشکال ادبی بر تفسیر آیۂ۔	۸۴
ترتیب قرآن مطابق نزول نہیں ہے۔	۸۵
تنوع در خطاب از فنون بلاغت۔	۸۵
جمع کا قول بھی مردود ہے۔	۸۶
دریائی ولایت و نبوت۔	۸۷
(۵) اہلبیتؑ کے دوست مومن اور دشمن کافر ہیں۔	۸۸
معجزات و کرامات اور دعاؤں کی قبولیت۔	۸۸
قصہ اعرابی و سوسمار میں نزول مائدہ۔	۹۰
جسارتھای بیابانی بہ پیغمبرؐ۔	۹۱
گالیوں کے مقابلہ میں نرم مزاجی۔	۹۲
سوسمار نے اظہار ایمان کیا۔	۹۳
اور اعرابی بھی مسلمان ہوگیا۔	۹۳
اعرابی محتاج کی دستگیری فرمائی۔	۹۴
اعرابی کے لیے عمامہ اور زادراہ۔	۹۵
زہڑا نے قمیص گروی رکھا۔	۹۶
تمام راہ خدا میں دے دیا۔	۹۷

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
پیغمبرؐ نے اپنی اولاد کو دیکھا۔	۹۸
دعائے زہراؑ برائے نزول مائدہ۔	۹۸
میں نے فاطمہؑ سے وہی دیکھا جو زکریاؑ نے مریمؑ نے دیکھا۔	۹۹
اعرابی تبلیغ اسلام شروع کر دی۔	۱۰۰
بہشت کی حوریں زیارت فاطمہؑ کے لیے کھجوریں لے کر آئیں۔	۱۰۱
حوریہ ہالی مقداد و ابوذر، و سلمان۔	۱۰۳
بہشت کی کھجور کا دلکش ہدیہ۔	۱۰۴
جناب بتولؑ نے ہاتھوں کو کفن سے باہر نکالا۔	۱۰۵
جناب زہراؑ محراب عبادت میں۔	۱۰۶
فاطمہ زہراؑ کے لیے شفاعتِ کبریٰ۔	۱۰۸
روایت جابر در شفاعت فاطمہؑ	۱۰۸
بروز محشر حضرت علیؑ کا منبر۔	۱۰۹
خداوند عالم کی طرف سے واجب التعظیم ہستیاں۔	۱۱۰
زہراؑ جس عزت کے ساتھ بہشت کی طرف چلیں گے۔	۱۱۰
محبانِ پنجتن پاک کو چن لیں گی۔	۱۱۱
جناب زہراؑ کے عقیدت مند بھی شفاعت کریں گے۔	۱۱۲

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
دوسری مجلس:	۱۱۴
قرب خدا اور ہوا پرستی یکجا نہیں ہوتے۔	۱۱۴
مومن کا ایمان دوستی کے مطابق ہے۔	۱۱۵
ایک طرف ہونا چاہیئے۔	۱۱۶
ابراہیم کا ضعیفی میں جوان بیٹے کو قربان کرنا۔	۱۱۶
یوسفؑ سے یعقوب کی محبت خدا کی خاطر تھی۔	۱۱۸
مصطفیٰؐ کو بھی زہراؑ سے محبت خدا کی خاطر تھی۔	۱۱۹
سیب بہشتی مادہ نطفہ زہراؑ۔	۱۲۰
شکم مادر میں کلام اور وقت ولادت کلمہ شہادت عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہ تک۔	۱۲۰
زہراؑ کی تکلیف مصطفیٰؐ کی تکلیف ہے۔	۱۲۱
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری۔	۱۲۲
خدا کی خوشی فاطمہؑ کی خوشی کے ساتھ ہے۔	۱۲۲
بنی امیہ کو عمر بن عبدالعزیز کا جواب۔	۱۲۳
تیسری مجلس:	۱۲۴
ہر فرد میں روحانی اور مادی جہت۔	۱۲۴
کیونکہ اعضاء بدن راہ قلب کے تابع ہیں۔	۱۲۵
دل کا ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھرنا۔	۱۲۵

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
کیا یہ منافقت کی نشانیاں ہیں۔	۱۲۶
انبیاءؑ کی کیفیت دوسری کی مانند نہیں ہوتی۔	۱۲۷
پیغمبرؐ خواہشات نفسانی نہیں رکھتا۔	۱۲۸
جناب زہراؑ کے ساتھ پیغمبرؐ کا سلوک۔	۱۲۹
زمخشری سُنّی سے ایک روایت۔	۱۳۰
متواجگہ عقیدت و محبتِ زہراؑ کا نتیجہ۔	۱۳۱
(۴) چوتھی مجلس :	۱۳۳
فضائل آدمؑ کا زہراؑ کے ساتھ تقابل۔	۱۳۳
اخراج از بہشت اور وعدۂ بہشت۔	۱۳۴
جناب آدمؑ کا گریہ اور سیدہ زہراؑ۔	۱۳۴
توبہ آدمؑ اور مقام اصطفاء۔	۱۳۵
مقام عصمت کے ساتھ خدا سے خوف۔	۱۳۶
علم اسماء اور مصحف فاطمہؑ۔	۱۳۶
گریۂ نوح اور کشتیٔ نجات۔	۱۳۷
نوحؑ کی دعا قبول اور جناب زہراؑ کی دعا بھی مقبول۔	۱۳۷
سلام خدا اور نیک فرزند۔	۱۳۸
ابراہیمؑ نبی اور مقام خلّت۔	۱۳۹
امیدیں پوری ہونے کا مرکز خانہ زہراؑ۔	۱۴۰

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	
نیکی کی راہنمائی نیکی کرنے کے مترادف ہے۔	۱۴۱
بکری کی کھال کا بچھونا۔	۱۴۲
گلوبند کی برکت سے سائل کا مقدر جاگ اٹھا۔	۱۴۳
خوراک، پوشاک، سواری سے نوازا گیا۔	۱۴۴
جناب زہراؑ کے لیے خدا کی عنایات۔	۱۴۵
برکتوں سے پُر گلوبند۔	۱۴۶
زہراؑ نے بھی کبھی کسی اور سے کچھ نہیں مانگا۔	۱۴۷
طبق انار کا واقعہ۔	۱۴۷
اور انار فقیر محتاج کو دے دیا۔	۱۴۹
حضرت علیؑ کا بھیجا ہوا بہشتی انار۔	۱۵۰
جناب ابراہیمؑ اور بیٹے کی قربانی۔	۱۵۱
مناجات موسیٰؑ و زہراؑ در محراب۔	۱۵۱
من و سلویٰ اور بہشتی کھانا۔	۱۵۲
گہوارہ میں عیسیٰ کا کلام کرنا۔	۱۵۳
مریم عذرا اور خدیجہ کبریٰ۔	۱۵۴
جناب زہراؑ اپنے باپ کی پیروی کرنے والی تھیں۔	۱۵۴
سجلی در کفن فاطمہؑ۔	۱۵۷

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	
(۵) پانچویں مجلس :	۱۵۸
عورت پر مرد کی برتری۔	۱۵۸
عورتوں کی تکالیف محدود ہیں۔	۱۵۹
چار کامل عورتیں بروایات عامہ۔	۱۶۰
آسیہ دختر مزاحم جو فرعون کی بیوی ہیں۔	۱۶۱
جناب آسیہؑ کی استقامت بے مثال ہے۔	۱۶۲
جناب آسیہ کو چار میخوں پر کھینچا گیا۔	۱۶۵
زندہ زندہ کھال کو اتارا گیا۔	۱۶۶
گزار موسیٰؑ بر محل شکنجہ آسیہ۔	۱۶۷
مریمؑ دختر عمرانؑ مادر عیسیٰؑ۔	۱۶۸
مادر مریمؑ کی مولود کے لیے منّت۔	۱۶۹
بیٹے کی تمنا کرتی تھیں۔	۱۷۰
جناب مریمؑ بغیر شوہر کے عیسیٰؑ کی ماں ہیں۔	۱۷۰
بنی اسرائیل کے طعنے اور وضع حمل۔	۱۷۲
آپ کے ماں باپ تو نیک تھے۔	۱۷۳
فضائل مریمؑ سے ایک حصّہ۔	۱۷۴
کوہ لبنان میں مریمؑ کبریٰ کی وفات۔	۱۷۸
جناب عیسیٰ ماں کے جنازہ پر۔	۱۸۰
موعظہ ای از زبان مریمؑ۔	۱۸۱

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
(۶) چھٹی مجلس :	۱۸۲
جناب خدیجہ پہلی مومنہ عورت ہیں۔	۱۸۲
بیٹیوں کی جدائی میں خدیجہ کا رونا۔	۱۸۳
ایک موتی میرے ہاتھ سے چلا گیا۔	۱۸۴
زینب ورقیہ وام کلثوم۔	۱۸۵
جناب خدیجہ وآسیہ ومریم جنت میں۔	۱۸۵
خدیجہؑ کے بعد ازواج النبی کی تعداد۔	۱۸۷
حاجت جبرائیل سلام بخدیجہؑ	۱۸۸
وقت انتقال آپ کی عمر۔	۱۸۹
صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہراؑ۔	۱۸۹
گریہ وخندہ فاطمہؑ در بیماری پیغمبرؐ۔	۱۹۰
اظہار نظر صاحب کشف الغمہ۔	۱۹۰
سوائے معصوم کے فاطمہؑ کو کوئی نہیں پہنچان سکتا۔	۱۹۲
ولایت فاطمہؑ اور موت کی تمنا۔	۱۹۳
(۷) ساتویں مجلس :	۱۹۵
عظیم تکلیف الٰہی ولایت اہلبیتؑ ہے۔	۱۹۵
ابراہیم خلیل اللہ بھی علیؑ کے شیعہ تھے	۱۹۶

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
ابراہیمؑ نے انوار اہلبیتؑ کو دیکھا۔	۱۹۷
شیعان علیؑ کی نشانی۔	۱۹۸
نعمت الٰہی ولایت کا دستر خوان۔	۱۹۸
بروز محشر اس نعمت کا سوال ہوگا	۱۹۹
ٹھنڈا پانی، پاک کھانا اور سکون کی نیند۔	۲۰۰
حقیقی نعمت ولایت اہلبیتؑ ہے۔	۲۰۱
بروز محشر کا آخری سوال۔	۲۰۱
چار چیزوں کا سوال ہوگا۔	۲۰۳
ولایت کے علاوہ سوال۔	۲۰۴
نماز روزہ وغیرہ کا سوال بھی ہوگا۔	۲۰۴
ولایت اہلبیتؑ کی برکات بے حساب ہیں۔	۲۰۵
سلمان ہم اہلبیتؑ ہم اہلبیتؑ سے ہے۔	۲۰۵
سلمان محمدی کی تین خصلتیں۔	۲۰۶
خادمہ زہراؑ جناب فضہؑ ہندی کنیز ہیں۔	۲۰۷
بغیر طہارت کے خدمت معصوم میں حاضر نہ ہوئی۔	۲۰۸
جناب فضہؑ کے بارے میں حضرت علیؑ کی دعا۔	۲۰۹
برکت علم و مال اور اولاد فضہؑ۔	۲۰۹
قرآنی آیات سے جواب۔	۲۱۰
عطیہ الٰہی و فوق العادہ۔	۲۱۶

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
برکاتِ ولایت در اعقاب فضّہ۔	۲۱۷
امّ ایمن کنیزی باوفا۔	۲۱۸
ہلاکت سے نجات مل گئی	۲۱۸
(۸) آٹھویں مجلس :	۲۲۰
حقیقت ولایت کیا ہے۔	۲۲۰
تقویٰ بغیر ولایت نہیں ہوتا۔	۲۲۲
دوستی اہلبیتؑ توبہ کی طرف لاتی ہے۔	۲۲۳
ولایت اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔	۲۲۳
خدا کا مضبوط قلعہ علیؑ کی ولایت ہے۔	۲۲۴
کیا ولایت کسبی ہے	۲۲۶
ولایت سے تعلق وہبی ہے۔	۲۲۶
جناب ابوذر غفاری کا فرمان۔	۲۲۷
تاثیر دعا در زیادہ شدن دوستی۔	۲۲۷
صفاتِ کمالیہ میں غور و فکر۔	۲۲۸
تابعداری دوستی میں اضافہ کرتی ہے۔	۲۲۹
(۹) نویں مجلس :	۲۳۰
موت کے بعد آنے والے دور کی ضمانت۔	۲۳۰

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	
اِس راستہ کو عبور کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے۔	۲۳۱
روپیہ پیسہ اِن مشکلات کا حل نہیں ہے۔	۲۳۲
خطرات زیادہ ہیں وسیلہ ایک ہے۔	۲۳۳
سکرات موت و سختی خطر۔	۲۳۴
لہٰذا اہلبیتؑ کو ہر چیز سے زیادہ عزیز سمجھو۔	۲۳۴
تدبّر در صفات و افعال و اقوال۔	۲۳۵
اہمیّت مجلس یاد اہلبیتؑ۔	۲۳۶
واسطہ نعمت خدا را شناسیم۔	۲۳۶
امام جعفر صادقؑ اور ابو حنیفہ کی گفتگو۔	۲۳۷
فقرات زیارت جامعہ شیعوں کے لیے برکات۔	۲۳۹
(۱۰) دسویں مجلس :	۲۴۱
محبّت سے دِیو حُور بن جاتا ہے۔	۲۴۱
حکمت و توکل کو دوستی کے ذریعے تلاش کرو۔	۲۴۲
دوستی آل محمدؐ بسیّت خصلت۔	۲۴۳
ہر ولی حبّ خدا دارد ندارد حبّ دنیا۔	۲۴۳
حرص بر نیکی و ورع نتیجۂ دوستی۔	۲۴۴
شب زندہ داری و سحر خیزی۔	۲۴۵
دینی کاموں کی رغبت اور دنیا سے عداوت۔	۲۴۵

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
موت سے پہلے سخاوت اور توبہ۔	۲۴۶
بے امیدی از غیر خدا و مراقبت۔	۲۴۶
دوستان علیؑ کے لیے آخرت میں بزرگ آثار۔	۲۴۷
سلیمانِ اعمش کو ہم پہنچانتے ہیں۔	۲۴۹
نابینی کنیز کا آنکھیں مانگنا۔	۲۴۹
پانی پلانے والی نابینی کنیز کو شفا مل گئی۔	۲۵۱
نادر شاہ اور درِ علیؑ پہ نابینا۔	۲۵۲
اعمش کی وقت موت ابو حنیفہ سے گفتگو۔	۲۵۲
عامہ سے متعدد روایات۔	۲۵۵
(۱۱) گیارہویں مجلس :	۲۵۶
ولایت اہلبیتؑ ضرورتِ اسلام ہے۔	۲۵۶
وہ لوگ جن سے اللہ محبت رکھتا ہے۔	۲۵۷
آل محمدؐ محبوبین خدا کے سردار ہیں۔	۲۵۹
اہلبیتؑ سے بڑھ کر نیکوکار تو ہم نے نہیں دیکھا۔	۲۶۰
محبوبِ خدا کی محبت خدا کی محبت ہے۔	۲۶۱
سب سے زیادہ محبت خدا اور رسول کے ساتھ ہونی چاہیئے	۲۶۱
رسول کی دوستی بغیر آلِ رسول کے مکمل نہیں ہوئی۔	۲۶۲
محبتِ اہلبیتؑ اجرِ رسالت ہے۔	۲۶۳

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
تکلیفی مہم اور غیر مادی۔	۲۶۴
دوستی واجب اور وصیت علامہ حلیؒ۔	۲۶۵
اس محبت کا فائدہ محبؒ کے لیے ہے۔	۲۶۶
امراض درونیت اصلاح میشود۔	۲۶۷
تکمیل وقبولیت عبادت کا ذریعہ محبتِ اہلبیتؑ ہے۔	۲۶۸
منکر زیارت حسینؑ زائر ہو گیا۔	۲۶۹
زوّار قبر حسینؑ جہنم کی آگ سے محفوظ ہے۔	۲۷۱
(۱۲) بارہویں مجلس :	
قرآن میں ولایت اہلبیتؑ کی آیات۔	۲۷۱
صراط مستقیم علیؑ اور آل علیؑ ہیں۔	۲۷۲
صراط ولایت اور سنّت ہے۔	۲۷۳
دعا برائے زیادہ و دوام ولایت۔	۲۷۴
نظری بسر گزشت قاتل علیؑ۔	۲۷۵
کیا ہمارے خوف کے لیے یہ کافی نہیں ہے۔	۲۷۶
فقراتی از زیارت جامعہ و عاشورا۔	۲۷۷
(۱۳) تیرہویں مجلس :	۲۷۹
بزرگواری سادات ببرکت زہراؑ۔	۲۷۹
ذریہ پیغمبرؐ از بطن زہراؑ۔	۲۸۰

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
ابن حجر اور طبرانی کے اقوال۔	۲۸۰
روایتی مشہور از پیغمبر گرامی۔	۲۸۲
ہارون کا اعتراض اور امام موسیٰ کاظمؑ کا جواب۔	۲۸۳
حسنؑ و حسینؑ رسول خداؐ کے بیٹے ہیں۔	۲۸۴
اشعار در مدح سادات۔	۲۸۶
تائید مضمون حدیث بروایات	۲۸۷
ذریت پیغمبرؐ کے ساتھ تو نے ایسا کیوں کیا۔	۲۸۸
توبہ سید ابوالحسن بواسطہ اکرام او۔	۲۸۹
باہنی از منکر منافاتی ندارد۔	۲۹۰
مراتب نہی از منکر باید رعایت شود۔	۲۹۱
نوکری در مقابل شاہزادہ۔	۲۹۳
ذریت طاہرہ کی موت ایمان کے ساتھ ہوتی ہے۔	۲۹۳
اہل کتاب تین گروہ ہیں۔	۲۹۴
تفسیر آیۂ بذریہ طیبہ۔	۲۹۵
سادات کی بھی تین اقسام ہیں۔	۲۹۶
تفسیر آیۂ از امام جعفر صادق علیہ السلام۔	۲۹۷
سید کی عیب جوئی سے صادق آل محمدؐ کا ڈرانا۔	۲۹۸
اقرار امامت وقت موت۔	۲۹۹
کوفے کا بزرگ آدمی۔ شریف عمر حمزہ۔	۲۹۹

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
فضائل دیگر سادات فاطمی۔	۳۰۲
بدن ذریت فاطمہؑ پر جہنم کی آگ حرام ہے۔	۳۰۳
فرمائش حضرت رضا بر ید النار۔	۳۰۵
روایات را نباید سادات را جری کند۔	۳۰۶
دستگاری استحقاقی و دستگاری تفضلی۔	۳۰۶
پرستش اسماعیل از پدرش امام صادقؑ۔	۳۰۷
توفیقہای الٰہی برائے سادات ببرکت زہراؑ۔	۳۰۸
دوبہر ثواب اور عذاب۔	۳۰۹
سادات کو بھی ڈرنا چاہیئے۔	۳۱۰
وظیفہ مردم فرق نمی کند۔	۳۱۱
نیش و نوش بر ایشان یکساں باشد۔	۳۱۱
دشمنی سادات جہنمی بنا دیتی ہے۔	۳۱۲
سادات کے احسان کی برکات۔	۳۱۴
قرض سادات در حساب علیؑ۔	۳۱۴
حکایت۔ قاضی بصرہ اور سید زادی اور مجوسی۔	۳۱۶
قاضی نے جب اپنا مقام دیکھا۔	۳۱۸
ذریت فاطمہؑ کا چہرہ دیکھنا عبادت	۳۲۰
نہی عن المنکر مقدم ہے یا مودت۔	۳۲۰
اگر اثر قبول کرے تو نہی عن المنکر مقدم ہے۔	۳۲۱

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
نرم رویہ بہتری کو اچھی طرح ظاہر کرتا ہے۔	۳۲۲
(۱۴) پچودھویں مجلس :	۳۲۳
دوسروں کی محبت سے اپنے دل کو خالی کردو۔	۳۲۳
ذوی القربیٰ کی حضورؐ نے پہنچان کرائی ہے۔	۳۲۴
ذریت زہراؑ ذوی القربیٰ ہے۔	۳۲۴
حضورؐ نے چار دستوں کی شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے۔	۳۲۵
وہ لوگ جو محمد مصطفیٰؐ پر حق رکھتے ہیں۔	۳۲۵
نجاشی کا خط صادق آل محمدؐ کے نام۔	۳۲۶
صادق آل محمدؐ کا نجاشی کو خط کا جواب۔	۳۲۷
خانہ در بہشت در جوار اہلبیتؑ۔	۳۲۹
امام نے اپنا وعدہ پورا کردیا۔	۳۳۰
(۱۵) پندرھویں مجلس :	۳۳۲
چودہ معصوم ایک نور ہیں۔	۳۳۲
افضلیت اہلبیتؑ بجہاتِ عرضی۔	۳۳۳
گلوبند کے دانوں سے جناب زہراؑ کا فیصلہ۔	۳۳۴
خصائص حسینؑ اور ان کی افضلیت۔	۳۳۴
افضلیت اہلبیتؑ از پیغمبران گزشتہ۔	۳۳۵

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
آیۂ مباہلہ کے تحت فخرالدین رازی کا کلام۔	۳۳۶
فخرالدین رازی کے کلام پر اعتراض اور اُس کا جواب۔	۳۳۷
فضیلتِ علیؑ کے سلسلہ میں روایات۔	۳۳۸
علم مُوسیٰؑ آب دریا کا قطرہ ہے۔	۳۳۸
حجّاج بن یوسف اور حمزہ دختر حلیمہ سعدیہ کا مناظرہ۔	۳۴۰
کلام خدا اور مقام آدمؑ و علیؑ۔	۳۴۱
نوحؑ و لوطؑ کی بیویاں اور زوجہ علیؑ۔	۳۴۲
داستان ابراہیمؑ اور چار پرندے۔	۳۴۳
پردہ ہٹانے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔	۳۴۳
شب ہجرت علیؑ کا سکون اور مُوسیٰؑ کا خوف۔	۳۴۴
داؤدؑ کی حکومت اور حق کا فیصلہ۔	۳۴۵
پوچھ لو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھ کو نہ پاؤ۔	۳۴۶
مُلک سلیمان اور طلاق دینا۔	۳۴۷
عیسیٰؑ پر اعتراض ہوا ہے علیؑ پر نہیں۔	۳۴۸
حکم تحقیر سادات اور نظر عالم سُنّی	۳۴۹
کیا تمہارا آقا کافر نہیں ہوا۔	۳۴۹
ابن جبیر اندلسی کیا کہتا ہے۔	۳۵۰
گفتار صفدی در مستقط محسن۔	۳۵۱
ظاہری حکم کے مقابلہ میں اجتہاد۔	۳۵۲

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
(۱۶) سولہویں مجلس :	۳۵۳
فدک اور اُس کی بے شمار آمدنی ۔	۳۵۳
فتح خیبر کے بعد مسئلہ فدک تسلیم ہُوا۔	۳۵۳
جب جنگ نہ ہوئی تو مال پیغمبرؐ ہے ۔	۳۵۴
مخریق یہودی کی املاک بمقام عوالی ۔	۳۵۵
اپنوں کو اُن کا حق دے دو ۔	۳۵۵
محتاج مومنین کی امداد۔	۳۵۶
فدک پر زہراؑ کا قبضہ اور عاملین کا تعین	۳۵۷
وقف بر اولادِ زہراؑ۔	۳۵۷
غصب فدک کا راز استحکام خلافت تھا ۔	۳۵۸
عمر بن عبدالعزیز کا فدک کو واپس کرنا ۔	۳۵۸
شیخین کے افعال سے اعراض ۔	۳۵۹
غصب کرنے والے اور واپس کرنے والے ۔	۳۶۰
حق متصرف کے ساتھ ہے مگر دلیل کے ساتھ ۔	۳۶۱
گواہی مدعی پر ہے نہ کہ انکاری پر۔	۳۶۱
جھوٹی حدیث کا رسول کی طرف منسوب کرنا۔	۳۶۲
حدیث پیغمبرؐ قرآن کے مخالف نہیں ہوتی ۔	۳۶۲
کیا اِس حدیث کو تیرے سوا کسی نے نہیں سُنا ۔	۳۶۳

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
حق کا اظہار ضروری ہے۔	۲۶۴
احقاق حق سے ابطال باطل بھی ہو جاتا ہے۔	۲۶۴
(۱۷) سترہویں مجلس :	۲۶۶
احتجاج حضرت زہراؑ اور ابوبکر۔	۲۶۶
متصرف سے دلیل نہیں مانگی جاتی۔	۲۶۷
گواہان جناب زہراؑ برائے ملکیت فدک۔	۲۶۸
خلیفہ کے جرم سے گواہوں کو جھٹلا دیا۔	۲۶۸
زہراؑ سے گواہ مانگنا خلاف قرآن تھا۔	۲۶۹
خدا کی گواہی کو جھٹلایا گیا۔	۲۷۰
قتل علیؑ کے لیے سازش۔	۲۷۰
اسماء زوجہ ابوبکر کا پیغام علیؑ کے نام۔	۲۷۱
کشف سازش قتل علیؑ ایک تاریخی رسوائی ہے۔	۲۷۲
خالد۔ علیؑ کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔	۲۷۳
کیا ابوبکر کے پاس اس جرم کا کوئی عذر ہے۔	۲۷۴
علیؑ کی گواہی کو رد کرنا ذلیل ترین مصیبت ہے۔	۲۷۴
یحییٰ اور عیسیٰ بچپن میں پیغمبر تھے۔	۲۷۵
علیؑ صدیق اور حسنینؑ صالحین ہیں۔	۲۷۶
امّ ایمن جنتی عورتوں سے ہیں۔	۲۷۸

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
زہراؑ سے قسم کیوں نہیں لی گئی۔	۲۷۸
کیا ابوبکر اپنے دعویٰ میں خود صاحب نفع نہیں تھے۔	۲۷۹
یک بام و دو ہوا را۔	۲۸۰
فضال بن حسن بن فضال اور مجلس ابوحنیفہ۔	۳۸۰
قبر شیخین در خانہ پیغمبرؐ۔	۳۸۱
ہر بیوی آٹھویں سے مجموعی طور پر نواں حصہ لے سکتی ہے۔	۳۸۲
کیا جناب فاطمہؑ کا کوئی حق وراثت نہیں تھا۔	۳۸۳
ابن عباس کی گفتگو عائشہ کے ساتھ۔	۳۸۳
(۱۸) اٹھارہویں مجلس :	۳۸۵
حدیث تمام ترکہ کی بات کیوں نہیں کرتی۔	۳۸۵
ترکہ مزاحمتی برائے شان نداشت۔	۳۸۶
وراثتِ رسولؐ میں علیؑ و عباسؓ کا جھگڑا۔	۳۸۶
ہشام اور حسنیہ دو راستوں پر۔	۳۸۷
دعویٰ کی بنیاد اور خلافت کا ابطال۔	۳۸۸
عکس العمل در مسلمین و ناسزا ہائی ابوبکر۔	۳۸۹
یہ حقیقی خلافت ہے یا بادشاہی۔	۳۸۹
جناب زہراؑ کی زخمی دل سے نکلی گفتگو۔	۳۹۰

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت علیؑ کا جواب اور جناب زہراؑ کی خاموشی۔	۳۹۰
در دِل با اعتراض دو تا است۔	۳۹۱
ہارونؑ کے ساتھ موسیٰؑ کے سخت کلمات۔	۳۹۲
بنی اسرائیل کا بہت بڑا گناہ۔	۳۹۳
تو پھر یہ علیؑ پر اعتراض نہ تھا۔	۳۹۴
نکتہ جالب از ابن ابی الحدید۔	۳۹۴
کیا فاطمہؑ زینب سے کمتر تھیں۔	۳۹۵
اِس کا جواب جو متعصبین عامہ دیتے ہیں۔	۳۹۵
کیا ہجرات پیغمبرؐ کی اجازت لی تھی۔	۳۹۶
سوائے ظلم کے اور کوئی کام نہ تھا۔	۳۹۶
(۱۹) انیسویں مجلس :	۳۹۸
جوش و خروش برائے چہ؟	۳۹۸
مومن ظلم کے نیچے دب نہیں سکتا۔	۳۹۹
غاصبین خلافت کو رُسوا کر دیا۔	۴۰۰
وہ لوگ جو فاطمہؑ کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔	۴۰۰
حضرت علیؑ کی خاموشی کی وجہ کیا تھی؟	۴۰۱
مومنین در صلب منافقین۔	۴۰۱

Presented by Ziaraat.Com

عنوان	صفحہ نمبر
نسل پیغمبرؐ کو محفوظ رکھنا ضروری تھا۔	۴۰۲
جنگ مددگار چاہتی ہے۔	۴۰۳
طلب یاری از مہاجر و انصار۔	۴۰۴
حسینؑ کی ذمہ داری دوسری تھی۔	۴۰۴
جہاد ابتدائی اور دفاعی۔	۴۰۵

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

بِسۡمِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَلَہُ الۡحَمۡدُ

مقدمہ

ایمان ہی فقط وسیلہ نجات ہے

اس بات میں شک نہیں ہے کہ راہ نجات کا انحصار ایمان اور عمل صالح کے ساتھ ہے کیونکہ عالم معنیٰ میں اِن کی مثال ایسے دو پروں کی ہے جن کے ذریعے پرواز کی جاتی ہے یا ایسے دو پاؤں کی ہے جن کے ذریعے سیر کی جاتی ہے اور اِس مطلب کو واضح کرنے کے لیے قرآنی آیات اور آئمہ اطہار علیہم السّلام کی روایات کافی تعداد میں موجود ہیں ـــــ اور اسی طرح اِس حقیقت میں بھی کوئی شُبہ نہیں ہے کہ ایمان اصل (بنیاد) ہے اور عمل صالح فرع (شاخ) ہے اگر خدانخواستہ کوئی شخص ایمان کے بغیر مر جائے تو اُسے پہاڑوں کی مانند کیے ہوئے اعمال صالح بھی کچھ فائدہ نہ پہنچا سکیں گے۔[1]

---

[1] وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَتَعۡسًا لَّہُمۡ وَاَضَلَّ اَعۡمَالَہُمۡ ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَرِہُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَہُمۡ ۝ محمد۔
اور جن لوگوں نے کفر کیا پس اُن کے لیے خواری ہے اور اُس (اللہ تعالیٰ) بقیہ بر صفحہ آئندہ۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن اگر کوئی شخص صاحب ایمان ہو کر دنیا سے رخصت ہوتا ہے اور اُس کی نیکیاں قلیل ہی کیوں نہ ہوں گی مگر اُس کی ایمانی طاقت کئی سالوں کی زحمت کے بعد ہی سہی بالآخر اُسے نجات دِلا کے ہی رہے گی لہٰذا ثابت ہوا کہ نجات کا ذریعہ فقط ایمان ہی ہے۔

ایمان قلبی عہد اور اظہار کا نام ہے

خداوند عالم کی واحدانیت اور سرکار دو عالم کی نبوّت کے اقرار کا نام اسلام ہے اور اِن کے معانی و مطالب کے اظہار اور دِل میں اُن پر اعتقاد کامل رکھنے کا نام ایمان ہے جیسا کہ سورۂ حجرات میں ارشاد ہوتا ہے۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ع ۹/۱۴ الحجرات۔

اعراب (بدوؤں) نے کہا ہم ایمان لائے۔ اے رسول کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے بلکہ یہ کہو کہ ہم اسلام لائے اور ابھی تک ایمان تمہارے دِلوں میں داخل نہیں ہوا۔

پس معلوم ہوا کہ ایمان اِسلام کے علاوہ ہے مسلمان زیادہ ہیں لیکن مومن کم ہیں لہٰذا اِس جہان فانی میں جتنے بھی لوگ گناہوں کے مرتکب ہو رہے ہیں یا تو دولت

بقیہ صفحہ سابقہ

نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے یہ اِس لیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا انہوں نے یقیناً اُس سے کراہت کی پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے اعمال اکارت کر دیئے۔

Presented by Ziaraat.Com

ایمان سے خالی ہیں یا پھر بہت کمزور ایمان رکھنے والے ہیں ورنہ اگر ان میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو بارگاہ الٰہی میں حاضر سمجھتا اور قیام قیامت کا اعتقاد رکھتا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ گناہوں کا مرتکب ہوتا لہٰذا زانی اور چور مومن نہیں ہیں۔

لا یزنی الزانی وھو مومن ولا یسرق السارق وھو مومن....

کیونکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کوئی شخص چوری بھی کرے اور زنا بھی کرے اور پھر مومن بھی ہو۔

اپنے ایمان کو زیادہ کیجئے

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا ــــ اے صاحبان ایمان اپنے ایمان کو اور زیادہ مضبوط کرو اس آیہ مجیدہ کے تفسیری وجوہات سے ایک مقصد مراتب ایمان کا بھی ہے یعنی اے لوگوں جو ایمان لائے ہو ہر لحاظ سے اپنے قدموں کو زیادتی ایمان کی طرف بڑھاؤ تاکہ تمہارا سرمایہ ایمان زیادہ ہو یہی وجہ ہے کہ مومنین کسی وقت بھی آرام سے نہیں بیٹھتے بلکہ رات دن اُن کی کوشش ہوتی ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے اپنے ایمان میں اضافہ کیا جائے۔

محبّت کا تعلق لوازمات ایمان سے ہے

جس دل میں ایمان ہوتا ہے اُس کے لیے کچھ ایسے امور ہیں جن سے وہ جدا نہیں ہوتا مثلاً مومن متوکل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ـــــــ (۵/۲۳ المائدہ)

اور اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرو۔

اور اسی طرح مومن فقط خدا سے ڈرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ

وَخَافُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

اور وہ ہر شخص اور ہر چیز سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۲/۱۶۵ البقرہ اور وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہیں وہ خدا کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں ـــــ اور ہر وہ شخص اور ہر وہ چیز جس کا خدا سے تعلق ہے مومنین کو اُن سے بھی عقیدت ہوتی ہے دوسری چیزوں سے زیادہ ـــــ چنانچہ سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (۹/۲۴ التوبہ)

اے رسول کہدو اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے پوتے، اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے جمع کر رکھے ہیں اور وہ تجارت جس کی کسادبازی سے تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جو تمہیں پسند آ گئے ہیں، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ سے اور اُس کے رسول سے اور اُس کی راہ میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیاری ہے تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ

Presented by Ziaraat.Com

اللہ تعالیٰ تم پر اپنا حکم لے آئے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کی راہبری نہیں کرتا۔

پس محبّت اہلبیت لازمہ ایمان ہے

گزشتہ گفتگو میں ہم واضح کر آئے ہیں کہ اہلبیت خاندان رسول کی محبت رابطہ خدا و مصطفیٰ کی وجہ سے لازمہ ایمان ہے ایمان اور دوستی اہلبیت کی نسبت برابر اور مستقیم ہے یعنی آپ کا ایمان زیادہ اور مضبوط ہوگا اسی قدر محبت اہلبیت مضبوط ہوگی ــــ اور قرآن مجید میں تو دوستی اہلبیت کو اجر رسالت قرار دیا گیا ہے

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط (۴۲/۲۳ الشوریٰ)

اے رسول کہدو کہ میں اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ میرے اقرباء سے محبّت رکھو۔

اس حقیقت کو خوب جان لیجئے کہ اس محبتِ اقرباء کا فائدہ مومنین ہی کے واسطے ہے ورنہ اجر رسالت تو کاملاً خدا کے ذمّہ ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ط اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (۳۴/۴۷ سبا)

اے رسول کہدو میں نے تم سے جو اجر مانگا ہے وہ تمہارے ہی لیے ہے میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ کے ذمّہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

اس سابقہ گفتگو کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ جس قدر محبّت اہلبیت زیادہ ہو گی اسی قدر ایمان میں اضافہ ہوگا کیونکہ جہنّم سے چھٹکارا حاصل کر کے نجات ابدی حاصل کرنے کا اصل رکن محبّت اہلبیت رسول ہے

Presented by Ziaraat.Com

هل الدّین الا الحب والبغض۔

کیا اللہ کا دین اُس کی محبّت اور اُس کے دشمنوں سے دشمنی کے علاوہ ہے؟

ذکر فضائل محبّت میں اضافہ کرتا ہے

دوسری بات یہ ہے کہ انسان پیدائشی طور پر خوبی کو چاہنے اور اُس سے محبّت کرنے والا ہے اور خداوند عالم نے اِس چیز کو فطرت انسان میں ڈال دیا ہے کہ وہ سخاوت، شجاعت حیاء اور عفّت کو پسند کرے اور اِس کی مخالف چیزوں سے نفرت کرے اور جس ظرف میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہوں اُن سے محبّت کرے یہی وجہ ہے کہ سخی مرد کو ہر شخص پسند کرتا ہے ــــ لہٰذا جب اِس انسان پر یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اصل خوبیاں یعنی سخاوت وشجاعت، حیاء اور عفّت تو فقط آل محمد علیہم السّلام میں پائی جاتی ہیں تو فطرتاً محبّت میں اضافہ ہوتا ہے۔

لہٰذا میں دیکھ رہا ہوں کہ اہلبیت کی یاد میں مجلس کا انعقاد کرکے اُن کے فضائل اور معجزات کو بیان کرنے کی کیا فضیلت ہے اور اُن کے فضائل کی نشر واشاعت کرنا یعنی فضائل علیؑ وآل علیؑ تحریر کرنا یا بیان کرنا کس قدر اجر رکھتا ہے اور اُس کے ثواب کا کسقدر ذکر ہوا ہے۔

یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جو کسی کے ذِکر کی محتاج نہیں ہیں کیونکہ ان کے فضائل وکمالات سب خداداد ہیں کوئی اُن کو سمجھے یا نہ سمجھے، کوئی اُن کو یاد کرے یا نہ کرے اُن کے مقام ومنزلت میں کچھ فرق نہیں پڑتا ــــ اور اُن کے فضائل وکمالات

Presented by Ziaraat.Com

معجزات کے ذکر اور نشر و اشاعت کی جو انسان کو تشویق دلائی جا رہی ہے اس کا فائدہ فقط مومنین کے لیے ہے تاکہ مومنین ذکر علیؑ و اولاد علیؑ کی برکت سے ایمان میں اضافہ کر لیں اور قرب آل محمد علیہم السلام کے درجات کو حاصل کر سکیں۔

جناب زہراؑ بے مثال شخصیت ہیں

عالمین میں صدیقہ کبریٰ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شخصیت و عصمت کے لیے فقط یہ بات ہی کافی ہے کہ وہ رسول اور خاندان و ذریت رسول کے درمیان ایک رابطہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور خداوند عالم نے دونوں جہانوں کے لیے اُن کے توسط سے جو برکات فرمائی ہیں وہ نہ تو اِس کتاب میں سما سکتی ہیں اور نہ ہی ہم جیسے کم فہمیوں کی سمجھ میں آ سکتی ہیں۔

ہمارے لیے اتنا ہی جان لینا اور مان لینا کافی ہے کہ وہ ایسے معصوموں کی ماں ہیں جو ولی اعظم بھی ہیں اور امام حق بھی ہیں اور یہ معظمہ بی بی عصمت کبریٰ اور شفیعہ روز جزا بھی ہیں، اور الفاطمة بضعة منّی کے تحت رسالت و نبوت کا ٹکڑا بھی ہیں جس کی خوشی میں خدا کی رضا مضمر ہے اور جس کی ناراضگی غضب الٰہی کا پیش خیمہ ہے یعنی جس نے جناب بتول کو راضی کیا اُس نے اللہ و رسول کو راضی کیا اور جس نے جناب سیدہ کو تکلیف پہنچائی اُس نے خدا و رسول کو تکلیف پہنچائی ــــ یہ اِس معظمہ بی بی کی شان و عظمت اور کمالات کا کچھ خلاصہ تھا جو ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے اِس سے زیادہ کی معذرت فی الحال اتنا ہی کافی ہے کیونکہ یہ کتاب جو اُس معظمہ بی بی کے فضائل و کمالات میں لکھی

Presented by Ziaraat.Com

چھاپی اور شائع کی جا رہی ہے یہ اُس قطرہ کی مانند ہے جو بھرے سمندر سے لے لیا جائے کیونکہ مشہور ہے۔

ع آب دریارا اگر نتوان کشید
ہم بقدر تشنگی باشد چشید

یعنی اگر آپ دریا کا سارا پانی کشید نہیں کر سکتے تو کم از کم اتنا تو لے لیجئے کہ آپ کی پیاس بجھ جائے لہٰذا اس معظمہ بی بی کے جملہ فضائل و کمالات تو ہماری ہمت سے بالا ہیں بس اتنا ہی ذکر کرتے ہیں تاکہ اُن کا لطف و کرم ہماری نجات کا سامان بن جائے۔

بنیادی ہدف کے سلسلہ میں

اپنے ایمان کو تقویت پہنچانے کے لیے اور دوستی محمد و آل محمد علیہم السلام کا اظہار کرنے کے لیے اِس کتاب میں ہم اُن اُنیس[19] مجالس کا خلاصہ پیش کر رہے ہے جو ۱۳۸۵ھ قمری میں ایام فاطمیہ میں حضرت آیت اللہ دستغیب مرحوم نے ۳۳ یا ۳۴ سال قبل بیان فرمائی تھیں امید ہے یہ کتاب آپ کے ایمان میں اضافہ کا سبب بنے گی ـــــ اور جتنے بھی گمراہ کن پروپیگنڈے ہوتے ہیں اُن کے رد کے لیے یہ کتاب معاون ثابت ہو گی ـــــ آپ سب پر فرض ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے اِس کی نشر و اشاعت کو زیادہ کر کے اپنی دنیا و آخرت کی بھلائی میں اضافہ کریں۔

اسی طرح دوسری کتب ۔ قیامت اور قرآن ۔ تفسیر سورہ طور، تفسیر سورہ الواقعہ، بہشت جاوید، تفسیر سورہ الرحمٰن جو حضرت آیت اللہ کی تالیفات

Presented by Ziaraat.Com

عظیم ہیں انشاءاللہ بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کی جائیں گی ـــــ اور اُن کو بھی ہر مقام تک پہنچانے کے لیے آپ سب کا تعاون ضروری ہے۔ میں خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ اِس کتاب کے مؤلف، ناشر اور پڑھنے والوں کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

سیّد محمد ہاشم دستغیب

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی مجلس

تاریخ خطاب۔ شب سہ شنبہ جمادی الاوّل
۷۵ — ۵ — ۱۰ — ۳۴

آیہ مباہلہ فاطمہ زہراؑ کی شان میں

بزرگ علمائے خاصہ و عامہ نے جناب فاطمہ زہراؑ کے فضائل و مناقب میں بہت تفصیلی کتب لکھی ہیں جن میں بعض فضائل کا تعلق اُن قرآنی آیات سے ہے جو آپ کی شان میں نازل ہوئی ہیں منجملہ اُن کے ایک آیہ مباہلہ ہے۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ (پ ۳ آل عمران)

پس بعد اس کے کہ تیرے پاس علم آچکا ہے کوئی شخص عیسیٰ کے بارے میں جھگڑا کرے تو کہدو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو، اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو، اور اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو، پھر ہم خدا کی طرف رجوع کریں اور خدا کی لعنت جھوٹوں پر قرار دیں۔

تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ کلمہ "نِسَاءَنَا" سے مراد اس آیہ مباہلہ میں جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں اور صیغہ جمع کا مطلب یہ ہے کہ جناب سیدہ طاہرہ تمام مومنات کی نمائندہ بن کر آئی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اگر اس آیہ مباہلہ کے علاوہ اور کوئی بھی آیت جناب فاطمہؑ کی شان میں نہ ہوتی تو پھر بھی اس معظمہ خاتون جنت کی شان و عظمت کے لیے یہی ایک آیہ مبارکہ کافی تھی لہٰذا ایام جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی مناسبت سے اس آیہ مبارکہ کی تشریح کرنا ضروری ہے۔

مباہلہ در مقام احقاق حق

دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کا اپنے اپنے دعویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کرنا اور پھر ایک دوسرے کی دلیل و حجت کی قبول نہ کرنے کا نام مباہلہ ہے ــــ یعنی جب ایک دوسرے کے دعویٰ کو قطع کرتے ہوئے نوبت عداوت تک جا پہنچے تو پھر ان میں سے ہر ایک بارگاہ الٰہی کی طرف رجوع کر کے باطل کی ہلاکت کی دعا مانگتا ہے تاکہ حق ظاہر ہو جائے اور باطل نیست و نابود ہو جائے۔

دعوی پیغمبرؐ یزدان اور نصاریٰ نجران

رسول خداؐ نے نصاریٰ کے سامنے اپنا یہ دعویٰ پیش کیا کہ عیسیٰ اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ اور اس کی مخلوق ہے اس کا زمانہ نبوت ختم ہو گیا اب میں (محمدؐ) نبی ہوں لہٰذا تم میری نبوت کا اقرار کرو اس دعوت رسول پر نجران کے نصاریٰ حضور اکرمؐ سے گفتگو کرنے کے لیے مدینہ تشریف لائے اور چند دن مدینہ میں قیام کیا مگر انہوں نے دعوت رسول کو قبول نہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا کہ جناب عیسیٰ عام آدمیوں

Presented by Ziaraat.Com

کی طرح اللہ کی مخلوق اور اُس کے بندے ہیں جب کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے لہٰذا وہ اللہ کے بیٹے ہیں بلکہ اُس کے ساتھ متحد ہیں (اتحاد کر لیتے ہیں)

آدمؑ بھی تو بغیر باپ اور ماں کے تھے

رسول خداؐ نے امر الٰہی سے نصاریٰ کو جواب دیا کہ تخلیق عیسیٰ کس طرح تخلیق حضرت آدم ابوالبشر کی مانند ہے۔ جن کے اجزا کو خاک سے جمع کر کے بغیر ماں باپ کے خداوند عالم نے پیدا کیا اور قرآن کہتا ہے کہ۔

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۳/۵۹ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ (۳/۶۰ آل عمران)

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰؑ کی مثال آدمؑ کی مثال کی طرح ہے خدا نے اُسے مٹی سے پیدا کیا تھا پھر اُسے فرمایا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا ـــــ (یاد رکھو کہ) حق تیرے پروردگار کی طرف سے ہی ہے تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔

اِس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ عیسیٰؑ کا صرف باپ کے بغیر پیدا ہونا حضرت آدمؑ کا بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہونے سے بالاتر نہیں ہے بلکہ آدمؑ کا پیدا ہونا عجیب تر ہے جن کی نہ ماں تھیں نہ باپ ـــــ پس اگر آپ عیسیٰ کے لیے باپ کے بغیر پیدا ہونے کی وجہ سے مقام الوہیت کا تقاضا کرتے ہیں تو جناب آدمؑ کے لیے اِس مقام کا عقیدہ نہیں رکھتے لہٰذا جب جناب آدمؑ اِس مقام پر فائز نہیں ہیں تو عیسیٰ کیسے ہو سکتے ہیں؟

Presented by Ziaraat.Com

پس چاہیئے کہ اب ہم مباہلہ کریں

نصاریٰ نے جب اِس حجتِ الٰہی کو تسلیم نہ کیا اور عداوت کی وجہ سے اپنے موقف پہ ڈٹے رہے تو رسول خداؐ نے امرِ الٰہی سے اُن کو فرمایا کہ اب مباہلہ ضروری ہوگیا ہے اور اب ہم اپنے بیٹوں، عورتوں اور نفسوں کو بلائیں جن کی جان ہماری جان ہے یعنی میں اپنے بیٹوں، عورتوں اور نفسوں کو بلاتا ہوں اور تم اپنے بیٹے۔ عورتوں اور نفسوں کو میدان مباہلہ میں لے آؤ اور خداوند عالم سے ہم جھوٹے کے لیے لعنت و عذاب کی درخواست کریں۔

اظہار جزم بصدق دعویٰ

رسول اکرمؐ کا اپنے بیٹوں (حسنؑ و حسینؑ) اور جناب زہراؑ اور حضرت علی علیہ السّلام کو مباہلہ میں شریک کرنا حکمت سے خالی نہیں ہے من جملہ اُن کے ایک تو اپنے یقین کا اظہار تھا اور آپؐ کو اپنے دعویٰ نبوّت میں اپنی صداقت پر اسقدر اعتماد تھا کہ نصاریٰ نجران کے مقابلہ میں اپنے جگر گوشوں اور جان سے پیارے بچوں حسنین شریفینؑ کو اور اپنی اکلوتی بیٹی کو (وزہرائی کہ یگانہ دخترش نیبا شد) اور اپنی جان حضرت علی علیہ السّلام کو ظلم کے دفاع اور کاذبوں پر نفرین کے لیے ساتھ لائے تاکہ طرفین سے جو بھی باطل پر ہے اُس کی بنیاد کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ رسالب مآبؐ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی صداقت و حقانیت

Presented by Ziaraat.Com

کا اتنا یقین تھا کہ میدان مباہلہ میں میں اپنی عزیز ترین ہستیوں کو ساتھ لایا۔

مقام اہلبیتؑ کی پہنچان

دوسری حکمت یہ تھی کہ لوگوں کو اپنے ساتھیوں کی فضیلت سے آگاہ کرنا تھا کہ حسنین شریفین اور جناب بتولؑ اور حضرت علیؑ کی خدا کے نزدیک کیا عزت و منزلت ہے کہ جھوٹوں کے مقابلہ میں حق و صداقت کی تصویر بن کے آئے۔

صریحاً کلمہ "ابناءنا" اعلان کر رہا ہے کہ حسنؑ و حسینؑ پیغمبرؐ اسلام کے بیٹے ہیں اور کلمہ (انفسنا) بتا رہا ہے کہ حضرت علیؑ جانِ مصطفیٰؐ ہیں اور دونوں ایک ہیں اور کلمہ "نساءنا" واضح طور پر اظہار کر رہا ہے کہ مسلمانوں یاد رکھو کہ رسولؐ کی اکلوتی بیٹی زہراؑ عالمین کی عورتوں سے افضل و ممتاز ہیں اور ایک مطلب یہ تھا کہ ان معصوم ہستیوں کا رسول کے ساتھ متحد ہو کر اُن کے دعویٰ کی نہ صرف تصدیق کرنا تھا بلکہ لوگوں کو حق کی حقیقت سے مطلع کرنا اور باطل کے بطلان سے باخبر کرنا تھا۔

مباہلہ میں کس طرح تشریف لے گئے

نصاریٰ نے جب مباہلہ قبول کیا تو چوبیس ۲۴ ذی الحج ۱۰ھ کو میدان مباہلہ کی طرف آتے ہوئے حضورؐ نے حسینؑ کو آغوش میں لیا اور حسنؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور جناب بتولؑ اور حضرت علی علیہ السلام آپ کے پیچھے پیچھے چلے۔

Presented by Ziaraat.Com

رسول خداؐ نے اپنے ان سچے اور معصوم ساتھیوں سے کہا کہ جس وقت میں نجران کے نصاریٰ پر لعنت کروں تم سب مل کر بیک زبان آمین کہنا۔

دعاؤں کو قبول کرانے والے چمکتے ہوئے چہرے

اسقف نجران نے جب پیغمبر اسلامؐ اور اُن کے ساتھیوں کو مذکورہ حالت میں آتے دیکھا تو جماعت نصاریٰ سے کہنے لگا تم لوگ اچھی طرح جان لو کہ یہ چمکتے ہوئے چہرے جو میں دیکھ رہا ہوں اگر یہ خدا سے دعا کریں کہ وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹائے تھے تو یقیناً خدا ایسا ہی کرے گا لہٰذا اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو یقیناً ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر ایک نصرانی بھی باقی نہیں بچے گا۔

نصاریٰ نے مباہلہ نہیں کیا

نصاریٰ نے بارگاہ رسول خداؐ میں عرض کی کہ ہم نے فیصلہ یہ کیا ہے کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں بلکہ آپ کو آپ کے دین پر رہنے دیں اور خود اپنے دین پر ثابت رہیں حضورؐ نے فرمایا اب جب تمہاری یہ حالت ہے کہ تم نے مباہلہ سے روگردانی کی ہے تو پھر مسلمان ہو جاؤ تاکہ تم مسلمانوں کے نفع و نقصان میں شریک رہو۔ مگر انہوں نے یہ بات قبول نہ کی ـــــ فرمایا پھر میں تم سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں ـــــ انہوں نے کہا ہم میں عربوں کے ساتھ جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے

Presented by Ziaraat.Com

لہٰذا آپ نہ تو ہمیں جنگ کی بات سے خوفزدہ کریں اور نہ ہی ہمارے دین سے ہم کو پھیرنے کی بات کریں بلکہ ہمارے ساتھ اِس عہد پر مصالحت فرمائیں کہ ہر سال دو ہزار چادریں اور تیس لوہے کی زرہیں ہم آپ کی خدمت بطور جزیہ پیش کریں گے ــــ رسول اکرمؐ نے اُن کی اِس بات کو قبول کرتے ہوئے مصالحت فرمائی۔

آیۂ مباہلہ میں چند نکات

یہ داستانِ مباہلہ کا خلاصہ تھا جو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اب مومنین کو چاہیئے کہ اِس واقعہ کی جزئیات میں غور و فکر فرمائیں تاکہ اہلبیت رسول کی فضیلت اور مقام و منزلت اُن پر واضح ہو جائے ــــ خصوصاً پروردگار عالم کے اِس حکم پر اپنی توجہ کو مبذول فرمائیں کہ جس میں خالق دو جہان نے اپنے پیارے حبیب سے فرمایا کہ میدان مباہلہ میں اپنے ابناء، و نساء، و انفس کے ساتھ تشریف لائیے۔

تمام مسلمان مفسرین و محدثین و مورخین کا اتفاق ہے کہ رسول کریمؐ "و انفس" کی جگہ حضرت علی علیہ السلام کو ساتھ لائے تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ خاندان بنی ہاشم اور صحابہ رسول میں نہ تو علیؑ کے سوا کوئی جان مصطفیٰ ہے اور نہ ہی کوئی ہم پلہ شان مرتضیٰ ہے۔

اور "ابناء" کی جگہ حسنین علیہما السلام کو ساتھ لائے تاکہ سب لوگ جان لیں کہ حسنؑ و حسینؑ پیغمبر اسلام کے بیٹے ہیں اور اُن کی مثل کوئی بھی نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور "نساء" کی جگہ جناب زہراؑ کو ساتھ لائے تاکہ آپ کی بیویوں اور ہاشمی عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ تم کو ساتھ نہ لانا اس بات کا اعلان ہے کہ تم سے کوئی بھی رسول کے ساتھ جسمانی و فرزندی قرابت اور روحانی اتصال اور باطنی اتحاد میں اس منزل پر فائز نہیں ہے جو مقام جناب زہرا سلام اللہ علیہا کو حاصل ہے لہٰذا خدا کے نزدیک جو مقام جناب بتولؑ کا ہے اس میں دوسری کوئی خاتون شریک نہیں ہے ورنہ اُسے بھی رسول خداؐ میدان مباہلہ میں جناب بتولؑ کے ساتھ لے آتے۔

صیغہ جمع اور مصداق مفرد

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ "ابناء، نساء، اور انفس" اس آیۂ مباہلہ میں جمع کے صیغے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ رسول خداؐ سوائے حضرت علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ شریفین کے اور کسی کو بھی ساتھ نہیں لائے کیونکہ یہی چار افراد عالمین میں مومنین اور مومنات کے ایمان و صدق کا خلاصہ اور مکمل اتمام تھے اور اُن کا مقام وہی ہے جو نبی کریمؐ کا ہے یہی وجہ تھی کہ رسول کریمؐ کو نصاریٰ پر لعنت کے لیے ان چار معصوم افراد کی آمین کے بعد اور کسی کا احتیاج ہی نہیں تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

ہیبت روحانی سے نصاریٰ کا خوف

اہلبیت رسول کی عظمت وجلالت کو جاننے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ نصاریٰ جو ساٹھ روز سے اپنی شجاعت ودلیری پر نازاں تھے ان بزرگ اور معصوم ہستیوں کی روحانی عظمت اور باطنی نورانیت اور ہیبت الٰہی کی ایک جھلک برداشت نہ کرسکے اور خوف کھانے لگے بلکہ کانپنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر یہ پنجتن پاک علیہم السّلام خدا سے چاہیں تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دے گا لہٰذا انہوں نے صداقت وحقانیت پیغمبرؐ اسلام کو تسلیم کرتے ہوئے مباہلہ سے انکار کردیا۔

زمخشری اور فخرالدین رازی کی باتیں

اِس مقام پر عامہ کے بزرگ مفسر زمخشری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ فضیلت اہلبیتؑ کے لیے آیۂ مباہلہ سے بڑھ کر کوئی مضبوط دلیل ہو ہی نہیں سکتی۔

اور فخرالدین رازی کہتے ہیں کہ شیعہ کے پاس تمام صحابہ پر اہلبیت کی فضیلت کے لیے آیۂ مباہلہ ایک بہت بڑی دلیل ہے اور اِسی فضیلت کی بنیاد پر شیعہ حضرات آل رسولؐ کو تمام گزشتہ نبیوں سے بھی افضل کہنے کا حق رکھتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسری سورہ ھل اتی شان اہلبیتؑ میں

امامیہ اور اہلبیتؑ کی پیروی کرنے والے تمام حضرات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سورۃ الدھر اہلبیت رسول علیہم السلام یعنی علیؑ و فاطمہؑ حسن و حسنین علیہم السلام کی شان میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اس سورہ میں جتنی بھی آیات مدح و بشارات ہیں سب انہی مقدس ہستیوں کی شان میں ہیں اور جتنی بھی آیات ذم اور وعدہ عذاب کے سلسلے میں ہیں سب ان ہی کے دشمنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اس سورہ کا سبب نزول جو ان بزرگواروں کے لیے ہے اُس کا ہم آگے ذکر کریں گے۔

اہلبیتؑ کے ماننے والے اس سورہ میں شامل ہو سکتے ہیں

جاننا چاہیئے کہ اس سورہ کی آیات مدح عام ہیں اور ہر مسلمان جو اُن کی صفات مذکورہ کو اپنائے گا وہ بھی اس میں شامل ہو سکتا ہے ــــ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ سورہ اہلبیتؑ کی شان میں ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا سبب نزول یہی مقدس ہستیاں ہیں اسی لیے اس سورہ کی آیات مدح کی نسبت اہلبیتؑ کی طرف اولاً تو بالذات ہے اور دوسرے لوگوں کی طرف نسبت اسی مناسبت سے ہے جس حد تک اُن میں ان کی صفات پائی جاتی ہوں گی اور ثانیاً اہلبیتؑ کی طرف اس

Presented by Ziaraat.Com

سورہ کی نسبت بالعرض ہے بالفاظ دیگر اِس سورہ کی آیات مدح و بشارت کاملا اہلبیتؑ کی شان میں ہیں اور دوسرے لوگوں میں اسی قدر ہوگی جس قدر اُن میں اہلبیتؑ کی مذکورہ صفات پائی جاتی ہوں گی ـــــ اور ہر کافر و فاسق میں جسقدر اہلبیتؑ کے دشمنوں کی صفات پائی جاتی ہوں گی وہ اُسی قدر اِس سورہ کی آیاتِ ذم و تہدید میں دشمنان اہلبیتؑ کا شریک ہوگا (اور اصلاً خاص نہیں ہے)

ناقلین شان نزول سورہ

اِس سورہ کا شان نزول اہلبیتؑ کے بارے میں بزرگ علمائے عامہ نے نقل کیا ہے مثلاً واحدی نے البسیط میں اور ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر کبیر میں، اور موفق بن احمد نے کتاب الفضائل میں اور زمخشری نے کشاف میں اور اسماعیل الحنفی نے روح البیان میں ۔۔۔۔۔

بیماری حسنینؑ اور نذر علیؑ و فاطمہؑ

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں بسند متصل عبداللہ ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ امام حسن و حسین علیہما السلام بیمار ہوگئے رسول خداؐ اپنے اصحاب کے ساتھ اِن دو آقازادوں کی عیادت کو تشریف لائے تو امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ سے فرمایا کہ مناسب ہے کہ آپ اِن دونوں شہزادوں کی شفایابی کے لیے منت مان لیں ـــــ فرمان رسول سنتے ہی حضرت علیؑ نے کہا اگر اِن دونوں بیٹوں کو شفا مل

Presented by Ziaraat.Com

جائے تو میں تین دن روزہ رکھوں گا جناب فاطمہؑ اور آپ کی کنیز فضہؑ نے بھی یہی منت مانی اور خداوند عالم نے دونوں شہزادوں کو شفا دے دی۔

شمعون یہودی سے قرض لیا

جب روزہ رکھنا چاہا تو آپ کے گھر میں کوئی چیز نہ تھی لہٰذا امیر المومنینؑ شمعون یہودی کے پاس گئے اور تین سیر جَو اُس سے بطور قرض لیے اور دوسری حدیث میں ہے کہ اُس سے اُون لے کر آئے جسے جناب بتولؑ نے کاتا اور اُس کی اجرت تین سیر جو تھی ـــــ یہودی نے اِس بات کو قبول کیا اور اُون اور جو حضرت علیؑ کے حوالے کر دیئے اور حضرت علیؑ نے اِن دونوں چیزوں کو لے کر جناب زہراؑ کے حوالے کر دیا۔

پہلا روزہ اور سوال مسکین

سب نے مطابق منت پہلا روزہ رکھا اور جناب بتول نے جو پیس کر ایک سیر آٹا گوندھ کر اُس کی پانچ روٹیاں پکائیں یعنی ہر ایک کے لیے ایک روٹی۔ حضرت علی علیہ السلام رسول خداؐ کے ساتھ نماز مغرب پڑھ کے افطاری کے لیے گھر تشریف لائے ـــــ دستر خوان بچھ گیا جب سب افطار کرنے لگے تو دروازہ پر ایک مسکین نے روتے ہوئے کہا السلام علیکم یا اہل بیت محمدؐ اے اہلبیتؑ مصطفیٰؐ تم پر میرا سلام ہو میں مسلمانوں میں سے ایک مسکین آدمی ہوں مجھے

Presented by Ziaraat.Com

طعام دیجئے خدا آپ کو طعام بہشت عطا فرمائے گا۔

سب نے اپنا کھانا دیدیا

پس حضرت علیؑ نے سخاوت کی اچھائی میں اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ بہشت بخیل پر حرام ہے اور اُس کا مقام دوزخ ہے اور اپنی روٹی مسکین کو دے دی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے بھی حضرت علی علیہ السّلام کی اقتداء کرتے ہوئے پہلے اشعار پڑھے پھر اپنا طعام مسکین کو دے دیا ــــ حسنین علیہما السّلام اور جناب فضہؑ نے بھی اپنی اپنی روٹی مسکین کو دیدی اور اُس رات آپ سب نے سوائے پانی کے نہ کچھ کھایا اور نہ پیا۔

یتیم اور قیدی کو بھی کھانا دیا

دوسرے دِن آپ سب نے روزہ رکھا اور حسب سابق جناب سیّدہ سلام اللہ علیہا نے افطاری کے لیے پانچ روٹیاں پکائیں اور نماز مغرب کے بعد جب افطار کرنے لگے تو دروازہ پر یتیم نے آکر سلام کیا اور کہا کہ میں اولادِ مہاجرین سے ایک یتیم ہوں میرا باپ یوم العقبہ کے دِن شہید ہوگیا تھا مجھے کھانا دیجئے خدا آپ کو جنّت کا کھانا دے گا۔

حضرت علی علیہ السّلام نے یتیم پروری کی تعریف میں چند اشعار پڑھے اور اپنی روٹی یتیم کو دیدی جناب بتول، حسنین اور جناب فضہؑ نے بھی حضرت علیؑ کی اقتدا

Presented by Ziaraat.Com

کرتے ہوئے اپنی اپنی روٹی یتیم کے حوالہ کردی اور سب نے پانی سے افطاری کی علاوہ ازیں نہ کچھ کھایا نہ پیا۔

تیسرے دِن آخری سیر آٹا کی پانچ روٹیاں جناب بتولؑ نے پکائیں اور نماز مغرب کے بعد وقت افطار دروازہ پر ایک قیدی کی آواز بلند ہوئی کہ السلام علیکم یا اہل بیت محمدؐ۔ اے اہلبیت محمدؐ تم پر میرا اسلام ہو ــــ مجھے قیدی بنایا گیا ہے مگر مجھے کھانا نہیں دیا جاتا لہٰذا آپ مجھے کھانا عطا فرمائیں اللہ تعالیٰ طعام جنت آپ کو عطا فرمائے گا۔ سب نے اپنا اپنا طعام قیدی کو دے دیا اور تیسرے دِن بھی پانی ہی پر اکتفا کیا۔

حسنینؑ کا بوجہ بھوک مثل جوجہ کانپنا

چوتھے دِن جب ادائے نذر سے فارغ ہوئے تو جناب امیر المومنینؑ نے دائیں ہاتھ میں حسنؑ اور بائیں ہاتھ میں حسینؑ کو پکڑا اور رسول خداؐ کی طرف روانہ ہوئے جب کہ بھوک کی وجہ سے بچوں پر انتہائی درجہ کی کپکپاہٹ طاری تھی رسالتمآبؐ نے جب یہ حالت دیکھی تو فرمایا اے ابا الحسنؑ علیؑ آپ کی حالت نے مجھے بہت پریشان کر دیا ہے ذرا چل کے دیکھوں تو سہی میری بیٹی فاطمہؑ کی کیا حالت ہے ــــ جب آپ جناب فاطمہؑ کے قریب آئے تو آپ محراب میں نماز پڑھ رہی تھیں جب کہ بھوک کی وجہ سے شکم پشت کے ساتھ لگا ہوا تھا اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ حضور اکرمؐ نے اپنی بیٹی کو اِس حالت میں دیکھا تو رونے لگے اور فرمایا اے خدایا اہلبیت محمدؐ تو بھوکے مر رہے ہیں تو جبرائیل یہ سورہ ھل اتیٰ لے کر حاضر

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے اور اوّل سے لے کر آخر تک پڑھ کر سنائی (انتہا روایت ثعلبی)

قبولیّتِ روزہ و طعام سے حضورؐ کا خوش ہونا

دوسری روایت میں ہے کہ رسول خداؐ نے سورہ دھر کی تلاوت کے بعد جب دیکھا کہ میری اہلبیتؑ کا عمل بارگاہِ رب العزّت میں اسقدر مقبول ہوا ہے کہ خداوند عالم نے سورہ ھل اتیٰ میں اُن کو اپنی مدح اور بشارت کا مستحق ٹھہرایا ہے تو بہت خوش ہوئے اور خندہ کیا اور خداوند عالم کی حمد و ثنا کی اسی طرح اہلبیتؑ بھی بہت خوش ہوئے اور خندہ کرتے ہوئے شکر ادا کیا۔ یہ تو شان نزول کی باتیں تھیں اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سورہ میں جن الفاظ کے ذریعے اہلبیتؑ کی مدح کی گئی ہے اور بشارت دی گئی ہے اُن کا تذکرہ کیا جائے۔

نیکی اہلبیتؑ کی تعریف

اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُھَا کَافُوْرًا (۷۶/۵ الدھر)

یقیناً نیک لوگ اس پیالہ میں سے پئیں گے جس میں کافور کی ملاوٹ ہوگی۔ ابرار، جمع ہے بریا۔ بار۔ کی جس کے معنی نیکوکار کے ہیں اِس جملہ میں پروردگار عالم نے اہلبیتؑ کو اپنی مدح کا مستحق قرار دیا ہے اور اُن کی نیکوکاری کی تصدیق فرمائی ہے۔

اور یہ "الابرار۔ (جمع بالف ولام تعریف، حقیقت در عموم وظاہر در استغراق است) کو علی و فاطمہ اور حسنین علیہم السلام پر اطلاق فرمایا ہے تاکہ لوگوں کو علم

Presented by Ziaraat.Com

ہو سکے کہ یہ نفوس مقدس خدا کے برگزیدہ لوگوں میں سے برگزیدہ اور مکمل نیکوکار ہیں اور خدا کے پسندیدہ لوگوں میں سے افضل ہیں کیونکہ "ابرار" کا لفظ مطلقاً انہی کی شان میں ہے جس میں اِن کا کوئی شریک نہیں ہے اور اِن کے علاوہ جتنے بشر انسان بھی نیک ہوں گے سب رتبہ میں اِن کے ہم پلہ نہیں ہیں کیونکہ حقیقت میں مکمل و اکمل یہی ہیں باقی جسقدر نیک ہوں گے اِسی مناسبت سے مقام کے مستحق ہوں گے۔

بہشت کا ہوش میں لانے والا شراب

یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ ..... نیک اور نیکوکاران کے لیے بہشت کے شراب سے پُر وہ جام ہوگا جس میں دنیا کی طرح نہ تو مستی ہوگا نہ خمار اور بے ہوشی ہوگی بلکہ اُس شراب بہشت میں ہوش ہوگا عقل تیز ہوگی محبّت زیادہ ہوگی کیونکہ اُس کے مزاج میں کافور کی آمیزش ہوگی جس سے جام پینے والے کو کافور بہشتی کی وجہ خوشبو اور ٹھنڈک محسوس ہوگی اور اُس کا ذائقہ خوش مزہ ہوگا۔

پیغمبرؐ کے بہشت والے گھر میں چشمہ

عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا (۷۶ الدھر)

وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے اللہ تعالیٰ کے بندے پئیں گے وہ اُسے بہالیجائیں گے بہالیجانا — یعنی وہ کافور کا وہ چشمہ ہے جسے جہاں مومن لے جانا چاہیں گے

Presented by Ziaraat.Com

آسانی کے ساتھ چلا جائے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُس چشمہ کا اصلی مرکز بہشت کے اندر خانہ رسول خدا میں ہے اور وہی سے وہ دوسرے پیغمبروں اور مومنین کے گھروں کو جاری کیا جائے گا۔

خدا کے کامل بندے

اِس بات کو بخوبی جان لینا چاہیئے کہ خدا کے کامل عبد ہی "عباد اللہ" سے مراد ہیں یعنی آیہ مذکورہ میں عبد سے مراد "بالخلقہ والملک۔" نہیں ہیں کیونکہ اس سے تو ہر انسان مراد لیا جا سکتا ہے بلکہ اس عبد سے مراد عبد بالطاعۃ والخدمہ۔ ہے یعنی وہ لوگ جو اطاعت و بندگی پروردگار عالم میں حد کمال کو پہنچے ہوئے ہیں جن کی صفات کو خداوند عالم نے سورۃ الفرقان کے آخر میں بیان فرمایا ہے۔

چونکہ حضرت علی جناب فاطمہ اور حسنین علیہم السلام ہی بندگی الٰہی میں تمام عابدوں کے سردار ہیں اور جملہ کاملین سے اکمل ہیں لہٰذا اس آیہ مبارکہ میں "عباد اللہ" کا اطلاق انہی مقدس ہستیوں پر ہوتا ہے اور یہ ان کی وہ مدح ہے جس سے اوپر کوئی مدح ہو ہی نہیں سکتی بلکہ اُس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

Presented by Ziaraat.Com

اپنا وعدہ وفا کرنے والے ہیں

اس سے آگے خداوند عالم ان کی مدح عظیم اور تکریم الٰہی کے استحقاق کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ..... یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی منّت کو پورا کر کے ایفائے عہد کیا یعنی مقام اطاعت و بندگی پروردگار عالم میں علاوہ اُس امر واجب کے جو خدا نے اُن پر کیا وہ خود اپنے اوپر واجب کردہ امر خدا کو بھی خدا ہی کی بندگی و اطاعت کی خاطر پورا کرتے ہیں ــــ اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ امر اطاعت خدا کے علاوہ جو خود امر خدا کو اپنے اوپر واجب کر کے اُس پر عمل کرتا ہے وہ سلسلہ اطاعت میں پہلے سے بہتر ہے اور یہ جملہ گواہی ہے خداوند عالم کی طرف سے اِن کی اطاعت و بندگی کے کمال کی۔

سختی قیامت سے ڈرتے ہیں

وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۷ (الدھر)

اور اُس دِن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی پھیل جانے والی ہے ــــ اور یہ جملہ بھی پروردگار عالم کی طرف سے اہلبیتؑ کی عصمت یعنی ہر گناہ سے پاک ہونے اور امر خدا کی مخالفت سے پرہیز کرنے کے لیے ایک بہت بڑی گواہی ہے کیونکہ جو شخص ہر وقت قیامت کی سختیوں سے ڈرتا ہے اُس کے گناہگار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نیز یہ جملہ خدا کی طرف سے شہادت ہے اِن کے

Presented by Ziaraat.Com

ایمان کی پختگی کے لیے اور قیام قیامت پر اِن کے یقین کامل کے لیے ــــ کیونکہ جسے قیامت کا قطعی یقین ہے وہ اُس کے خوف سے ڈرتا ہوگا اور یہ ڈرنا یقین کامل کا ثبوت ہے اِس کے مطالب و شواہد قرآن و اخبار میں بہت ہیں۔

اطعام در نہایت احتیاج

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۷۶/۸ الدھر۔

اور وہ اُس اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اور یہ جملہ خداوند عالم کی طرف سے تیسری گواہی ہے علی و فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کی صفت کمالیہ پر جس میں اُن کی سخاوت قربانی اور ناتواں لوگوں پر نظر عنایت جو علی طور پر تھی کا خداوند عالم نے تذکرہ فرمایا ہے کہ انہوں نے تین دن متواتر بھوکا رہ کر میری مخلوق کو سیر کیا ہے اور میں نے اُن کو اپنی مدح کا مستحق ٹھہرایا ہے۔

کھانا کھلانے میں خلوص نیّت

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا (۷۶/۹ الدھر) اور کہتے ہیں کہ ماسوا اس کے نہیں، ہم تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہی کھانا کھلاتے ہیں ہم تم سے نہ بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ اُن تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے ـــــ وہ اُس میں نہ تو دھوپ دیکھیں گے اور نہ سخت سردی۔ یا یہ کہ بہشت میں آفتاب و ماہتاب نہیں ہوں گے یعنی وہاں اِن کی روشنی کی احتیاج نہ ہوگی بلکہ یہ مقدس انوار (محمد و آل محمد علیہم السّلام) کی اپنی ذاتی نورانی روشنی سورج سے سو حصّے زیادہ ہوگی ـــــ (سورج تو اِن کے نور سے بنا ہے لہٰذا جب اصل روشنی شروع ہوگی تو اِس نقل کی ضرورت نہ رہے گی! منجم)

تبسّم علیؑ و فاطمہؑ کی روشنی

روایت میں ہے کہ جنتی لوگ اچانک ایک روشنی دیکھیں گے اور بارگاہ رب العزّت میں عرض کریں گے یا اللہ تو نے قرآن میں کہا تھا کہ جنّت میں سورج نہیں ہے پھر یہ روشنی کہاں سے آرہی ہے؟ ـــــ جبرائیلؑ کہے گا یہ سورج کی روشنی نہیں ہے بلکہ علیؑ و فاطمہؑ نے کسی مسرّت پر تبسّم فرمایا ہے جس سے یہ روشنی ظاہر ہوئی ہے (غایۃ المرام صفحہ ۳۷۳)

بہشتی درختوں کا سایہ اور پھل

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا (۷۶ الدھر)

اور بہشتی درختوں کے سائے اُن پر جھکے ہوئے ہوں گے اور ان کے پھل ان کے لیے پورے طور پر مسخّر کر دیئے جائیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا (۷۶/۱۰ الدھر)

یقیناً ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف رکھتے ہیں جس میں لوگ تو ترشرو اور بگڑے ہوئے چہرے والے ہو جائیں گے اور یہ جملہ خداوند عالم کی طرف سے چوتھی گواہی ہے اِن بزرگواروں کی مدح کی جس میں خداوند عالم نے اِن کے پوشیدہ کمال کو ظاہر فرمایا ہے اور وہ کمال ہے بندگی الٰہی میں اِن کا خلوص نیت اور بزرگی مقام اخلاص کا اپنی جگہ ذکر ہوا ہے۔

تلافیہای خداوند از زحمات ایشان

پھر خداوند عالم نے اہلبیتؑ عظام کے خلوص اور بندگی کے بدلہ میں بروز محشر کو اپنی طرف سے دی جانے والی جزاؤں اور بزرگ عطاؤں کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا (۷۶/۱۱ الدھر)

پس اللہ تعالیٰ انہیں اُس دن کی سختی سے بچالے گا اور انہیں تروتازگی اور سرور عطا کرے گا۔

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا (۷۶/۱۲ الدھر)

اور یہ سبب اِس کے کہ انہوں نے صبر کیا (یعنی اپنی بھوک کی شدت کے باوجود یتیم مسکین قیدی کو اپنا کھانا دے کر قربانی دی) اس صبر کی جزا میں اُن کو جنت اور ریشم کا لباس دیا جائے گا۔

مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا (۷۶/۱۳ الدھر)

Presented by Ziaraat.Com

وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا (۷۶/۱۵ الدھر)
اور اُن پر چاندی کے برتنوں اور شیشے کے آب خوروں کو پھیرایا جائے گا

قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا (۷۶/۱۶ الدھر)
یہ شیشے بھی چاندی کے ہوں گے جن کا انہوں نے مناسب اندازہ کر لیا ہو گا
(یعنی اُن کا اندازہ اِن کے ارادہ و میل کے تابع ہو گا)

وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا (۷۶/۱۷ الدھر) عَيْنًا
فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۷۶/۱۸ اور اُس میں انہیں ایسا جام پلایا جائے
گا جس میں زنجبیل (سونٹھ) کی آمیزش ہو گی اور یہ زنجبیل جنت میں ایک
چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل رکھا جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ دنیا کی اور بہشت
کی زنجبیل اور کافور میں بڑا فرق ہے صرف لفظ مشترک ہے حقیقت بڑی
مختلف ہے۔

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ
لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا (۷۶/۱۹ الدھر) اور اُن پر ہمیشہ رہنے والے لڑکے
چکر لگاتے رہیں گے، جب تو انہیں دیکھے گا تو انہیں بکھرے ہوئے موتی
خیال کرے گا۔

بڑی سلطنت اور ریشمی لباس

وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا (۷۶/۲۰)
اور جب تو دیکھے گا پھر تو کثیر نعمت اور بڑی سلطنت دیکھے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

حدیث میں ہے کہ سب سے کم درجے کا جنتی بھی اگر اپنی سلطنت کو دیکھنا چاہے گا تو ہزار سال کے سفر کے بعد بھی اگر وہ انتہا دیکھے گا تو ایسا ہی ہو گا جیسا اُس نے اپنی سلطنت کی ابھی ابتداء دیکھی ہے۔ (کتاب منہج الصادقین) (اللہ اکبر)

عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (۷۶/۲۱ الدھر)

اُن جنتیوں پر باریک سبز ریشم (دیبا) اور موٹے ریشم کے لباس ہوں گے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں اُن کا رب پاکیزہ مشروبہ پلائے گا۔

اُن کا ساقی پروردگار ہے

یہ اہلبیت یعنی علی و فاطمہ حسنین شریفین علیہم السلام کے لیے آخری کرامت ہے کہ اُن کا ساقی اُن کا پروردگار ہے یہ پانی پلانے کی نسبت جو خدا نے اپنی طرف فرمائی ہے یہ گزشتہ تمام فضیلتوں سے بڑھ کر فضیلت ہے اور اِس جگہ کچھ لطیف اور دقیق اشارے ہیں جن کی شرح سے زبان اور قلم عاجز ہیں۔

فرمایا اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا (۷۶/۲۲ الدھر)

یقیناً یہ تمہارے لیے جزا ہے بدلہ ہے اور تمہاری کوشش شکر گزاری کے قابل ہے ــــ یعنی یہ نعمتیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے یہ تمہارے خلوص و بندگی اور

Presented by Ziaraat.Com

برموقعہ اچھے کردار کی جزا ہے اور بندگی خدا کے سلسلہ میں جو تم نے تکالیف برداشت کی ہیں وہ خدا کے نزدیک پسندیدہ فعل ہے جس کی وہ جزا دے رہا ہے۔

اِن آیات میں اکثر باریکیاں

اِن اٹھارہ آیات کی باریکیوں کو آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ خداوند عالم نے کسقدر اہلبیت عظام علیہم السلام کی مدح وثنا فرمائی ہے اور اُن کی بندگی و خلوص کی کس انداز سے تعریف کرتے ہوئے انہیں عظیم بشارتوں، کرامتوں اور نعمتوں سے نوازتے ہوئے آخرت میں سلطنت عظیم عطا فرمائی ہے۔

اور یہ تذکرہ بھی ہو چکا کہ مومنین کے تمام افراد میں سے جو بھی جس حساب سے اِن صفات کمالیہ یعنی معرفت و بندگی۔ بیم و امید اور اخلاص کی دولت سے مالا مال ہوگا اسی حساب سے پروردگار عالم کے نزدیک وہ "ابرار" سے ہوگا اور اِن آیات میں کی گئی مدح وثنا اور بشارتوں کا مستحق ہوگا۔

تیسری آیۂ مودّت اور اجر رسالت

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (۴۲/۲۳ الشوری)

اے محمدؐ مومنین سے کہدو کہ میں تبلیغ وحی الٰہی کے سلسلے میں تم سے اُجرت نہیں

Presented by Ziaraat.Com

چاہتا اور صلہ کی توقع نہیں رکھتا لیکن تم سے اہل قرابت کی دوستی کامل کی توقع رکھتا ہوں ـــــ اور جو شخص حصول قرب الٰہی کے لیے نیکی کمائے گا یہ مودت اہلبیت اس کی نیکیوں کو زیادہ کر دے گی یعنی اُس کو زیادہ ثواب ملے گا، خداوند عالم گناہوں کو بخشنے والا اور اطاعت کرانے والوں کو بدلہ دینے والا ہے۔

مودت و معنی ذی القربیٰ از عامہ

اکابرین عامہ کی کثیر تعداد خاصہ کے ساتھ متفق ہے کہ آیۂ مودۃ اہلبیتؑ محمدؐ کی مودۃ و محبت کے وجوب کو ثابت کرتی ہے اور ذی القربیٰ سے یعنی "القربیٰ" سے مراد علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام ہیں اور حسنہ سے مقصود ان کی مودۃ ہے اور اِس تفسیر کی دلیل کے لیے صحاح اور متعدد و متواتر روایات موجود ہیں جن کو شیعہ و سنّی دونوں حضرات نے نقل کیا ہے اور اس سے مزید عامہ کی روایات کتاب الغدیر صفحہ ۳۰۷/۲ ج میں نقل ہیں جن کا ذکر ہوگا۔

بزرگان عامہ کی روایات

(۱) ثعلبی اور ابو نعیم، بغوی اور واحدی، طبرانی اور احمد اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں ابن عباس کہتا ہے وہ کہتا ہے۔ قال لما نزلت هذه الاية قيل يا رسول اللهؐ من قرابتك هؤلاء الذين وجبت علينا مودّتهم فقال ؐ علی و فاطمه و ابناهما۔ (الغدیر ص ۳۰۷ ج ۲)۔

Presented by Ziaraat.Com

جب یہ آیۂ مودّت نازل ہوئی تو رسول اکرمؐ سے سوال کیا گیا کہ وہ آپ کے قریبی کون ہیں جن کی مودّت ہم پر واجب ہوئی ہے؟ فرمایا وہ علی و فاطمہ حسن و حسین علیہم السّلام ہیں،

اور اس روایت کو زمخشری اور رازی، طبری اور بارہ دوسرے آدمیوں سے نقل کیا گیا ہے جن کا تعلق علمائے عامہ سے ہے۔

(۲) حافظ ابو عبداللہ اور محب الدین طبری، ابن حجر اور سمہودی روایت کرتے ہیں کہ انّ رسول اللہ ص قال انّ اللہ جعل اجری علیکم المودۃ فی اھل بیتی و انّی سائلکم غدًا عنھم۔ (الغدیر ص ۳۰۷ ج ۲)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے میری اہلبیتؑ کی مودۃ کو اجر رسالت قرار دیا ہے یہ میرا تم پر ایسا اجر ہے یعنی میری اہلبیتؑ سے مودّہ کا جو اجر ہے اس کا میں بروز محشر تم سے سوال کروں گا۔

(۳) طبری اور ابن عساکر، حسکانی اور گنجی اپنی اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ قال رسول اللہ ص انّ اللہ خلق الانبیآء من اشجار شتّی وخلقنی من شجرۃ واحدۃ فانا اصلھا وعلی فرعھا وفاطمۃ لقاحھا والحسن والحسین ثمرھا فمن تعلق بغصن من اغصانھا نجیٰ ومن زاغ عنھا ھوٰی ولو ان عبدا عبد اللہ بین الصفا والمروۃ الف عام ثم الف عام ثم لم یدرک محبتنا الیہ الا منخریۃ فی النّار ثم تلا قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ۔

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے دوسرے تمام نبیوں کو مختلف شجروں سے خلق فرمایا اور مجھے شجر واحد سے خلق فرمایا ہے پس

اُس شجر کی جڑ میں ہوں اور شاخ علیؑ ہیں اور فاطمہ وہ جگہ ہیں جہاں سے شاخیں پھوٹتی ہیں، حسنؑ و حسینؑ اُس شجر کے پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اُس شجر کے پتے ہیں) پس جو بھی اِن شاخوں سے متعلق رہا یعنی اُس نے اِس شجر واحد کی شاخوں کو ہاتھوں سے تھامے رکھا وہ نجات پا گیا اور جس شخص نے بھی چاہے کوئی ہو اِن سے منہ پھیرا وہ ہلاک ہو گیا ـــــ اور اگر خدا کا کوئی بندہ صفا اور مروہ کے درمیان ایک ہزار سال عبادت کرے اُس کے بعد پھر ایک ہزار سال عبادت کرے اور پھر ایک ہزار سال رات دِن عبادت الٰہی میں گزار دے اتنی عبادت کے باوجود اگر اُس کے دِل میں ہماری محبت نہیں ہو گی تو اللہ تعالیٰ ایسے عابد کو منہ کے بل جہنم میں پھینک دے گا۔ یہ مودۃ اقربیٰ کا سوال میں محمدؐ تم سے نہیں کر رہا بلکہ خدا کر رہا ہے ـــــ (میں نے تو اُس کا حکم تم تک پہنچایا ہے تم عمل کرو یا نہ کرو تم جانو اور وہ جانے)

عبادت بے مغز فائدہ ندارد

سوال ـــــ

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جس بندہ خدا نے ہزاروں سال صفا اور مروہ کے درمیان عبادت کی ہے صرف ایک محبت اہلبیتؑ نہ ہونے کی وجہ سے وہ دوزخ میں جا رہا ہے ایسا کیوں ہوا کیا اُس کی عبادت کا اُسے کوئی فائدہ نہیں ہے کیا اُس عبادت کا کوئی اجر نہیں ہے اگر نہیں تو کیا یہ فیصلہ عدل الٰہی کے موافق ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جواب ــــ

اِس سوال کا جواب یہ ہے کہ اِس بندہ خدا تک جب یہ حکم الٰہی پہنچ گیا جو عام حکم نہیں بلکہ اہم اور واجب حکم ہے کہ اہلبیت رسولؐ سے محبّت کرو تو اب اِس عابد کا سرکشی اور حسد کی وجہ سے یا تکبر و غرور کی وجہ سے اِس بالمعنی روحانی عبادت یعنی محبّت اہلبیتؑ سے روگردانی کر کے ظاہری و بدنی بے مغز عبادت میں مصروف ہو جانا خواہشات نفسانی کی پیروی ہے حکم الٰہی کی تعمیل نہیں ہے اگر وہ واقعی عبد خدا ہوتا اور خواہشات نفسانی کا مرید نہ ہوتا تو حکم الٰہی (محبّت اہلبیتؑ) پر عمل کر کے غضب الٰہی سے محفوظ ہو جاتا مگر اُس نے ظاہری عبادت کو ہی سب کچھ سمجھ لیا جب کہ یہ شیطان کا مذہب ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرتے رہو کسی اور حکم الٰہی کو مانتے اور اُس پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شیطان نے بھی عبادت تو بڑی کی تھی مگر ایک حکم خدا یعنی سجدہ آدمؑ سے انکار نے ساری عبادت کو تباہ و برباد کر دیا اسی طرح اگر آپ رات دن عبادت کرتے ہوئے بغیر محبّت اہلبیتؑ کے دنیا سے گزر گئے تو آپ کا حساب بھی وہی ہو گا جو آپ کے پیر و مرشد شیطان کا ہو گا۔

(۴) حافظ زرندی اور طبرانی، ابوالفرج اور ابن ابی الحدید، ابن حجر اور بہت سے علمائے عامہ روایت کرتے ہیں کہ شہادت امیرالمومنینؑ علی ابن ابی طالبؑ کے بعد جب امام حسن علیہ السّلام منبر پر تشریف لے گئے تو اپنے باپ علیؑ کے فضائل بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ انا من اھل البیت الذین افترض اللہ مودتھم وولایتھم فقال فیما انزل اللہ علی محمّد قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ میں اس

Presented by Ziaraat.Com

اہلبیت رسولؐ کے ساتھ تعلق رکھتا ہوں جن کی مودّہ اور ولایت کو خداوند عالم نے مخلوق پر واجب فرمایا ہے اور قرآن مجید میں فرمایا اے رسول میرا پیغام اُمّت تک پہنچا دو کہ میں اجر رسالت نہیں مانگتا مگر اللہ کہہ رہا ہے کہ تم میری اقربیٰ سے مودّۃ کرو۔

(۵) طبری اور ثعلبی، سیوطی اور ابن حجر اور دوسرے تمام روایت کرتے ہیں کہ جس زمانہ میں حضرت علی بن الحسینؑ کو قید کر کے شام لایا گیا تو بازار شام میں ایک شامی مرد نے کہا ــــ خدا کا شکر ہے جس نے تم کو قتل کیا اور قید کیا بے بس کیا اور فتنہ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو بجھا دیا۔ سیّد سجادؑ نے شامی کی بات سن کر فرمایا کیا تو نے قرآن پڑھا ہے ؟

شامی مرد ــــ جی ہاں پڑھا ہے۔

سیّد سجاد ــــ قرآن کی سورۃ الشوریٰ کو بھی پڑھا ہے ؟

شامی ــــ جب سارا قرآن پڑھا ہے تو یہ سورہ کیسے نہیں پڑھی ہوگی۔

سیّد سجاد ــــ تو پھر اس سورہ میں تو نے یہ آیہ مجیدہ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الّا المودۃ فی القربیٰ۔ نہیں پڑھی ؟

شامی ــــ کیا آپ اہلبیت رسولؐ ہیں جن کی مودّت واجب ہے ؟

سید سجادؑ ــــ فرمایا ہاں وہ اہلبیت رسولؐ ہم ہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ اُس شامی مرد نے سیّد سجادؑ سے حقیقت حال معلوم کر کے اپنے سر اور چہرے پر طمانچے مارے اور روتے ہوئے اپنی بات کی معافی چاہی اور توبہ کی بالآخر شامی لشکر سے سادات کے حق میں لڑتا ہوا یزید پلید کے ہاتھوں قتل ہو کے درجہ شہادت پر فائز ہوا۔

Presented by Ziaraat.Com

اشعار شافعی شان اہلبیتؑ میں

صواعق محرقہ میں ابن حجر نے اور الشرف المؤید میں نبہانی نے اِن دو شعروں کو محمد بن ادریس امام شافعی سے نقل کیا ہے۔

(ع)

یا اھل بیت رسول اللہ حبّکم — فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

کفاکم من عظیم الاجر انکم — من لّم یصل علیکم لاصلوۃ لہ

اے اہلبیتؑ رسولؐ خداوند عالم نے اپنی نازل کردہ کتاب قرآن مجید میں تمہاری محبّت کو واجب کیا ہے

تمہاری عظمت وشان اور بزرگی کے لیے یہ کافی ہے کہ جو شخص تشہد نماز میں پیغمبر اسلام کے ساتھ تمہارا نام لے کر صلوات نہ پڑھے اس کی نماز باطل ہے۔

اشعار محی الدین عربی

اور محی الدین عربی کہتا ہے کہ۔

(ع)

رایت ولائی آل طہ فریضۃ — علی رغم اھل البعد یورثنی القربی

فما طلب المبعوث اجرا علی الھدٰی — بتبلیغہ الا المودّۃ فی القربی

میرے لیے مقام فخر ہے کہ ـــــ میں اہلبیت رسولؐ کی محبّت واجب سمجھتا ہوں اور میں اُن سے محبّت اِس لیے واجب سمجھ کر کرتا ہوں تاکہ خداوند عالم مجھے اُن کے قرب سے نوازے اور مجھے اُن لوگوں میں نہ قرار دے جن کو خداوند عالم

Presented by Ziaraat.Com

نے اِن سے دور رکھا ہے (کیونکہ جو چیز اِن سے اللہ دور رکھتا ہے وہ رِجس ہے اور میں رجس نہیں بننا چاہتا۔ مترجم)

اور پیغمبر اسلامؐ نے تبلیغ احکامات الٰہیہ پر کسی قسم کا اور کوئی اجر نہیں مانگا مگر مودۃ اُن کی اقربیٰ کے ساتھ جو حکم خدا کے تحت واجب ہے۔

مادی نفع نہیں چاہتے

ہر مسلمان کے لیے اِس بات کا جاننا ضروری ہے کہ احکامات الٰہیہ اور واجباتِ شرعیہ جس کی تکلیف مسلمانوں کو دی جاتی ہے اِن تکالیف کا مقصد مکلّفین کو فائدہ پہنچانا ہے اور جو کچھ بھی شرعی امور ہیں وہ فقط اور فقط اِس لیے ہیں کہ اِن پر عمل کرنے والے کو فائدہ پہنچے ورنہ خدا اور رسول اِن چیزوں کے محتاج نہیں ہیں کہ آپ عبادت کریں گے اُن کے حکم کو مانیں گے تو وہ خدا اور رسول رہیں گے اور اگر آپ منکر ہو جائیں گے تو اُن کی توحید نبوت میں کوئی کمی آجائے گی ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ اُن کی ذات اِس سے بالاتر اور بزرگ تر بلکہ اِن امور سے بے نیاز ہے۔ یہ تو صرف بشر کو فائدہ پہنچانے کے لیے خدا نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کیا ہے تاکہ اِس بشر کو موقع دیا جائے کہ اپنے عمل سے اپنے مقام کو بلند کرے یا بدعملی کی وجہ سے بدبختیوں کی سنسان وادیوں میں گم ہو جائے اسی طرح حکم مودۃ ہے جس کا فائدہ مخلوق کو ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

حکم مودۃ مخلوق کو نفع پہنچانے کیلئے ہے

اِسی اصول کے مطابق پروردگار عالم اور پیغمبر اسلام نے مودت اہلبیتؑ کی بات کی ہے تاکہ مخلوق کو فائدہ پہنچ سکے ورنہ اِس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ مسلمان اہلبیتؑ کو کوئی مادہ فائدہ پہنچائیں کیونکہ دنیا تو اُن کی نظر میں ایک پست ترین اور کوچک ترین مقام کا نام ہے جس پر اُن کی نظر پڑتی ہی نہیں ہے اور یہ بات کئی دفعہ بیان ہو چکی ہے کہ قطعی شرائط سے ثابت ہے کہ پیغمبر و امام دنیا میں برائیوں سے پرہیز اور نیکیوں کی طرف رغبت دلانے کا درس دینے آئے ہیں۔

کیونکہ جو شخص دنیا کی رغبت رکھتا ہے وہ ابھی دنیا کی حقیقت سے جاہل ہے اور دنیا کی پستی اور ہلاکت سے ناواقف ہے اور اسی طرح اُسے آخرت کی بزرگی اور بقاء کی بھی سمجھ نہیں ہے لہٰذا جو ایسا جاہل اور ناسمجھ ہو اُسے ہرگز خداوند عالم نبی یا امام یا ولی نہیں بناتا۔

پس حکم مودۃ اہلبیتؑ سے خداوند عالم کی غرض ہے کہ مخلوق کو اِن معصوم ہستیوں کے ساتھ عقیدت و مودۃ رکھنے اور اِن کی تابعداری کرنے کی وجہ سے بے حساب نفع دیا جائے منجملہ اُن فوائد کے کچھ یوں ہیں۔

- مسلمانوں کا آپس میں دل کی گہرائیوں کے ساتھ اتحاد ہو۔
- اور اُن کے صاف دِلوں میں خالص ایمان داخل ہو۔
- اور تمام برائیوں اور رذیلیوں سے اُن کا نفس پاک ہو۔
- اور معرفت الٰہی اور دینی احکام اور اُن کے حقائق جاننے کے لیے عقل سلیم

Presented by Ziaraat.Com

پیدا ہو۔

- اور اُن کا چال چلن تقویٰ کی تصویر ہو۔
- اور آخرت میں شفاعت کی نعمت سے مستفیض ہوں۔

آگے آنے والی بخشوں میں ہم بزرگی نعمت وولایت اور اُس کے اثرات اور مخلوق کے فوائد کا تذکرہ کریں گے۔

خمس قرب رسول کا ذریعہ ہے

اسی طرح مال خمس کا ادا کرنا ــــ یعنی خدا و رسول نے مسلمانوں کو خمس کا حکم دیا ہے کہ یہ حق سادات ہے ادا کیا کرو اس کا مقصد فقط یہ نہیں ہے کہ مسلمان ذریت رسول کو مادی فائدہ پہنچائیں بلکہ اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ ایک تو تمہارے نفوس پاک ہو جائیں گے دوسرا تمہارا مال پاک اور اُس کا استعمال تمہارے لیے حلال ہو جائے گا تیسرا اس فعل نیک کے ذریعے تم کو رسول خداؐ کا قرب حاصل ہو جائے گا اور قرب رسول تمہارے لیے عین قرب خدا کا وسیلہ ثابت ہو گا۔

اور پھر یہی وسیلہ تمہارے لیے شفاعت رسول کا سبب بن جائے گا غرضیکہ اہلبیتؑ کی دوستی واجب اور اُن کے حقوق کا ادا کرنا دنیا میں مقصد حیات اور آخرت میں باعث نجات ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

خدا کی طرف کا راستہ

قرآن مجید میں صریحاً خداوند عالم فرما رہا ہے کہ۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ (۳۴/۴۷ سبا)

اے رسول کہدو میں نے تم سے جو اجر مانگا ہے وہ تمہارے ہی لیے ہے میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

یعنی میں نے تم سے اجر رسالت کے سلسلے میں حکم خدا کے تحت اپنی اقربیٰ کی مودۃ اور اُن کا حق مال خمس مانگا ہے یہ تمہارے لیے ہی ایک فائدہ ہے میرا جو فائدہ ہے تبلیغ احکامات الٰہیہ کے سلسلہ میں وہ فائدہ اور اجر اللہ تعالےٰ پر ہے تمہاری مودۃ اقربیٰ کے ساتھ اور ادائیگی خمس کا فائدہ تم ہی کو ہوگا مجھے نہیں۔

اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا (۲۵/۵۷ الفرقان)

اے رسول کہدو کہ میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا سوائے اِس کے کہ جو کوئی چاہے اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار کرے۔

یعنی ذوی القربیٰ کی مودّۃ ایک ایسا راستہ ہے جو بندے کو خدا کی طرف سے جاتا ہے اور مقام قرب الٰہی کو حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

دستوراتِ پیغمبرؐ اور مودّت

دوسرے الفاظ میں یہ بات اِس طرح واضح ہوگی کہ جملہ پیغمبران چونکہ تبلیغ رسالت اور مخلوق کی رشد و ہدایت اور اُن کو نیکی کے راستہ پر چلانے کے لیے خداوند عالم کی طرف سے مامور ہیں لہٰذا اُن کی اجرت بھی خدا کے ذمہ ہے عوام پر اِس کا بوجھ نہیں ہے اور نہ ہی مخلوق سے کسی قسم کے طمع کی اجازت ہے جیساکہ اِس کے ثبوت میں ہم قرآنی آیات اور احادیث مانند سورہ شعراء کے نقل کر چکے ہیں جس میں انہوں نے خود اپنی اُمّت سے کہا ہے کہ ہم تم سے اجر رسالت کا سوال نہیں کرتے کیونکہ ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے تمام پیغمبروں کی عوام سے جو توقع تھی وہ فقط اور فقط یہ تھی کہ اُن کی دعوت کو قبول کیا جائے اور جو وہ شرعی قانون عطا فرمائیں اُس پر لوگ عمل کر کے اپنی نیک بختی کا سامان بنائیں۔ انہیں اور خود کو بارگاہ الٰہی میں سرخرو فرمائیں اسی طرح مودۃ اہلبیتؑ بھی فرائض الٰہی میں سے ایک اہم فریضہ ہے ــــ اگر مسلمان صاحبان ایمان خلوص نیت کے ساتھ اِس حکم خدا و رسول پر عمل کریں اور اہلبیت رسول معظمؐ کے ساتھ عقیدت و مودۃ رکھیں، اور اُن کے علوم سے فائدہ اٹھائیں اور جس صراط مستقیم پر وہ چلاتے ہیں اپنے آپ کو چلائیں تو اِس کا مطلب و مقصد یہ ہوگا کہ مسلمانوں نے مکمل طور پر دعوت رسول اور حکم خدا کو قبول کر لیا ہے اور اُس پر عمل کر رہے ہیں۔

اور یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ پیغمبر اسلام نے اِس کے علاوہ مسلمانوں سے اور کوئی توقع نہیں کی جیساکہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں سے اجر رسالت

Presented by Ziaraat.Com

کی توقع نہیں رکھتا سوائے مودت اہلبیتؑ کے تاکہ تم ان کے وسیلہ سے میرے لائے ہوئے دین کے احکامات پر عمل کر کے نیک بخت بن سکو۔

نوٹ

ولایت کے سلسلہ میں آنے والی مجالس اور بحثوں ہم تفصیلی تذکرہ کریں گے (انشاء اللہ)

چوتھی آیت تطہیر ——— خدا کی پاکیزہ مخلوق

آیۂ تطہیر میں ارشاد رب العزت ہوتا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (۳۳/۳۳ الاحزاب)

ماسوا اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہلبیت نبوتؐ وہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں ایسا پاک رکھے جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔

آیۂ تطہیر کے معنیٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے اے اہلبیتؑ پیغمبر اسلام مشیت الٰہی یہ ہے کہ وہ تمام گناہوں، لغزشوں اور پستیوں کو تم سے دور رکھے تاکہ تمہارے دامن عصمت پر گناہ کی گرد نہ پڑے اور تم ہر گناہ کبیرہ و صغیرہ سے پاک رہ کر وادی عصمت کے شہنشاہ رہو۔

Presented by Ziaraat.Com

آیہ تطہیر میں پنجتن پاک ؑ

اِس بات میں شک نہیں ہے کہ اہلبیتؑ سے مراد اس آیۂ شریفہ میں اہلبیت رسولؐ ہیں اور بہت سی شیعہ وسنّی روایات متواترہ اِس کی گواہ ہیں کہ اہلبیتؑ سے مراد پنجتن پاک اصحاب کساء یعنی محمدؐ و علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السّلام ہیں اور کوئی بھی شریک نہیں ہے ــــ تقریباً ستّر حدیث عامہ و خاصہ سے اِس مطلب پر شاہد ہیں جن میں زیادہ کتب اہل سنّت میں مذکور ہیں اور اُن سب کو جاننے کے لیے آپ کتاب "غایۃ المرام" بحرانی کی طرف رجوع فرمائیں۔

روایتہای بسیار از علمائے عامہ

جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر درّ منثور میں بیس ۲۰ احادیث آیۂ تطہیر کے بارے میں نقل کی ہیں کہ اِس آیۂ شریفہ میں اہل بیت سے مراد پنجتن پاک علیہم السّلام ہیں کوئی اور نہیں ہے۔

اور ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں پندرہ روایات کو مختلف اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے کہ یہ آیۂ تطہیر پنجتن پاک کے لیے مختص ہے۔

منجملہ ان کے ایک قول پیغمبرؐ بھی نقل ہوا کہ ــ قال رسول اللہ (ص) انزلت ھذہ الایۃ فی خمسۃ فی و فی علی و فاطمہ والحسن والحسین۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ آیۂ تطہیر پانچ نفوس کے بارے میں نازل ہوئی ہے ایک میں محمدؐ ہوں دوسرے علیؑ ہیں تیسری فاطمہؑ ہیں چوتھے حسنؑ اور پانچویں حسینؑ ہیں۔ یہ ہیں پنجتن پاک۔ نیز ابن جریر اور احمد بن حنبل، واحدی اور ثعلبی، اور دوسرے تمام مفسرین و محدثین نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ تطہیر پنجتن پاکؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

بذاتِ خود پیغمبرؐ نے اہلبیتؑ کی پہچان کرائی

تمام اسلامی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے فرقے متفق ہیں کہ جس وقت آیۂ تطہیر رسول اکرمؐ پر نازل ہوئی تو حضور انورؐ نے حسنؑ و حسینؑ کو اپنے سامنے بٹھایا اور علیؑ و فاطمہؑ کو ارد گرد بٹھا کر اوپر سب کے اپنی چادر اوڑھ لی یہاں تک کہ پنجتن پاکؑ دوسرے لوگوں سے جدا اور ممتاز ہو گئے اچانک آپ نے آیہ تطہیر کو تلاوت کیا اور اسی آیہ مجیدہ کے پڑھنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے ہاتھوں کو عبا کے نیچے سے باہر نکال کر آسمان کی طرف بلند کر کے کہا۔ اللّٰھم انّ ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا۔ خدایا یہ ہیں میری اہلبیتؑ پس پلیدی کو ان سے دور رکھ اور ان کو پاک رکھ جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے اس جملہ کا تکرار فرمایا جناب امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سب کچھ دیکھا بھی اور مذکورہ باتیں سنیں بھی کیونکہ یہ سارا واقعہ انہی کے حجرہ میں ہوا اور وہی اس حدیث و روایت کی چشم دید گواہ ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

مگر اُمّ سلمہؓ اہلبیتؑ سے نہیں ہیں

جب اُمّ سلمہؓ نے پنجتن پاک علیہم السّلام کو اِس عالم میں دیکھا تو نزدیک ہو کر دامن کِسا کو اٹھایا تاکہ اندر داخل ہو جائیں اور یہ کہا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں یا رسول اللہؐ ۔ لیکن رسالتمآب نے دامن کِسا کو اُمّ سلمہؓ کے ہاتھ سے لے کر اپنے اوپر ڈال لیا اور اُمّ المومنین کو اہلبیتؑ کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت نہ دی بلکہ فرمایا کہ تو نیکی پر ہے ۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے اُم سلمہؓ تو میری بیوی ہے چادر کے نیچے مت آ کیونکہ یہاں میری اہل بیت ہے (رسولؐ نے وضاحت کر دی کہ بیویاں اور ہوتی ہیں اہل بیت اور ہوتے ہیں ۔ مترجم)

اس حدیث کو امام احمد حنبل نے اپنی مسند ص ۲۹۲ ج ۶ میں اور واحدی نے اسباب النزول ص ۲۶۷ میں، اور ابن جریر و ابن منذر اور بیہقی نے اپنی سنن میں اور طبرانی و ترمذی نے بھی اسی طریقہ سے نقل کیا ہے ۔

پیغمبر اسلام نے آیۂ تطہیر کا تکرار فرمایا

رسول اکرمؐ نے اس آیہ تطہیر کو پنجتن پاکؑ کے ساتھ مختص کرنے کے لیے صرف ایک دفعہ تلاوت کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ کئی مرتبہ اِس عمل کا تکرار کرتے ہوئے اِس آیہ کو تلاوت فرمایا ۔

اور اسی پر ہی قناعت نہیں کی بلکہ ہر روز صبح کی نماز کے لیے جب اُٹھتے

Presented by Ziaraat.Com

تو مسجد میں جانے سے پہلے دروازہ حجرہ فاطمہؑ پر آکر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے۔

السلام علیکم یااھل بیت النبوۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اے خاندان نبوّت تم پر درود ہو کیونکہ خدا چاہتا ہے تم سے ہر قسم کی پلیدی کو دور رکھے اور تم کو پاک رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔

اور روایت انس کی بنا پر رسول خدا نے چھ ماہ مسلسل یہ عمل جاری رکھا مسند احمد حنبل ص ۲۵۹ ج ۳ اور ابن عباس کی روایت کے مطابق سات ماہ اور ایک دوسری روایت کے مطابق آٹھ ماہ رسول اکرمؐ نے یہ عمل جاری رکھا۔ الشرف المؤبد للنبہانی ص ۸

جرأتِ عمرؓ سے میں حیران ہوں

اِس مقام پہ پہنچ کے میں جرأت خلیفہ دوم عمرؓ سے حیران ہوں کہ جس دروازہ پر کھڑے ہو کر رسول خداؐ آیۂ تطہیر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اسی دروازہ پر اس نے آگ کیسے لگائی؟ اور اِس ناجائز کام کا یہ مرتکب کیسے ہوا؟

اِس واقعہ کو علمائے عامہ کے بزرگ عالم عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے کتاب "الامامۃ والسیاسۃ" میں بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جن لوگوں نے بیعت ابوبکرؓ سے انکار کیا تھا وہ تمام حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں جمع ہوئے اور ابوبکرؓ نے عمرؓ کو اُن کے پیچھے بھیجا عمرؓ نے خشک لکڑیاں منگوائیں اور اعلان کیا کہ مجھے خدا کی قسم ہے اگر تم لوگ باہر نہ آئے تو میں اِس گھر کو اور اُس کے اہل کو آگ میں جلا دوں گا حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ تم تو اُس گھر کو آگ لگانے کی بات کر رہے ہو جس میں ہمارے رسول کی بیٹی بتولؑ

Presented by Ziaraat.Com

رہتی ہیں ۔ کہنے لگے رہتی ہو گی تو کوئی پرواہ نہیں ۔ (یعنی عمرؓ نے قطعاً یہ پرواہ نہ کی کہ یہ ہمارے رسولؐ کی بیٹی، بتولؑ اور اُن کے نواسے حسنؑ و حسینؑ کا گھر ہے اور جس کو میں غدیر میں مولا مان کر مبارک دے چکا ہوں) یہ اُسی علیؑ کا گھر ہے مترجم) حالانکہ وہ آیہ تطہیر کے مصداق ہیں لیکن کسی قسم کی کوئی پرواہ نہ کی اور مقام علی و فاطمہ حسن و حسین علیہم السلام کو کوئی اہمیت نہ دی اور کہا فقال والّذی نفس عمر بیدہ لتخرجن اولاحرقنها اولا من فیها وقیل له یا ابا حفص انّ فیها فاطمه قال وان حضرت عمرؓ نے کہا مجھے اُس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ضرور اِس گھر اور گھر میں رہنے والوں کو آگ میں جلادوں گا کسی نے کہا اے حفصہ کے باپ یہاں تو فاطمہ رہتی ہیں کہنے لگا رہتی ہو گی۔ یعنی پرواہ نہ کی۔

اِس معاملہ میں شہرستانی کہتا ہے

شہرستانی کتاب "ملل و نحل" صـ ۲۶ طبع ایران میں نظام سے نقل کرتا ہے کہ۔

انّ عمر ضرب بطن فاطمه یوم البیعة حتی الفت المحسن من بطنها وکان عمر یصیح احرقوها بمن فیها وما کان فی الدار غیر علی وفاطمه والحسن والحسین ۔ (الملل والنحل صـ ۲۶)

شکم بنت رسول جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پر عمرؓ کی ضرب کا یہ اثر ہوا کہ جناب محسن نواسہ رسول شکم مادر میں شہید ہو گئے اور عمرؓ صدا بلند کر رہے تھے کہ

Presented by Ziaraat.Com

میں اِس گھر کو اور اُس میں رہنے والوں کو آگ میں جلا دوں گا جب کہ حقیقت یہ تھی کہ اُس وقت گھر میں سوائے علیؑ و فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السّلام کے اور کوئی نہ تھا۔

علمائے اہل سنت نے اِس سلسلہ میں بہت کچھ لکھا ہے طوالت کے خوف سے صرف مذکورہ روایت پر اکتفا کرتا ہوں۔

پیغمبرؐ نے حق کو ظاہر فرمایا

جو کچھ عرض کیا جا چکا ہے اِس سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ اہلبیتؑ کے لیے رسولؐ نے کیا کیا اور اُن کے ساتھ اصحاب رسول امّت رسول نے کیا سلوک کیا۔ یعنی جن کو رسول اکرمؐ نے چادر تطہیر کے نیچے بٹھایا اور بیوی کو بھی اِن کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت نہ دی جیسا کہ روایت امّ سلمہؓ گزر چکی ہے یعنی حبیب خدا نے اِن کو تمام دنیا کے لوگوں سے جدا کیا اور اِن کا مقام واضح کیا۔ کبھی چادر کے نیچے اپنے ساتھ بٹھا کے، کبھی اِن کے دروازہ پر آیہ تطہیر کی تلاوت فرما کے، اِن کے حق کو ظاہر فرمایا اِن کا مقام جدا اور ممتاز دکھلایا مگر امّت نے اِن کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ تاریخ اپنی پیشانی پر اِن واقعات کو تحریر کرانے سے شرماتی ہے ــــــ لیکن یہ حقیقت ہے کہ رسول اکرمؐ نے اِن کے حقوق کو کاملاً ظاہر فرمایا ــــــ

والحمد للہ الّذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔

Presented by Ziaraat.Com

اثبات مقام عصمت اہلبیتؑ

آیہ تطہیر پنجتن پاک علیہم السلام کے مقام عصمت کو ثابت کرتی ہے بلکہ ان کے لیے عصمت کو منحصر کرتی ہے یعنی یہ ہی عصمت کا مرکز ہیں ــــ جس کی وضاحت یوں ہے کہ لغت میں رجس کا معنیٰ پلیدی ہے اور اُس سے مراد اس آیہ میں مطلق گناہ۔ چاہے اُس گناہ کا تعلق انسان کے دِل سے ہو جیسے شرک، نفاق، اور شک وغیرہ یا اُس گناہ کا تعلق اخلاق رذیلہ سے ہو جیسے تکبر حسد، بخل اور لالچ یا جسمانی گناہان کبیرہ اور صغیرہ اقسام محرمات سے۔

آیہ تطہیر میں پاکدامنی کی تاکید

اِس آیۂ شریفہ میں "ارادہ" سے مراد "ارادہ تکوینی" ہے نہ کہ تشریعی ــــ یعنی یہ مشیّت الٰہی ہے کہ اہلبیتؑ محمدؐ کے وجود اقدس سے ہر قسم کے گناہ کو دور رکھا جائے اور صاف ظاہر ہے جو ارادہ خدا کرے اُس کا اُلٹ نہیں ہو سکتا ہے یعنی یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اہل بیتؑ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے ــــ یہ ہے معنیٰ مقام عصمت کا۔

اس کے بعد خداوند عالم نے اپنی خاص عنایات اور لطف وکرم کے تحت ان کی طرف نسبت دیتے ہوئے تاکیداً فرمایا ہے کہ جس طرح میں نے ہر قسم کی پلیدی کو ان سے دور کر دیا ہے اسی طرح ہر قسم کی پاکیزگی ان کو عطا فرمائی ہے یعنی میں نے

Presented by Ziaraat.Com

اِن کو شک کے مقابلہ میں یقین سے نوازا ہے، شرک کے مقابلہ میں توحید عطا کی ہے نفاق کے مقابلہ میں اخلاص کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔

اور اسی طرح ہر برے اور بد اخلاق کے مقابلہ میں اِن کو اخلاق نیکی اور عطاء کی نعمت سے مستفیض کیا ہے اور گناہ کرنے والوں کے مقابلہ میں اِن کی اطاعت اور عبادت عطا فرمائی ہے۔

عصمت کا اہلبیتؑ میں انحصار

اِس آیہ شریفہ میں دوسرا نکتہ جس سے معصوم کا انحصار انہی انوار خمسہ یعنی پنجتن پاکؑ میں جانا گیا ہے وہ کلمہ "اِنَّمَا" اور "عَنکُمْ" سے واضح ہو جاتا ہے کیونکہ "اِنَّمَا" مفید نفی و اثبات ہے یعنی خداوند عالم چاہتا ہے کہ فقط تم اہلبیتؑ ہی معصوم رہو اور یہ ارادہ الٰہی کسی غیر کے لیے نہیں ہے تو معلوم ہو گیا اہلبیت کے لیے عصمت ثابت ہے جس سے غیر کی نفی ہے چنانچہ رسول اکرمؐ نے بھی بارگاہ الٰہی میں دست دعا بلند کرتے ہوئے کہا کہ اللّٰھم انّ ھولاء اھل بیتی۔ اور من اھل بیتی۔ نہیں فرمایا یعنی خدایا فقط یہ ہیں میرے اہلبیتؑ یعنی کوئی اور نہیں ہے یہ اہلبیتؑ کل ہیں کسی اور کا جز نہیں ہیں۔

بیویاں آیہ تطہیر میں شامل نہیں ہیں

مفسرین عامہ جو بنو امیہ کی تبلیغ سے متاثر ہیں جن کا تعلق دشمنان اہلبیتؑ

Presented by Ziaraat.Com

سے ہے یعنی عکرمہ و مقاتل جنہوں نے لوگوں کو اہلبیتؑ رسول سے منحرف کیا کیا انہوں نے ان صحیح و معتبر اور متواتر شیعہ و سنّی روایات کو نہیں دیکھا جو کہتے ہیں کہ یہ آیۂ تطہیر نبیؐ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ لوگوں نے قرآنی نصوص صریحہ اور احادیث متواترہ و صحیحہ کے مقابلہ میں ذاتی اجتہاد اور تغیر بالرّی سے کام لیا ہے یہ عجیب بات ہے کہ لوگوں نے اُن روایات عامہ و خاصہ کو جو رسول اکرمؐ سے منقول ہیں ردّ کر دیا ہے جن میں رسول اکرمؐ نے اس آیہ مجیدہ کا مصداق پنجتن پاک کو قرار دیا ہے یہاں تک کہ ام المومنین بی بی اُمّ سلمہؓ کو بھی چادر تطہیر میں داخل نہیں ہونے دیا تاکہ کوئی یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکے کہ نبیؐ کی بیویاں اہلبیتؑ میں داخل ہیں اور آیہ تطہیر میں شامل ہیں۔ لوگوں نے فرمان رسولؐ پر جو صاحب قرآن ہیں اپنی بات اور تفسیر کو ترجیح دے کر خدا و رسول کی بزرگی پر اپنے آپ کو ترجیح دی ہے (جس ترجیح نے اُن کو خدا و رسول کا منکر ثابت کر دیا ہے مترجم)

اشکال ادبی بر تفسیر آیۂ

دوسرا جواب یہ ہے کہ — اگر اس آیہ سے بیویوں کو خطاب ہوتا تو پھر "عَنکُنَّ" کا استعمال ہوتا "عَنکُم" کا استعمال نہ ہوتا کیونکہ عورتوں کو خطاب تھا لہٰذا جمع مؤنث مخاطب کی ضمیر لائی جاتی جمع مذکر کا صیغہ نہ آتا — اور اگر یہ کہا جائے آیت کی رو سے پہلے بیوں کو خطاب ہے لہٰذا یہ جملہ۔ انما یرید اللہ ۔۔۔ کا خطاب بھی انہی کو ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ترتیب قرآن مطابق نزول نہیں ہے

اِس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو کوئی ایسی دلیل ہمارے پاس نہیں ہے جس سے یہ جملہ۔ اِنّما یرید اللہ ۔۔۔۔ کسی اور آیت کا جزء ہو بلکہ ظاہری روایات متواتر اس طرح ہیں کہ آیہ تطہیر ایک مستقل آیت ہے جو تنہا رسول اکرمؐ پر نازل ہوئی اور حضورؐ نے اس کو اہلبیتؑ پر تلاوت فرمایا اور جس وقت قرآن کو جمع کیا گیا مرتب کیا گیا حیات رسول میں یا بعد ظاہری حیات رسول لوگوں نے اس کو آیہ کا جز قرار دیا ـــــ اور تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن مجید کا نظم و تالیف مطابق نزول نہیں ہے۔

تنوع در خطاب از فنون بلاغت

اگر اس کو آیہ کا جز مان بھی لیا جائے تو پھر اصول خطابت میں ایک رنگ میں دوسرا رنگ بھرنا یہ فنون بلاغت کا حصہ ہے جس کی مثال قرآن مجید میں موجود ہے۔

قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ۝ ۱۲/۲۸ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ (۱۲/۲۹ یوسف)

عزیز مصر نے زلیخا سے کہا یقیناً یہ تمہارے مکروں سے مکر ہے بے شک تم عورتوں کا مکر بہت بڑا ہے ـــ یوسف تو اس بات سے درگزر کر اور زلیخا تو اپنے گناہ کی مغفرت مانگ بے شک تو ہی خطا کاروں میں سے ہے۔

سورہ یوسف کی اس آیۂ شریفہ میں جملہ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا واقع

Presented by Ziaraat.Com

ہوا ہے دو جملوں کے درمیان جس میں مخاطب عزیز مصر کی بیوی زلیخا ہے یعنی پہلے مخاطب زلیخا ہے پھر جناب یوسفؑ ہیں اور بلاغت کے لحاظ سے اِس جملہ کو کافی سمجھا گیا ہے۔

اسی طرح آیہ تطہیر میں جو پنجتن پاکؑ کو خطاب ہے وہ بھی اُن آیات کے درمیان ہے جن میں نبیؐ کی بیویوں کو خطاب ہے۔ بلاغت قرآن ایک دوسرے کی ضد سے فقط نہیں ہے بلکہ اُس کے فنون بے شمار ہیں اور خطابت کی مختلف اقسام اور الفاظ کی خوبصورتی کو زیادہ تر اِس لیے استعمال کیا جاتا ہے تاکہ اُن میں کشش موجود ہو۔

جمع کا قول بھی مردود ہے

سوال ــــ

اگر کوئی کہے کہ آیہ تطہیر میں پنجتن پاکؑ کے علاوہ نبیؐ کی بیویاں بھی شامل ہیں؟

جواب ــــ

تو اُس کا جواب یہ ہوگا کہ ہمارے سامنے متواتر روایات موجود ہیں خصوصاً امّ المومنین بی بی اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان جو ہمارے سامنے ہے جس میں امّ المومنین نے شرکت غیر کی تکذیب و تردید فرمائی ہے اور وضاحت کی ہے کہ آیہ تطہیر فقط پنجتن پاکؑ کے لیے مخصوص ہے یہاں تک کہ بی بی فرماتی ہیں جب میں نے اہلبیتؑ والی چادر تطہیر میں داخل ہونا چاہا تو رسولؐ نے فرمایا تو اہلبیتؑ کا جزء نہیں ہے لہٰذا میں چادر میں داخل ہو کر اہلبیتؑ میں شامل نہ ہو سکی ــــ (اب جب اماں جی خود

Presented by Ziaraat.Com

فرمارہی ہیں کہ میں اہلبیتؑ سے نہیں ہوں تو لائق بیٹے ماں کو شامل کرکے اُن کی فضیلت نہیں بنا رہے بلکہ اُن کو اُن ہی کے قول میں جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں العیاذ باللہ۔ مترجم)

دریائی ولایت و نبوّت

(۵) اُن جملہ آیات کے جو اہلبیتؑ عصمت و طہارت کی شان میں نازل ہوئی ہیں اُن میں سے کچھ سورہ الرّحمٰن میں بھی ہیں جن میں ارشاد ہوتا ہے۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝۱۹ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝۲۰ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۲۱ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ۔

(الرّحمٰن ۵۵/۲۲)

اُس نے دو دریا جاری کئے جو آپس میں نہیں ملتے دونوں کے درمیان فاصلہ ہے کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے پس تم دونوں جنّ و انس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اُن دونوں دریاؤں میں سے موتی اور مونگا نکلتے ہیں۔

اور اِس کے باطنی معنیٰ کے سلسلہ میں کتاب "غایۃ المرام" میں عامہ سے سات حدیثیں اور خاصہ سے پانچ حدیثیں نقل ہوتی ہیں کہ "دو بحرین" اشارہ ہے بحر حکمت و ولایت یعنی حضرت علی علیہ السّلام کی طرف اور بحر عصمت و نبوّت کی طرف جن سے جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا مراد ہیں جن کو خداوند عالم نے آپس میں ملایا اور اُن میں سے ایک بھی دوسرے پر اپنی فضیلت کا رعب جمانے کی کوشش نہیں

Presented by Ziaraat.Com

کرتا اور "برزخ" سے مراد وجود اقدس حضرت رسالتمآبؐ ہے اور "لؤلؤ" سے اشارہ ہے حسن مجتبیٰؑ کی طرف اور مرجان سے مراد حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں۔

اہل بیتؑ کے دوست مومن اور دشمن کافر ہیں

جناب ابوذر روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "بحرین" علیؑ و فاطمہؑ ہیں اور "لؤلؤ" و مرجان حسنؑ و حسینؑ ہیں پھر فرمایا کون ہے جو ان چار جیسا ہو — ان سے دوستی نہیں کرے گا مگر وہی شخص جو مومن ہوگا اور ان سے دشمنی نہیں کرے گا مگر وہی شخص جو کافر ہوگا لہٰذا اگر کوئی مومن کہلا سکتا ہے تو صرف ان کی دوستی کے سبب اور اگر کوئی کافر کہلانے کا مستحق ہے تو فقط ان کی دشمنی کے سبب اور جو بھی ان اہلبیتؑ رسولؐ سے دشمنی کرے گا وہ جہنمؔ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں منہ کے بل گرے گا۔

اُن تمام آیات قرآن مجید یا احادیث نبیؐ کریم جو اہلبیتؑ عظیم کی شان میں مخصص ہیں کو جاننے کے لیے آپ کتاب "غایۃ المرام" کا مطالعہ فرمائیں۔

معجزات و کرامات اور دعاؤں کی قبولیّت

خاتونِ جنّت، بنت رسول جناب بتولؑ کے فضائل میں معجزات و کرامات اور قبولیّت دعا کا بھی اظہار ہوا ہے جس سلسلہ کی چند روایات بطور نمونہ ہم آپ کی

Presented by Ziaraat.Com

خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ضرائج میں جناب سلمان محمدی سے روایت ہے جس میں مِنّا اہل البیت کا مصداق فرماتا ہے کہ میں نے ایک دن دیکھا کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تشریف فرما ہیں اور آپ کے سامنے آٹا پیسنے والی چکی رکھی ہے جس میں آپ جَو کا آٹا پیس رہی ہیں اِدھر نواسہ رسول حسینؑ شدّت سے رو رہے ہیں اُدھر چکی چلاتے چلاتے مادر حسینؑ کے ہاتھوں کا خون چکی کے دستے پر اسقدر لگا ہوا ہے کہ وہ خون آلود ہے ـــــ سلمان محمدی کہتے ہیں یہ حالت دیکھ کر میں نے عرض کی بی بی بتولؑ جگر گوشہ رسولؐ آپ اپنے ہاتھوں کو اس طرح زخمی نہ فرمائیں بلکہ آپ کے پاس فضہؑ جیسی کنیز جو موجود ہے اُس سے یہ چکی چلوائیں اور آٹا پسوائیں ـــــ جناب سیدہؑ نے جواب میں کہا کہ مجھے پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے کہ ایک دن گھر کا کام فضہؑ سے لیا کرو اور ایک دن کام خود کیا کرو اور فضہؑ کو آرام کرنے دیا کرو لہٰذا آج کام کی باری میری ہے اور فضہؑ کے آرام کا دن ہے میں اپنا کام اُس کے حوالے کر کے نہ تو اُس کی حق تلفی چاہتی ہوں اور نہ بابا کے فرمان کی نفی ـــــ سلمان محمدیؐ نے عرض کی میں بھی تو آپ کا آزاد شدہ غلام ہوں مجھے فرمائیے میں حسینؑ کو رونے سے چُپ کراؤں اُس کا دل بہلاؤں یا چکی چلا کر آٹا پیسنے کا کام کروں ـــــ بی بی نے فرمایا میں حسینؑ کو چُپ کراتی ہوں آپ ذرا چکی چلا دیں اور آٹا پیس لیں۔ سلمان کہتا ہے میں نے تھوڑا سا آٹا پیسا اور مسجد کی راہ لی حضورؐ کے ساتھ جا کر نماز پڑھی اور حضرت علی علیہ السلام کو گھر کی صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ روتے ہوئے مسجد سے گھر کی طرف چلے گئے جب واپس آئے تو حضرت علیؑ ہنس رہے تھے۔ رسول خداؐ نے پوچھا کیا بات ہے تو حضرت علیؑ نے عرض کی آقا میں جناب بتولؑ کے پاس گیا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ فاطمہ لیٹی ہوئی ہیں اور اُن کے سینہ پر

Presented by Ziaraat.Com

حسینؑ سوئے ہوئے ہیں اور چکی خود بخود چل رہی ہے۔

پیغمبر اسلامؐ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا کہ اے علیؑ کیا آپ کو علم نہیں کہ خداوند عالم نے کچھ فرشتوں کو حکم دے رکھا ہے کہ زمین پر چلو پھرو اور جہاں محمد و آل محمد علیہم السلام موجود ہوں قیام قیامت تک اُن کی خدمت کرو۔

اِس کی اصل عبارت کچھ لفظی تبدیلی اور اختصار کے ساتھ کتاب "ریاحین الشریعہ" ج ۱ صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۷ پر یوں ہے۔ قال دخلت علی فاطمہ و ھی مستلیقۃ لقفاھا والحسین نائم علی صدرھا و قد امھا رحی تدور من غیر ید فتبسم رسول اللہؐ و قال یا علی اما علمت ان للہ ملائکہ سیارۃ فی الارض یخدمون محمدؐ و آل محمد الی ان تقوم الساعہ۔

اور اِس روایت کو جناب ابی ذر نے بھی دوسری مرتبہ روایت کیا ہے۔

قصہ اعرابی و سوسمار میں نزول مائدہ

بحار الانوار ج ۱۰ اور مناقب کی دوسری کتب میں ابن عباس کی سند کے ساتھ یہ روایت ہم تک پہنچی ہے کہ جماعت بنی سلیم سے تعلق رکھنے والے ایک اعرابی مرد نے جنگل میں سوسمار کا شکار کیا اور اُس کو اپنی آستین میں چھپا کر مدینہ کی طرف چل پڑا۔ جب مدینہ پہنچ کر مسجد رسولؐ میں داخل ہوا تو حضورؐ کے سامنے آکر ندا دینے لگا۔ یا محمدؐ یا محمدؐ۔ حضورؐ نے اسی طرح اُس کو جواب دیا اسی طرح جب بھی کوئی آپ کو یا احمد اور یا ابوالقاسم کہہ کر پکارتا تو اُسی طرح آپ بھی جواب دیتے لیکن اگر کوئی یا رسول اللہ کہہ کر پکارتا تو آپ کے رخساروں کا رنگ کھل اٹھتا اور آپ جواب میں

Presented by Ziaraat.Com

فرماتے۔ لبیک و سعدیک ۔ لہٰذا جب اعرابی نے یا محمد یا محمد کہہ کر پکارا تو آپ نے بھی یا محمد یا محمد کہہ کر جواب دیا اعرابی نے آغاز سخن کرتے ہوئے کہا۔

جسارتہای بیابانی بہ پیغمبرؐ

انت الساحر الکذّاب الّذی ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لهجة هو اکذب منك انت الّذی تزعم ان لك فی هذه الخضراء الها بعثك الی الاسود و الابیض واللات والعزّٰی لولا انی اخاف ان قومی یسمونی العجول لضربت بسیفی هذا ضربة اقتلك بها فاسودبك عند الاوّلین والآخرین ۔

(نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد) اعرابی کہنے لگا تو بہت بڑا جادوگر اور جھوٹا ہے۔ آسمان نے کسی ایسے انسان پر سایہ نہیں کیا اور زمین نے اپنے اوپر کسی ایسے انسان کو چلنے نہیں دیا جو تجھ سے زیادہ جھوٹا ہو ــــ تو یہ گمان کرتا ہے کہ اس جہان خدا میں تو اُس کی طرف سے سیاہ و سفید کا مالک بن کر آیا ہے ــــ مجھے لات اور عزّٰی کی قسم (اُس زمانہ کے دو بڑوں بتوں کے نام) اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میری قوم کے لوگ مجھے عجول بہت تندی کرنے والا کے نام سے پکاریں گے تو میں اِس تلوار سے تم کو ہر حالت میں قتل کر دیتا تاکہ اولین اور آخرین تیرے ہاتھ سے راحت میں رہتے ۔ عمر بن الخطاب نے جب یہ سنا اور اعرابی کی جسارت کو دیکھا تو اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ حکم دیں تو میں اِس کو قتل کر دوں ــــ حضورؐ

Presented by Ziaraat.Com

نے فرمایا اے حفصہ کے باپ بیٹھ جاؤ فقد کاد الحلیم ان یکون نبیا۔ جو شخص نبیؐ ہوتا ہے اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ بردبار حلیم الطبع ہو۔

گالیوں کے مقابلہ میں نرم مزاجی

نبی کریمؐ نے اعرابی کی طرف مُنہ کر کے فرمایا اے بنو سلیم کے بھائی کیا عرب کے لوگوں کا یہی کردار اور طریقہ گفتار ہے جو تو نے اپنایا ہے کہ ہماری مجلس میں غصہ اور غضب کی حالت میں تو نے غلیظ اور برے کلام سے گفتگو کی ہے۔

اے اعرابی مجھے قسم ہے اُس وحدہٗ لاشریک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو شخص بھی دنیا میں نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے وہی آخرت میں آگ کے عذاب میں جلے گا اے اعرابی مجھے قسم ہے اُس ربّ ذوالجلال کی جس نے مجھے برگزیدہ رسول بنا کر حق کا ترجمان بنا کر بھیجا ہے اُس کو تو جھوٹا کہہ رہا ہے جس کو ساتویں آسمان کی مخلوق حکم خدا سے "احمد صادق" کے نام سے پکارتی ہے۔

اے اعرابی مسلمان ہو جا اور دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو جا تا کہ تیرے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی وہی نعمات ہوں جو ہمارے لیے ہیں اور اُس کی وہ رحمتیں تجھ پر نازل ہوں جو ہم پر ہوتی ہیں اور اسلام میں تو ہمارا بھائی ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

سوسمار نے اظہار ایمان کیا

یہ گفتگو اعرابی پر ایک بوجھ ثابت ہوئی اور اُس نے غصّے میں آکر کہا مجھے لات اور عزّیٰ کی قسم میں تجھ پر ایمان نہیں لاؤں گا اے محمدؐ ــــ ہاں اگر تو سچا نبی ہے تو اِس سوسمار سے کہہ اگر یہ ایمان لایا تو میں بھی ایمان لاؤں گا یہ کہہ کر اعرابی نے آستین سے سوسمار کو نکال کر زمین پر پھینک دیا جب سوسمار زمین پر گر کر ہوش میں آیا تو حضورؐ نے فرمایا سوسمار میری طرف آؤ جب وہ سامنے آیا تو حضورؐ نے فرمایا بتاؤ میں کون ہوں ؟ اچانک اُس کی زبان فصیح آواز میں بغیر لکنت کے حرکت میں آئی اور اُس نے کہا آپ محمد بن عبداللہ ابن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں ــــ فرمایا تیرا معبود کون ہے ؟ عرض کی میرا وہی خدا معبود ہے جس نے دانہ میں شگاف کیا اور ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنایا اور آپ کو اپنا برگزیدہ اور محبوب بنایا ۔ اچانک سوسمار نے کافی اشعار مدح رسول میں لوگوں کے سامنے بیان کئے ۔

اور اعرابی بھی مسلمان ہو گیا

اعرابی نے جب یہ واقعہ دیکھا تو کہنے لگا یہ عجیب بات ہے کہ وہ سوسمار جس کو میں نے جنگل سے شکار کیا اپنی آستین میں اُس کو چھپا کے رکھا جس کو نہ عقل و شعور ہے اور نہ ہی اُس کے پاس علم و فضل ہے مگر اُس نے کیسے اچھے انداز میں نہ صرف رسول سے کلام کرتے ہوئے اُن کی تعریف کی ہے بلکہ اُن کی نبوّت کی گواہی دیتے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے ایمان کا اظہار کیا ہے اور میں کیسا بدنصیب انسان ہوں کہ اس قسم کی نشانیاں دیکھ کر سر تسلیم خم کر کے آخری نبیؐ کی نبوّت کی شہادت نہیں دے رہا ــــ اُس کے بعد فوراً اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ہاتھ آگے کیجئے تاکہ میں آپ کی بیعت کر سکوں۔ فانا اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدًا عبده ورسوله۔ جب اعرابی مسلمان ہو گیا تو رسول خداؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اس کو قرآن مجید کی چند سورتیں یاد کرا دو۔

اعرابی محتاج کی دستگیری فرمائی

اُس کے بعد آپ نے فرمایا اے اعرابی بھائی تیرے پاس مال دنیا کتنا ہے؟ اعرابی نے جواب میں کہا کہ مجھے قسم ہے اُسی خالق دو جہان کی جس نے آپ کو سچّا نبی بنا کر ہماری ہدایت کے لیے اچھا ہادی بنا کر بھیجا ہے، ہم قبیلہ بنی سلیم کے چار ہزار مرد ہیں اور اُن میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ غریب نہیں ہے۔

رسول خداؐ نے سن کر اپنے صحابیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا تم میں سے کون ہے وہ جو اسے اونٹنی عطا کرے اور اُس کے بدلہ میں جنّت کے اونٹ کے لیے میری ضمانت قبول کرے جو اُسے میں عطا کروں گا خدا کی طرف سے۔

سعد بن عبادہ نے اُٹھ کر عرض کی آقا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میرے پاس سرخ اونٹنی ہے جو آٹھ ماہ سے حاملہ بھی ہے وہ میں نے اعرابی کو بخش دی۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا اے سعد میں ابھی اُس اونٹ کی تعریف کر رہا تھا جو

Presented by Ziaraat.Com

خداوند عالم تجھے اِس کے بدلہ میں عطا فرمائے گا جس کی ضمانت میں دے چکا ہوں وہ اونٹ سونے کی طرح سنہری ہوگا جس کی گردن زبرجد سبز کی ہوگی، اور کوہان کافور سفید سے بنی ہوگی اور اُس کی ٹھوڑی موتی جیسی ہوگی اور مہار مروارید تر سے ہوگی اور اُس کی پشت پر گنبد مروارید سفید کا ہوگا اندر سے باہر زیادہ دیدہ نظر ہوگا اور وہ اونٹ جنّت میں تجھے سوار کر کے پرواز کرے گا (مانند ہوائی جہاز کے)

اعرابی کے لیے عمامہ اور زادِ راہ

رسول خداؐ نے پھر اپنے اصحاب کی طرف دیکھ کر فرمایا کون ہے تم میں سے جو اِس اعرابی کو سر ڈھانپنے کے لیے تاج دے جس کے بدلہ میں خداوند عالم اُسے تقویٰ کا تاج کرامت عطا فرمائے گا میں محمدؐ اِس کی ضمانت دیتا ہوں۔

حضرت علی علیہ السّلام نے اُٹھ کر عرض کی فداك ابی و امی۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان اِن لوگوں پر واضح کیجئے کہ تاج تقی کسے کہتے ہیں رسول خداؐ نے وضاحت فرمائی تو حضرت علیؑ نے اپنے سر سے عمامہ اتار کر اعرابی کے سر پر رکھ دیا۔

تیسری مرتبہ حضورؐ نے پھر فرمایا ہے کوئی تم میں سے جو اعرابی کو زادِ راہ دے جس کے بدلہ میں میں ضمانت دیتا ہوں کہ خداوند عالم اُسے زاد تقویٰ عطا کرے گا جناب سلمان اٹھے اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں زادِ تقویٰ کیا چیز ہے! فرمایا جس وقت تم دنیا سے جانے لگو گے تو خداوند عالم تم کو تلقین فرمائے گا۔ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہؐ کی شہادت دے کر جاؤ کیونکہ

Presented by Ziaraat.Com

جو شخص یہ کلمات کہہ کر جائے گا وہ مجھ سے ملاقات کرے گا اور میں اُس سے ملاقات کروں گا اور جو نہ کہہ کر گیا تو وہ مجھے نہیں دیکھے گا اور میں اُس کو نہیں دیکھوں گا جناب سلمان محمدی اٹھے اور ازواج النبیؐ کے تمام گھروں کا طواف کیا صورت حال سے آگاہ کیا مگر کسی ام المومنین کے گھر سے اُسے کچھ بھی نہ ملا جب مایوس ہو کر واپس ہونے لگا تو دروازہ بتولؑ پر اُس کی نظر پڑی اور فوراً دستک دی جناب فاطمہ زہراؑ نے فرمایا کون ہے؟ عرض کی میں سلمان ہوں فرمایا کیا لینے آئے ہو؟ سلمان نے سوسمار اور اعرابی کا سارا واقعہ سنا کر فرمان رسولؐ کے مطابق زادِ راہ کی بات کی۔

زہراؑ نے قمیص گروی رکھا

جناب فاطمہؑ نے فرمایا سلمان مجھے قسم ہے اُس ذات واجب الوجود کی جس نے میرے بابا محمدؐ کو حق کی تصویر بنا کر بھیجا ہے تین دن سے ہمارے گھر میں طعام نہ ہونے کی وجہ سے فاقہ ہے اور حسنؑ و حسینؑ بھوک کی شدت سے نڈھال ہو کر خالی پیٹ سوئے ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود تم مایوس نہ ہونا کیونکہ اس دروازہ پر آنے والا سائل ہمیشہ جھولیاں بھر کر گیا ہے۔۔۔ اے سلمان یہ میرا قمیص ہے اسے لے جا کر شمعون یہودی کے پاس گروی رکھو اور اُس سے کھجور اور جو لے کر آؤ سلمان نے شمعون یہودی کے پاس آکر اُسے حقیقت حال سے آگاہ کیا شمعون یہودی صورت حال کو سن کر رونے لگا اور کہنے لگا یہ ہے دنیا میں زہد جس کی ہم کو تورات میں اطلاع دی گئی ہے ایسے

Presented by Ziaraat.Com

کریم گھرانے کا مذہب قبول نہ کرنا ایک ناقابل تلافی جرم ہے لہٰذا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ ۔ میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور محمد مصطفیٰؐ ہی اُس کے آخری رسول اور مبعوث برحق ہیں ـــــ یہ کہہ کر شمعون یہودی مسلمان ہو گیا اور سلمان کو ایک سیر کھجور اور ایک سیر جو دے دیا جناب سلمان صاحب ایمان نے دونوں چیزوں کو لے کر جناب فاطمہؑ کی خدمت میں پیش کیا۔

تمام راہ خدا میں دیدیا

آپ نے جو کے آٹا کو گوندھا روٹیاں پکائیں اور سلمان سے کہا یہ روٹیاں اور کھجور لے جاکر اعرابی کو دیدو سلمان نے عرض کی بی بی حسنؑ و حسینؑ بھوکے سوئے ہوئے ہیں یہ روٹی اُن کے لیے رکھ لیجئے فرمایا جو کچھ ہم راہ خدا میں دیدیتے ہیں اُسے دوبارہ اپنے کام میں نہیں لاتے ۔ سلمان روٹیاں اور کھجور لے کر دربار پیغمبرؐ اسلام میں حاضر ہوا حضورؐ نے فرمایا اے سلمان یہ روٹیاں اور کھجور کہاں سے لائے ہو؟ سلمان نے عرض کی جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر سے ۔

چونکہ رسول خداؐ بھی تین دن سے بھوکے تھے اُٹھے اور دروازہ بتولؑ پر آکر دستک دی بابا کی دستک کی آواز و انداز سے بیٹی اچھی طرح واقف تھی لہٰذا جونہی حضورؐ دستک دیتے جناب فاطمہؑ خود آکر دروازہ کھولتی تھیں حسب معمول آج بھی ویسا ہی ہوا بی بی نے جلد آکر دروازہ کھول دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

پیغمبرؐ نے اپنی اولاد کو دیکھا

پیغمبرؐ اسلام نے گھر میں آکر جب بیٹی فاطمہؑ کی طرف دیکھا تو بی بی کا رنگ سفید سے زرد ہو چکا تھا اور آنکھیں اندر کو دھنس چکی تھیں فرمایا اے فاطمہؑ یہ کیسی حالت ہے جو میں دیکھ رہا ہوں ـــــ عرض کی بابا جان تین دن سے طعام نہیں کھایا حسنؑ و حسینؑ بھی پریشانی اور شدت بھوک کی وجہ سے نڈھال ہو کر سوئے ہوئے ہیں رسول خداؐ نے حسنینؑ شریفین کو خواب سے بیدار کر کے ایک کو دائیں ران پر اور دوسرے کو بائیں ران پر بٹھایا اور بیٹی فاطمہؑ کو سامنے بٹھا کر اُن کی گردن میں اپنے بازو ڈالے اتنے میں حضرت علیؑ بھی اندر آ گئے اور اپنے ہاتھوں کو پیغمبر اسلام کی گردن میں حمائل کیا۔ اتنے میں رسول خداؐ نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے میرے اللہ اور اے میرے سردار اور اے میرے مولا یہ ہیں میرے اہلبیتؑ ہر قسم کی پلیدی کو اِن سے دور رکھ اور اِن کو پاک رکھ جس طرح پاک رکھنے کا حق ہے۔

دعای زہراؑ برائے نزول مائدہ

اسی وقت جناب فاطمہؑ خلوت گاہ میں تشریف لائیں اور دو رکعت نماز کھڑے ہو کر پڑھی اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے یہ دعا کی الٰھی و سیدی محمد نبیّك و ھذا علی ابن عم نبیّك و ھذان الحسن و الحسین

Presented by Ziaraat.Com

سبطا نبیّك الھی انزل علینا مائدۃ من السماء کما انزلت علی بنی اسرائیل اکلوا منھا وکفروا بھا اللّٰھم انزلہ علینا فانا بھا مؤمنون۔

لے میرے اللہ لے میرے سردار یہ ہیں محمدؐ تیرے نبیؐ اور یہ ہیں علیؑ تیرے ولی اور تیرے نبیؐ کے چچازاد بھائی اور یہ ہیں حسنؑ و حسینؑ تیرے نبیؐ کے بیٹے خدایا آسمان سے آج ایسا ہی طعام سے پُر دستر خوان نازل فرما جیسا کہ تو نے بنی اسرائیل پر نازل فرمایا تھا مگر انہوں نے کھا کر کفر کیا اب وہی طعام ہم پر نازل فرما کیونکہ ہم اُس پر ایمان لانے والے ہیں۔

میں نے فاطمہؑ سے وہی دیکھا جو زکریاؑ نے مریمؑ سے دیکھا

ابن عباسؓ کہتا ہے کہ خدا کی قسم ابھی جناب فاطمہؑ کی دعا کے الفاظ ختم نہ ہوئے تھے کہ ایک بہت بڑا خوشبودار طعام سے پُر پیالہ نما ظرف جناب بتولؑ کے ہاتھوں پر آگیا جس کو لے کر آپ نے رسول اکرمؐ کی خدمت میں پیش کیا جب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ نے دیکھا تو فرمایا اے فاطمہؑ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے جب کہ پہلے سے اِس کا کوئی اہتمام یا ہمارا ایک دوسرے سے کوئی وعدہ وعید کا پروگرام نہیں تھا رسول خداؐ نے جواب میں فرمایا۔

کل یا ابا الحسن ولا تسئل الحمد للّٰہ الّذی لم یمتنی حتی رزقنی ولدا مثل مریم بنت عمران کلما دخل علیھا

ذکریا المحراب وجد عندھا رزقا قال یامریم انی لک ھذا قالت ھو من عند اللہ انّ اللہ یرزق من یشآء بغیر حساب۔

اے ابوالحسن کھاؤ اور یہ نہ پوچھو کہ کہاں سے آیا ہے بلکہ اُس خدا کا شکر ادا کرو جس نے ہمیں بھوک کی موت سے بچالیا ہے یہاں تک کہ اُسی کی طرف سے روزی کا اہتمام ہوا ہے کیونکہ میری بیٹی بتولؑ بھی تو مریم بنت عمران کی مانند ہے جن کو جناب زکریاؑ نے محراب عبادت میں آکر دیکھا تو ساتھ ہی اُن کا کھانا رکھا ہوا تھا پوچھا مریم یہ کھانا کہاں سے آیا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ خدا کی طرف سے آیا ہے کیونکہ خدا جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے پس رسولؐ و علیؑ و بتولؑ اور حسنینؑ نے وہ کھانا تناول فرمایا جس کے بعد رسول خدا اُٹھ کر باہر تشریف لائے اور اعرابی کو بلا کر اُونٹ پر سوار کرایا اور اُسے وطن کی طرف روانہ کر دیا۔

اعرابی نے تبلیغ اسلام شروع کر دی

اعرابی جب اپنے قبیلہ بنی سلیم کے پاس پہنچا تو بلند آواز سے کہنے لگا اے میری قوم والو سب کہو۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ص)

اُس کی قوم کے مردوں نے جب یہ آواز سنی تو ننگی تلواریں لے کر اُس کی طرف قتل کرنے کی خاطر چلے اور کہا کہ کیا تو نے اپنے آپ کو دین سے نکال کر اُس محمدؐ کا دین اختیار کر لیا ہے جو (نعوذ باللہ) جادوگر اور جھوٹا ہے؟

اعرابی نے جواب دیا۔ یا معاشر بنی سلیم اللہ محمد خیر اللہ وان محمد اخیر نبی آتیتہ جائعا فاطعمنی وعاریا فکسانی وراجلا فحملنی۔

Presented by Ziaraat.Com

اے گروہ بنی سلیم محمدؐ نہ جھوٹا ہے نہ جادوگر بلکہ اُس محمدؐ کا اللہ بہت اچھا اللہ ہے اور محمدؐ بہت بہتر نبیؐ ہے نیک پیغمبرؐ ہے میں اُس کے پاس گیا تو بھوکا تھا اُس نے مجھے کھانے سے سیر کیا۔ میں ننگا تھا اُس نے لباس پہنایا میں پیدل تھا اُس نے سواری عطا کی پھر اعرابی تازہ مسلمان نے اپنی قوم کو اپنا اور سوسمار کا واقعہ سنایا اور وہ اشعار سنائے جو سوسمار نے شان رسول میں کہے تھے اور آخر میں کہا تم بھی اسلام لے آؤ تاکہ جہنم کی آگ سے بچ سکو۔ اُس دن چار ہزار آدمی قبیلہ بنی سلیم کا مسلمان ہوا اور رسول و اصحاب رسول کی پیروی کرنے لگے۔

فاضل مجلسی فرماتے ہیں کہ میں نے اِس حدیث کو علمائے عامہ کی ایک قدیم کتاب میں دیکھا اور یہ حدیث دوسرے طریق کے ساتھ ابوبکر احمد بن علی الطریقی سے ابن عباس کی سند تک پہنچی ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ بندہ نے اِس روایت کو حیوٰۃ الحیوان میں ترجمہ ضب میں بھی دیکھا ہے اُس کا صاحب مشاہیر عامہ سے ہے۔ (ریاحین الشریعہ ج ۱ صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۴ مختصر تبدیلی عبارت کے ساتھ۔)

بہشت کی حوریں زیارت فاطمہؑ کے لیے کھجوریں لے کر آئیں

سید علی بن طاؤس علیہ الرحمہ کتاب "مہج الدعوات" میں معتبر اسناد کے ساتھ جناب سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں کہ میں (سلمان) بعد از رسول خداؐ دس دن

Presented by Ziaraat.Com

تک غم و حزن کی وجہ سے اپنے گھر سے باہر نہ نکلا یہاں تک کہ دس دن کے بعد میں اپنے گھر سے باہر آیا اور امیر المومنینؑ کی زیارت کے لیے اُن کی خدمت میں حاضر ہوا جونہی حضرت علیؑ کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا اے سلمان تو نے کتنا ظلم کیا ہے کہ رسولؐ کے بعد ہم سے بات کرنا ہی چھوڑ دی ہے ـــ سلمان کہتا ہے میں نے عرض کی اے امیر المومنینؑ میں نے کب آپ سے دوری اختیار کی ہے لیکن ہاں رسول خداؐ کی جدائی کے غم نے مجھے خانہ نشین کر دیا ـــ فرمایا اچھا اب جاؤ بنت رسول تمہارا انتظار کر رہی ہیں زیارت کی مشتاق ہیں اور تمہیں بلا رہی ہیں انہوں نے تمہارے لیے بہشت کا تحفہ رکھا ہوا ہے ـــ سلمان کہتا ہے کیا رسولؐ کے بعد بہشتی تحفوں کا سلسلہ باری ہے ؟ فرمایا ہاں کل ہی آیا ہے ۔ کہتا ہے میں بہت جلدی کے ساتھ خانہ بتولؑ میں پہنچا تو معظمہ بی بی نے روتے ہوئے فرمایا اے سلمان تو نے بابا جان کے بعد یہ کیا زیادتی کی ہے کہ ہم کو چھوڑ کر چلے گئے ؟ میں نے عرض کی بی بی جی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں کب چھوڑ گیا ہوں بس رسول خداؐ کی رحلت نے گوشہ نشین کر دیا انہی کے غم میں روتا رہا ہوں ۔

فرمایا ابھی گھر آؤ بی بی نے سر پر چادر لے کر فرمایا ـــ کل میں اسی جگہ بیٹھی ہوئی تھی اور گھر کا دروازہ بند تھا اور میں یہ سوچ رہی تھی کہ کس طرح وحی کا سلسلہ ہمارے ساتھ منقطع ہو گیا اور فرشتوں کی آمد و رفت ہمارے گھر میں بند ہو گئی کہ اچانک دروازہ کھلا بغیر کسی کے کھولنے کے اور تین کنیزیں اندر داخل ہوئیں اور میرے پاس آگئیں جو اسقدر خوبصورت تھیں کہ میں نے اُن جیسی کوئی حسین عورت نہیں دیکھی اُن کے چہرے اور چلنے بیٹھنے کا انداز اور اُن کے جسم کی خوشبو بے مثال تھی جب میں نے اُن کو آتے دیکھا تو میں سمجھی کہ شاید یہ مکہ یا مدینہ ہی کی عورتیں ہیں لہٰذا میں نے اُٹھ کر

Presented by Ziaraat.Com

اُن کا استقبال کیا مگر انہوں نے دریافت کرنے پر بتایا کہ اے بنت رسولؐ نہ تو ہم مکہ سے آئی ہیں اور نہ ہی مدینہ کی رہنے والی ہیں اور نہ ہی روئے زمین سے ہم ہیں بلکہ ہم کنیزیں ہیں بہشت کی حورالعین سے اور آپ کی زیارت کا ہم کو بہت شوق تھا لہٰذا خداوند عالم نے ہمیں آپ کے پاس زیارت کی حسرت کو پورا کرنے کے لیے بھیجا ہے۔

حوریہ ہای مقداد و ابوذر و سلمان

فرمایا اُن میں جو دوسری دونوں سے سن میں بڑی تھی میں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ تو اُس نے کہا میرا نام "مقدودہ" میں نے کہا اِس طرح آپ کا نام کیوں رکھا گیا ہے؟ کہنے لگی چونکہ خداوند عالم نے مجھے مقداد بن اسود کندی کے لیے خلق فرمایا ہے لہٰذا اُسی مناسبت سے میرا نام یہ رکھا ہے۔

پھر میں نے دوسری سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا میرا نام ذرہ ہے میں نے کہا آپ تو میری نظر میں ذلیلہ ہیں پھر یہ نام؟ تو کہنے لگی یہ نام اِس وجہ سے ہے کہ خداوند عالم نے مجھے ابی ذر غفاری کے لیے خلق فرمایا ہے۔

پھر میں نے تیسری سے پوچھا آپ کا کیا نام ہے؟ تو اُس نے جواب دیا کہ میرا نام سلمیٰ ہے میں نے کہا تیرا یہ نام کس وجہ سے ہے تو کہنے لگی کہ میں ملکیت ہوں تیرے باپ رسولؐ کے دوست سلمان کی۔ لہٰذا میرا نام اُسی مناسبت سے ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

بہشت کی کھجور کا دلکش ہدیہ

اُس کے بعد بی بی نے مجھے بہشت کی کھجوروں کا دلکش تحفہ دیا جو برف سے زیادہ ٹھنڈی تھیں مشک سے زیادہ خوشبودار تھیں ـــــ سلمان کہتا ہے کہ جناب سیدہؑ نے مجھے فرمایا کہ ان کھجوروں سے افطاری کرنا اور اس کا بیج (گٹھلی) مجھے لاکر دینا۔ کہتا ہے میں کھجوریں لے کر گھر کی طرف چلا تو جہاں سے بھی گزرتا تھا اصحاب پیغمبرؐ سوال کرتے تھے کہ اے سلمان تجھے پاس کون سی مشک ہے میں کہتا بس مشک ہے لیکن جب میں نے افطاری کی تو اُن کی گٹھلیاں نہیں تھیں۔

دوسرے دِن جب بی بی فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی بی بی جی اُن کھجوروں کی تو گٹھلیاں تھیں ہی نہیں۔ فرمایا ہاں ہاں اسی طرح ہے یہ بہشت کی کھجور میں ہوتی ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ اُس کھجور کا مال ہے جس کو خداوند عالم نے اُس کلام کے ساتھ پیدا فرمایا جو میرے بابا نے مجھے یاد کرایا تھا اور میں صبح و شام اُس کلام کو پڑھتی ہوں ـــــ سلمان نے عرض کی بی بی جی کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ وہی کلام مجھے تعلیم فرمادیں؟ فرمایا ہاں اگر تو چاہتا ہے کہ ساری زندگی تجھے بخار نہ چڑھے تو اس کلام کو ورد زبان رکھ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ بسم اللہ النّور بسم اللہ النّور بسم اللہ نور علی نور بسم اللہ الّذی ھو مدبّر الامور بسم اللہ الّذی خلق النور من النور الحمد للہ الّذی خلق النّور من النّور و انزل النور علی الطور فی کتاب مسطور فی رق منشور بقدر

مقدور علی نبی محبور الحمد للہ الذی ھو بالعز مذکور و بالفخر مشہور وعلی السراء والضراء مشکور وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطاہرین۔

سلمان کہتا ہے یہ تعویز جناب بتولؑ نے مجھے تعلیم فرمایا اور میں نے مکہ و مدینہ کے ایک ہزار آدمی سے زیادہ کو سکھایا اور اس تعویز کی برکت سے میں نے اُن کو تعب و تب کی تکالیف سے نجات دی۔

(ریاحین الشریعہ ص ۱۳۴ تا ۱۳۶ ج اول باتغیر مختصری در عبارت)

جناب بتولؑ نے ہاتھوں کو کفن سے باہر نکالا

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں خدا کی قسم میں نے فاطمہؑ کی تجہیز کی اور اُن کے پیراہن ہی میں اُن کو غسل دیا یعنی میں نے اُن کا لباس اتار کر غسل نہیں دیا کیونکہ بتولؑ پاک و پاکیزہ تھیں پس میں نے اُن کو دفن کیا اور سات غلافوں میں لپیٹ کر کفن دیا۔

جب میں نے چاہا کہ بندھای کفن کو باندھ دوں تو میں نے ایک دفعہ آواز دی اے زینبؑ و کلثومؑ و حسنؑ و حسینؑ اور فضہ جلدی آؤ آخری دفعہ زہراؑ کی ملاقات کرالو پھر قیامت کو ملاقات ہوگی ـــــ جب حسن و حسین نے روتے ہوئے اپنے آپ کو ماں کی نعش پر گرا دیا اور فریاد بلند کی واحسرتاہ ـــــ تو کہا ہائے نانا محمد مصطفیٰؐ اور اماں فاطمہ زہراؑ کی جدائی کا غم ہمارے دلوں سے کیسے جائے گا ـــــ اے مادر حسنینؑ جب بھی تمہاری اپنے بابا اور ہمارے نانا رسولؐ سے ملاقات

Presented by Ziaraat.Com

ہو تو ہمارا سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ نانا آپ ہم کو دنیا میں یتیم چھوڑ گئے ــــ جب اسقدر حسنؑ و حسینؑ نے گریہ و فریاد کی تو جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ فرماتے ہیں کہ میں خدا کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں کہ فاطمہؑ سے اپنے بچوں کی حالت زار برداشت نہ ہو سکی فاطمہؑ نے کفن میں چیخ ماری اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بند کفن سے باہر نکال کر حسنؑ و حسینؑ کے سر پر رکھا اور دونوں شہزادوں کو اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا یہ وہ منظر تھا کہ ہاتف غیبی نے آسمان سے ندا دی کہ اے ابوالحسن علیؑ ان دونوں شہزادوں کو ماں سے جدا کرو آسمان کے فرشتوں کی رو رو کر حالت غیر ہو رہی ہے یہ ناقابل برداشت منظر ہے مولا علیؑ فرماتے بڑی عجیب حالت تھی ماں سے بچوں کو جدا کرنا بہر حال میں نے بڑے پیار سے بچوں کو ماں کے سینہ سے اٹھایا اور سنت رسول کو میں نے لحاف (رضائی) میں لپیٹ دیا۔

(ریاحین الشریعہ ص ۸۱ تا ۸۲ ج اول باتغیر مختصر در عبارت)

جناب زہراؑ محراب عبادت میں

شیخ صدوقؒ نے امالی میں ایک مفصل روایت ابن عباس سے نقل کی ہے یہاں تک کہ وہ کہتا ہے۔ قال رسول اللہ ص و اما ابنتی فاطمہ فانہا سیدۃ نساء العالمین من الاولین والآخرین وھی بضعۃ منی وھی نور عینی وھی ثمرۃ فؤادی وھی روحی التی بین جنبی وھی الحوراء الانسیہ متی قامت فی محرابہا بین یدی ربہا جل جلالہ زہر نورہا الملائکۃ السماء کما

Presented by Ziaraat.Com

یزھر نور الکواکب لاھل الارض و یقول اللہ عزوجل لملائکتہ یاملائکتی انظروا الی امتی فاطمہ سیدۃ امائی قائمۃ بین یدی تعد فرائضھا من خیفتی وقد اقبلت بقلبھا علی عبادتی اشھدکم انی قد آمنت شیعتھا من النار... .....

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میری بیٹی فاطمہؑ اوّلین سے آخرین تک دونوں جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے اور فاطمہؑ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے میری آنکھوں کا نور ہے، میرے دل کا میوہ ہے میری جسم میں میری جان ہے اور فاطمہؑ حور انسی ہے جس وقت محراب عبادت میں بارگاہ ربّ العزّت کے حضورؐ پیش ہو کر عبادت کے لیے کھڑی ہوتی ہیں تو اُن کے نور جمال کی چمک فرشتوں کے لیے وہی کام دیتی ہے جو اہل زمین کے لیے آسمان کے ستارے کام دیتے ہیں۔

خداوند عالم اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے فرشتوں میری اُس کنیز فاطمہؑ کی طرف دیکھو جو میری تمام کنیزوں کی سردار ہیں جو میرے دربار میں کھڑی ہیں اور میرے خوف سے اُس کی ہڈیاں تک کانپ رہی ہیں اور وہ اس عبادت میں میرا قرب تلاش کر رہی ہیں میں خدا بھی تم تمام فرشتوں کو گواہ بنا کر اعلان کر رہا ہوں کہ میں بتولؑ کے شیعوں کو جہنّم کی آگ میں جلنے سے بچالوں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

فاطمہ زہراؑ کے لیے شفاعت کبریٰ

بہت سی روایات ہیں جو بتاتی ہیں کہ شفاعت کبریٰ کا تعلق جناب فاطمہ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا سے ہے اُن روایات کی کچھ مقدار کتاب شریف عیون اخبار الرضاؑ میں پائی جاتی ہے اور دوسری تمام کتب میں بھی اُس کا تذکرہ موجود ہے اور اُس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ بروز قیامت کوئی ایسا شخص بھی اِس معظمہ بی بی کی شفاعت کبریٰ سے مایوس نہیں ہوگا جس کے دِل میں ذرہ بھر بھی اِن کی عظمت کا اقرار ہوگا بلکہ اِن کے ماننے والوں کا کوئی دوست بھی اِس بی بی کی شفاعت کبریٰ سے محروم نہ ہوگا۔

روایت جابر در شفاعت فاطمہؑ

فرات بن ابراہیم نے اپنی سند کے ساتھ صادق آل محمد حضرت امام جعفر صادق علیہم السلام سے کی ہے کہ حضرت نے فرمایا جابر بن عبداللہ انصاریؓ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا بن رسول اللہؐ اپنی دادی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان میں کوئی ایسی حدیث یاد کرائیں جسے جہاں بھی اور جیب بھی میں اُن کے شیعوں کی محفل و مجلس میں بیان کروں تو شیعہ مومنین کی وہ مجلس شان بتول سن کر مسرت سے جھوم اٹھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ حدیث مجھ سے میرے بابا امام سجادؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

اپنے نانا رسولؐ کی طرف سے بیان فرمائی ہے کہ بروز محشر انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے نور کے منبر نصب کئے جائیں گے اور حضورؐ کا منبر تمام نبیوں سے بلند تر ہوگا اچانک خداوند عالم کی آواز آئے گی اے محمدؐ خطبہ بیان کیجئے تو حضورؐ ایک ایسا خطبہ ارشاد فرمائیں گے جو کسی نبیؐ نے بھی پہلے نہیں سنا ہوگا

بروز محشر حضرت علیؑ کا منبر

اُس کے بعد نبیوں کے وصیوں کے لیے نور کے منبر نصب کئے جائیں گے اور خاتم المرسلین کے وصی حضرت علیؑ کا منبر تمام وصیوں کے منبروں کے درمیان اور اُن سے بلند تر ہوگا اچانک آواز آئے گی یا علیؑ خطبہ بیان فرمائیے تو آپ وہ خطبہ پڑھیں گے جو کسی وصی نے پہلے نہیں سنا ہوگا۔

اُس کے بعد خاتم النبیینؐ اور دوسرے انبیاء کرام کے بیٹوں کے لیے نور ہی کے منبر نصب کئے جائیں گے ــــ خود رسالتمآبؐ فرماتے ہیں کہ میرے ان دو فرزندوں حسنؑ و حسینؑ کے لیے جو میری زندگی کی خوشبو اور پھول ہیں نور کا منبر نصب کیا جائے گا اور خداوند عالم ارشاد فرمائے گا میرے بیٹوں سے کہ خطبہ پڑھو میرے حکم الٰہی سن کر حسنؑ و حسینؑ ایسا ایسا خطبہ بیان فرمائیں گے جو اولاد انبیاء نے پہلے نہیں سنیں ہوں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

خداوند عالم کی طرف سے واجب التعظیم ہستیاں

اس موقعہ پر جبرائیل پکار کر کہے گا فاطمہ دختر محمدؐ کہاں ہیں اور خدیجہ دختر خویلد، اور آسیہ دختر مزاحم، اور مریم دختر عمران، اور مادر یحییٰ کہاں ہیں؟ یہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائیں گی تو خداوند عالم ارشاد فرمائے گا آج واجب التعظیم کون ہے؟ ــــ محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین یہ پنجتن پاک علیہم السلام عرض کریں گے اللہ الواحد القہار۔ واجب التعظیم شخصیت وہ وحدہ لاشریک ہے جو قاہر اور غالب ہے۔

یہ سن کر خداوند عالم کی طرف سے آواز آئے گی آج میں یہ مقام محمدؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام پنجتن پاک کے حوالے کرتا ہوں یہ ہیں واجب التعظیم شخصیتیں جنہوں نے دنیا میں ہماری شان بلند کی آج ہم ان کی عظمت کا اعلان کرتے ہیں۔

زہراؑ جس عزت کے ساتھ بہشت کی طرف چلیں گی

خبردار اے اہل محشر! اپنے سروں کو گریبان تک جھکا لو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو آگاہ رہو کہ سیدہ فاطمہؑ بہشت کی طرف جا رہی ہیں۔

اسی وقت جبرائیل بہشت سے ایک ناقہ جس پر ریشمی کپڑا پڑا ہوگا، جس کی زین مرجان کی ہوگی اور مہار کو مروارید کے دھاگوں سے چمکایا گیا ہوگا جناب بتولؑ

Presented by Ziaraat.Com

سیدہ فاطمہ بنت رسولؐ کے سامنے لاکر بٹھا دے گا

آپ اُس پر سوار ہوں گی، ایک لاکھ فرشتہ دائیں جانب اور ایک لاکھ فرشتہ بائیں جانب نوکروں غلاموں ملازموں کی صورت میں ساتھ ساتھ چل رہا ہو گا اور ایک لاکھ فرشتہ آپ کو اٹھا کر دروازہ بہشت پر لے آئے گا جہاں آکر جناب فاطمہؑ ٹھہر جائیں گی اور بہشت میں داخل نہیں ہوں گی اور بی بی کی مکمل توجہ صحرای محشر کی طرف ہو گی۔

محبانِ پنجتن پاک کو چن لیں گی

اس وقت خداوند عالم کی طرف سے آواز آئے گی اے میرے محبوب کی بیٹی کیا بات ہے یہ آپ صحرای محشر کی طرف دروازہ جنّت پہ کھڑے ہو کے کیا دیکھ رہی ہیں جب کہ میں نے آپ کو بہشت میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے؟ بی بی عرض کریں گی خداوند تیرا حکم سر آنکھوں پر مگر میں آج تجھ سے کچھ چاہتی ہوں حکم ہو گا بتاؤ کیا چاہتی ہو؟ جناب سیدہؑ عرض کریں گی تیرے نزدیک جو میری قدر و منزلت ہے آج اُسے ظاہر فرما ــــ حکم ہو گا بتاؤ کس جہت سے کس لحاظ سے تیرے مقام کو میں ظاہر کروں ــــ جناب فاطمہؑ عرض کریں گی اے میرے خالق و مالک، ابھی تو نے پوچھا ہے کہ صحرائے محشر کی طرف کیوں دیکھ رہی ہو جب کہ میں نے تجھے بہشت میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے آواز آئے گی ہاں میں نے پوچھا ہے ــــ جناب فاطمہؑ عرض کریں گی اے احکم الحاکمین میرے سوال کا جواب اب تو دے اور مجھے بتا کہ میں بہشت میں کیسے چلی جاؤں جب کہ میرے بیٹے

Presented by Ziaraat.Com

مظلوم حسینؑ کے عزادار باہر کھڑے ہیں۔

حکم ہوگا اے فاطمہؑ میری طرف سے تجھے کھلی اجازت ہے جس جس کے دِل میں تیرے مظلوم بیٹوں کی محبّت اور تیری عقیدت ہے اُسے جنّت میں لے جاؤ۔

حدیث بیان کرتے ہوئے اس مقام پر امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا اے جابر خدا کی قسم اُس روز جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا میدان محشر سے اپنے شیعوں اور محبّوں عقیدت مندوں کو اس طرح چن لیں گی جس طرح مرغ زیادہ دانوں سے گندے دانے چھوڑ کر اچھے دانے چن لیتا ہے۔

جناب زہراؑ کے عقیدت مند بھی شفاعت کریں گے

جس وقت جناب فاطمہؑ ان عزاداروں شیعوں کو عقیدتمندوں کو لے کر دروازہ بہشت پر تشریف لاویں گی تو خداوند عالم ان دِلوں میں یہ بات ڈال دے گا کہ یہ دوبارہ میدانِ محشر کی طرف دیکھیں گے تو قدرت کی آواز آئے گی اب تم میدان محشر کی طرف کیوں دیکھ رہے جب کہ میرے حبیب کی بیٹی فاطمہؑ نے تمہاری شفاعت کر دی ہے۔

اُس وقت وہ شیعہ عزادار مومنین یہ عرض کریں گے کہ پروردگار آج ہماری قدر و منزلت کو بھی ظاہر فرما۔

خداوند عالم کی آواز آئے گی اے میرے دوستوں میدان محشر کی طرف دیکھو اور بتاؤ کون ہے وہ شخص جس نے تم سے اِس لیے محبّت کی کہ تم جناب فاطمہؑ کے

Presented by Ziaraat.Com

عیقدت مند ہو، کون ہے وہ انسان جس نے تم کو عظمت بتولؑ کی وجہ سے کھانا کھلایا، کون ہے وہ آدمی جس نے تم کو مجتبٰی فاطمہؑ میں لباس پہنایا، کون ہے وہ بندہ جس نے تم کو رضائے فاطمہؑ کی خاطر پانی پلایا اور کون ہے وہ مرد جس نے جناب فاطمہؑ کی خاطر غیبت کرنے والے کو منع کیا ان سب کو بلاؤ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں رب ذوالجلال کی قسم اُس وقت کوئی شخص بھی جنت کی نعمات سے محروم نہ رہ جائے گا مگر وہ جو شکی ہوگا یعنی شک کرتا ہوگا توحید میں یا نبوت میں یا اُن کے نظام میں یا وہ شخص جو کفران نعمت کرتا ہوگا اللہ و رسول کے فرمان کا انکار کرنے والے ہوگا یا پھر وہ منافق جو ظاہر میں اسلام اسلام کرتا ہوگا اور باطن میں رام رام کرتا ہوگا۔

(ریاحین الشریعہ ج اوّل صـ ۲۳۲ تا ۲۳۴)

(وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ۔)

Presented by Ziaraat.Com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دوسری مجلس

بتاریخ چہارشنبہ ۱۳ جمادی الاولیٰ

۷۵ — ۶ — ۱۰ — ۳۴

قرب خدا ، اور ہوا پرستی یکجا نہیں ہوتے

اِس حقیقت میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے کہ انبیاء کرام اور آئمہ اطہار علیہم السلام ذرہ بھر بھی خواہشات نفسانی نہیں رکھتے اگر اِس کے علاوہ ہے تو پھر اُن کے پاس بارگاہ ربّ العزّت میں قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے۔

کارخانہ قدرت میں اُس شخص کی قدر قیمت ہے جس کا دِل مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور وہ اپنی تمام چیزوں کو اور خود اپنی ذات کو خدا کے مقابلہ میں فانی سمجھتا ہو بالفاظ دیگر اُس کے تمام اقوال و افعال خدا کی خاطر ہوں اور وہ کہتا ہو جیساکہ قرآن کہتا ہے کہ۔

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (۶/۱۶۲ الانعام)

اے رسول کہدو کہ یقیناً میری نماز اور میری عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب

جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

مومن کا ایمان دوستی کے مطابق ہے

تمام اہل ایمان کے لیے انہی کا قرب میزان کی حیثیت رکھتا ہے اور مطابق قرب ہی مومن کے ایمان کا رتبہ ہوگا یعنی جو شخص بھی خدا کے غیر سے جسقدر تعلق رکھتا ہوگا اسی حساب سے وہ خدا سے دور ہوگا مطلب یہ ہے کہ جس کسی کو بھی اپنا مال و دولت، اپنی شہرت اور ریاست خدا سے زیادہ پیاری ہوگی اُسے جان لینا چاہیئے کہ اُس کے پاس قرب الٰہی کو حاصل کرنے اور اُس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے کوئی راستہ نہیں ہے جیسا کہ آیۂ شریفہ میں ارشاد خداوندی ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۔ (پ ۱۰ التوبہ)

اے رسول کہدو اگر تمہارے باپ دادا، اور تمہارے بیٹے پوتے، اور تمہارے بھائی اور تمہاری ازواج، اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے جمع کر رکھے ہیں اور وہ تجارت جس کی کسادبازی سے تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جو تمہیں پسند آگئے ہیں یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ سے اور اُس کے رسول سے اور اُس کی راہ میں

Presented by Ziaraat.Com

جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیاری ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا حکم لے آئے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کی رہبری نہیں کرتا۔

ایک طرف ہونا چاہیئے

اور اگر ایسا ہی ہے تو پھر ایسا شخص نہ صرف قرب خداوندی سے دور ہے بلکہ راندہ درگاہ بھی ہے یعنی جس شخص کو مال دولت خدا سے زیادہ عزیز ہیں اُس کی قیمت بھی وہی مال ہے اُس کے لیے بارگاہ الٰہی کی طرف جانے کو راستہ ہی نہیں ہے وہ وقت موت جس مقدار میں دنیا کی محبت ساتھ لے جائے گا اسی حساب سے وہ محتاج ہوگا اور خدا ہی جانتا ہے وہ برزخ میں یا محشر میں کس قدر بے سہارا ہوگا۔

ہاں اگر کوئی ایک طرف نہیں ہوتا اور خدا کے سوا کسی چیز کو نہیں چاہتا اُس کے علاوہ مکمل کسی سے تعلق نہیں رکھتا تو پھر بارگاہ الٰہی میں اُس کا مقدر کیا ہوگا آپ نے قرآن مجید پڑھا ہوا اور اِس حقیقت کو دیکھا جانا ہوا ہے کہ خداوند عالم نے جناب ابراہیمؑ کو اپنا قرب اور خلّت عطا کرنے کے لیے کیسے امتحان سے گزارا۔

ابراہیمؑ کا ضعیفی میں جوان بیٹے کو قربان کرنا

بوڑھا آدمی ہے عمر کا آخری حصّہ ہے اُسے جوان بیٹا عنایت ہوا جو صورت و سیرت کے لحاظ بہت خوبصورت اور حسین ہے حکم ہوتا ہے بوڑھے باپ کو

Presented by Ziaraat.Com

کہ اس جوان بیٹے کو ہماری خاطر قربان کرو۔ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ ۔ (۳۷/۱۰۲ الصّفت) تو جناب ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسماعیل سے کہا یقیناً میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں یقیناً تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اِس قربانی کا مقصد یہ تھا کہ کیا جناب ابراہیمؑ اپنے بیٹے اسماعیل سے زیادہ محبت کرتے ہیں یا خالق اسماعیل کو بیٹے سے زیادہ چاہتے ہیں اور کیا جناب ابراہیمؑ کو اسماعیل سے اس لیے محبت تھی کہ میرا بیٹا ہے یا اس وجہ سے پیار تھا کہ خالق اکبر کا پسندیدہ مال ہے اور کیا وہ اسماعیل کی خوبصورتی کو دیکھتے تھے یا مالک جمال مطلق کو پسند کرتے تھے جس نے اسماعیل کو بھی حُسن عطا کیا ہے اور پھر اسی امتحان نے وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۳۷/۱۰۷ کا ثمرہ حاصل کیا ــــ اور ہم نے اِسے ایک بہت عظمت والی قربانی کے بدلے فدیہ دے دیا وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۳۷/۱۰۸ اور اِس پر ہم نے اِس قربانی کو پیچھے آنے والوں میں رکھ چھوڑا ــــ اس کی تفصیل آپ جانتے ہیں یہاں زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

لوگ لڑکیوں کی بجائے لڑکوں کو زیادہ کیوں پسند کرتے ہیں ــــ جواب میں کہتے ہیں کہ لڑکا بوڑھاپے کا سہارا ہوتا ہے۔ یہی تو لوگوں کے دِلوں کی خرابی ہے کہ اُن کو خدا سے محبت نہیں ہوتی بلکہ وہ اللہ سے بیٹا بھی اپنی ذات کے لیے مانگتے ہیں خدا کی رضا کے لیے نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

یوسفؑ سے یعقوبؑ کی محبّت خدا کی خاطر تھی

علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ جناب یعقوبؑ کی اپنے بیٹے یوسفؑ کے ساتھ محبت کو اپنی تحقیق لطیف میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شاید کوئی شخص یہ گمان کرتا ہو کہ جناب یعقوب کی یوسف سے محبّت اِس لیے تھی کہ وہ بہت خوبصورت تھا یا اُن کا بیٹا تھا۔

علامہ مجلسی فرماتے ہیں مجھے افسوس ہے ایسے لوگوں پر جو مقام نبوت کے بارے میں بُرا گمان کرتے ہیں۔

کار پاکان را قیاس از خود مگیر۔

پاک لوگوں کے کاموں کو اپنے کاموں جیسا نہ سمجھا کرو۔

جناب یعقوبؑ کا گریۂ یوسفؑ کی جدائی میں اس لحاظ سے نہیں تھا کہ آپ اُس کے باپ تھے یا وہ آپ کا بیٹا تھا بلکہ اِس وجہ سے تھا کہ جناب یعقوبؑ کو علم تھا کہ خداوند عالم نے میرے بارہ بیٹوں میں سے صرف اِسی یوسفؑ کو پسند فرمایا ہے چونکہ یوسفؑ ہی خالق اکبر کی خاص مہربانیوں کا مستحق ٹھہرا ہے اِسی وجہ سے یعقوبؑ کو بھی یوسفؑ سے پیار تھا کہ یہ اللہ کا پیارا ہے۔

اِذْ قَالُوْا لَیُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤی اَبِیْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنِ (۱۲/ یوسف)

وہ وقت یاد کرو جب کہ انہوں نے کہا کہ یقیناً یوسف اور اُس کا بھائی حقیقی ہماری نسبت ہمارے باپ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم پوری جماعت

Presented by Ziaraat.Com

ہیں یقیناً ہمارا باپ یوسفؑ کی محبت میں گم ہے۔

یعنی یوسف کے دوسرے بھائی کہتے تھے اپنی زبان میں کہ ہمارے باپ کے سر پہ کیا چیز سوار ہو گئی ہے کہ ہم اُس کے دس جوان کارکن فرمانبردار بیٹے ہیں لیکن ہمارا باپ یعقوب قطعاً وہ محبت اور پیار ہم سے نہیں کرتا جو اُس ایک چھوٹے سے بچہ (یوسف) سے کرتا ہے۔

یہ بات وہ اِس لیے کرتے تھے کہ اُن کو اِس بات کا علم نہیں تھا کہ یعقوبؑ کی یوسفؑ سے محبت اِس لیے نہیں تھی کہ وہ اُن کا بیٹا تھا بلکہ اِس لیے تھی کہ وہ خدا کا پسندیدہ تھا۔ یعنی یعقوبؑ کی یوسف سے محبت فقط اور فقط خوشنودی خدا کی خاطر تھی۔

مصطفیٰؐ کو بھی زہراؑ سے محبت خدا کی خاطر تھی

پس انبیاء کرام علیہم السّلام کو کسی سے بھی اگر محبت ہوتی ہے تو خواہشات نفسانی کے تحت نہیں ہوتی بلکہ حصول رضائے الٰہی کی خاطر ہوتی ہے کیونکہ خدا اُسی کو اچھا سمجھتا ہے جو اُس کی پسندیدہ شئے کو پسند کرے یہ ایک مقدمہ تھا اِس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے کہ صدیقہ کبریٰ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے جو محبت و عقیدت حتمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھی وہ فقط خدا کی خاطر تھی خاندان یا بیٹی ہونے کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ خداوند عالم کی پسندیدہ تخلیق ہونے کی وجہ سے کیونکہ اِس معظمہ بی بی کی قدر و منزلت اور شان و شوکت اور عزت و عظمت کو جو خدا کے نزدیک ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Presented by Ziaraat.Com

مشاہدہ فرما چکے تھے۔

سیب بہشتی مادہ نطفۂ زہراؑ

معراج کی رات رسالتمآب نے درخت طوبیٰ سے ایک سیب لیا اور اُس کے دو ٹکڑے کئے تو اُس کے درمیان ایک نور ایک روشنی ظاہر ہوئی آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اُس نے عرض کی یہ نور منصورہ خدا ہے آسمان میں اور فاطمہ زمین میں ــــ فرمایا آسمان میں منصورہ کیوں ہے؟ عرض کی چونکہ اِس کی خدا سے دوستی ہے بروز محشر شفاعت کے سلسلہ میں۔

اُس سیب کو حضورؐ نے تناول فرمایا جس سے مادہ نطفۂ زہراؑ منعقد ہوا ــــ پس اصلی بدن زہراؑ دوسرے عالم بہشت میں تھا اِسی وجہ سے آپ پاک و پاکیزہ تھیں اور زنانہ عادات و عارضات سے پاک و صاف تھیں۔

شکم مادر میں کلام اور وقتِ ولادت کلمۂ شہادت

عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللّٰہ تک

رسالتمآبؐ نے مشاہدہ فرمایا کہ جناب زہراؑ شکم مادر خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا میں کلام فرما رہی ہیں اور جس وقت ولادت ہوئی تو سب سے پہلے کلمۂ شہادت پڑھا۔

Presented by Ziaraat.Com

اَشهد ان لا اِله الّا الله وحده لا شریك له و اشهد ان ابی محمد رسول الله و اشهد ان بعلی علیًّا ولی الله و اولاده حجج الله۔

یعنی اللہ کی واحدانیت باپ محمدؐ کی نبوّت اور شوہر علیؑ کی ولایت اور اُن کی معصوم اولاد کی حجّت کی گواہی دی۔

لہٰذا رسالتمآبؐ نے جب دیکھا کہ خداوند عالم نے عالمین کی عورتوں میں جناب سیّدہ طاہرہ فاطمہؑ کو چُن لیا ہے اور اُن سب کے لیے سردار بنا دیا ہے تو پھر یہ فاطمہ اللہ تعالیٰ کی وہ منظور نظر معظمہ خاتون ہے جن جیسی کائنات میں اور کوئی نہیں ہے تو آپ نے بھی اِن کی عزّت و عظمت کو سلام اور مقام و منزلت کا احترام جاری رکھا تاکہ خدا خوش ہو لہٰذا نبیؐ کی طرف سے ہر قسم کا پیار عقیدت احترام بیٹی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا کی منظور نظر ہونے کی وجہ سے تھا۔

زہراؑ کی تکلیف مصطفیٰؐ کی تکلیف ہے

اِس روایت شریف کو تمام شیعہ و سنّی حضرات نے پیغمبر اسلام سے اپنی اپنی کتب میں نقل کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص جناب فاطمہ کو تکلیف پہنچائے گا وہ یہ سمجھ لے کہ حقیقت میں اُس نے میں محمدؐ کو تکلیف پہنچائی ہے اور جو اُن سے عقیدت و محبّت کا مظاہرہ کرے گا اُس نے مجھ سے عقیدت و محبّت کا اظہار کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

یہی عظمت و منزلت جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تھی جس کی وجہ سے سردار الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ والہ وسلم اپنی بیٹی بتول کے ہاتھوں پر بوسہ دیا کرتے تھے۔

آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

کتاب ریاحین الشریعہ جلد اوّل میں احادیث معتبرہ میں رسول خداؐ کے اِس فرمان کو نقل کیا گیا ہے کہ خداوند عالم نے تمام پیغمبروں میں بہشت کی خوشبو رکھی ہے۔ اور حور العین میں بہشت کے چنبیلی کے پھول کی خوشبو رکھی ہے اور فرشتوں میں بہشت کے گلاب کے پھول کی خوشبو رکھی ہے اور یہ نبیوں، حوروں اور فرشتوں میں جو علیحدہ علیحدہ خوشبو ہے یہ تمام کی تمام مکمل طور پر جناب بتولؑ میں ہے یعنی یہ کہنا مناسب ہوگا کہ پوری کائنات میں تحت الثریٰ سے لے کر عرش علیٰ تک جتنی بھی خوشبو پھیلی ہوئی ہے اُس کا مرکز جناب سیدہ طاہرہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

اب بھی کسی کو کلام کرنے کی گنجائش ہے کہ رسول خداؐ اسقدر اپنی بیٹی بتولؑ سے پیار کیوں کرتے تھے اُن کو دیکھ کر خوش کیوں ہوتے تھے اِس لیے کہ وہ بہشت کو ظاہر کرنے والی ہیں جہاں بھی جاتی تھی بہشت کی خوشبو آتی تھی۔ لہٰذا۔

خدا کی خوشی فاطمہؑ کی خوشی کے ساتھ ہے

بحار الانوار کی دسویں جلد میں لکھا ہے کہ جس وقت حضور اکرمؐ دیکھتے کہ میری بیٹی اور اللہ کی

Presented by Ziaraat.Com

کنیز فاطمہؑ آرہی ہیں تو احتراماً کھڑے ہو جاتے اور فرماتے "فداھا ابوھا" تیرا باپ محمدؐ تجھ پر قربان اے فاطمہؑ بیٹی۔

پھر فرماتے خدا کی خوشی اور ناراضگی کا تعلق فاطمہؑ کی خوشی اور ناراضگی کے ساتھ ہے یعنی جس پر فاطمہؑ خوش ہیں اُس پر خدا بھی خوش ہے اور جس پر فاطمہؑ ناراض ہیں اُس پر اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہے۔

بنی امیّہ کو عمر بن عبدالعزیز کا جواب

کتب ہائے تاریخ میں لکھا ہے جس کو شیعہ و سنّی دونوں حضرات تسلیم کرتے ہیں کہ جس وقت عمر بن عبدالعزیز نے اولاد فاطمہؑ کو جاگیر فدک واپس کر دی تو بنی امیّہ والوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ تو نے اولاد فاطمہؑ کو ہم پر ترجیح کیوں دی ہے؟

عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا کہ تم نے پیغمبرؐ اسلام کا یہ فرمان نہیں سنا ہوا کہ جس نے فاطمہؑ کو خوش کیا اُس نے مجھ کو خوش کیا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا میں چونکہ کوئی عمل نہیں رکھتا لہٰذا اولاد فاطمہؑ کو خوش کر کے چاہتا ہوں کہ فاطمہؑ خوش ہو جائیں اور اُن کی خوشی سے خدا خوش ہو جائے گا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسری مجلس

بتاریخ پنج شنبہ ۱۴۔ جمادی الاولیٰ

۷۵ — ۷ — ۱۰ — ۳۴

ہر فرد میں روحانی اور مادی جہت

انسان فطرت کے اعتبار سے دو عالم کے درمیان واقع ہے ایک عالم نور (روشنی) دوسرا عالم ظلمت (اندھیرا) یعنی دو جہتیں رکھتا دو راستے رکھتا ہے ایک راستہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے جس کا تعلق عالم نور سے ہے جو مبداء اعلیٰ ہے۔ دوسرا راستہ مٹی کا راستہ ہے جس کا تعلق عالم دنیا اور اُس کی شہوات و خواہشات سے ہے جسے عالم ظلمت اور اُس کے مادہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

انہی دونوں راستوں کو حضرت انسان میں تلاش کرتا ہے کہ کون کس راستے پر گامزن ہے یعنی وہ کونسا دل ہے جس میں نور ہے روشنی ہے ہدایت ہے اور وہ کونسا دل ہے جس میں ظلمت ہے اندھیرا ہے گمراہی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

کیونکہ اعضاء بدن راہ قلب کے تابع ہیں

ہر حرکت انسان اُس کے دِل کے تابع ہوتی ہے اِس لیے کہ مملکت جسم میں دِل کی حیثیت بادشاہ کی ہوتی ہے اور تمام علاقہ کی توجہ بادشاہ کے ارادہ کی طرف ہوتی ہے۔

لہٰذا جس وقت دِل کی توجہ اللہ تعالیٰ اور قیامت اور روحانیت کی طرف ہوتی ہے تو اُس کی مملکت جسم کے ہر اعضاء کی حرکت رضائے الٰہی کی طرف ہوتی ہے اور جو حرکت ہوتی ہے وہ نیکیوں کا ایک حصہ بن جاتی ہے اگرچہ اُس کا تعلق مباحات یعنی کھانے سونگھنے اور سونے سے ہی کیوں نہ ہو اور اِس کے برعکس جس وقت دِل کی توجہ دنیا اور اُس کی محبت اور خواہشات نفسانی کی طرف ہوتی ہے تو جو حرکت بھی ہوگی وہ گمراہی در گمراہی ہوگی اگرچہ اُس کی ظاہری صورت نیک اعمال اور عبادت جیسی ہو مثلاً مال کا خرچ کرنا اب کیا پتہ اُس کے دِل میں کیا ہے وہ مال کیوں خرچ کر رہا ہے صاف ظاہر ہے کوئی مادی شخصی لالچ ضرور ہوگا۔

دِل کا ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھرنا

انسان غالباً کشمکش کا شکار ہے اور "قلب" کی وجہ تسمیہ یعنی علت کہ قلب کو قلب کیوں کہا جاتا ہے یہی ہے کہ یہ قلب ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف

Presented by Ziaraat.Com

منقلب ہو جاتا ہے جس طرح سینما کی پردہ سکرین پر شکلیں بدل جاتی ہے۔

مثال کے طور پر کبھی تو قلب (دِل) کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس میں حصول قرب الٰہی کا شوق ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبّت کا سماں ہوتا ہے اور اُسی کے راستہ پر چلنے کے لیے نور ہوتا ہے روشنی کا اہتمام ہوتا ہے راہ ہدایت پر ثابت قدم رہنے کا انتظام ہوتا ہے۔ اور پھر ایک لمحہ ایسا بھی آتا ہے کہ انسی میں ظلمت ہوتی ہے اندھیرا ہوتا ہے گمراہی ہوتی ہے دنیاوی خواہشات و شہوات کو پورا کرنے کی امیدیں ہوتی ہیں آرزوئیں ہوتی ہے اسی انقلاب و اضطراب کی وجہ سے قلب کو قلب کہتے ہیں کہ اس میں یکطرفہ ٹریفک نہیں چلتی اور ہر وقت اضطراب و خطرات کا شکار رہتا ہے اور سعادت نامہ حاصل نہیں کر سکتا۔

کیا یہ منافقت کی نشانیاں ہیں

کتاب اصول کافی میں ایک روایت ہے جس کا راوی کہتا ہے کہ میرا گزر ایک صحابی رسولؐ کے پاس سے ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ رو رہا ہے میں نے پوچھا کیا ہوا ہے کیوں روتا ہے؛ وہ کہتا ہے کہ جس وقت میں مجلس رسول میں ہوتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ میں حقیقی بہشت میں بیٹھا ہوں دنیا کی محبّت اور خواہشات نفسانی ہرگز ہرگز میرے دِل و دماغ میں جگہ نہیں پاتے لیکن جب میں اُن کی مجلس سے باہر آجاتا ہوں تو میری وہ حالت نہیں رہتی جو مسجد میں رسول خداؐ کے پاس ہوتی ہے مجھے یوں لگتا ہے کہ جیسے میں منافقین سے ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

راوی کہتا ہے میں نے کہا یہ تو ایک عجیب بات تو نے کہی ہے جس کا میں خود بھی شکار ہوں ابھی چلو رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے اس درد کا علاج کراتے ہیں جب رسول خدا کے پاس جا کر اپنی مرض کی بات کی تو آپ نے فرمایا لو انکم تدبیون علی ما انتم علیہ لصافحکم الملائکہ ولکن ساعۃ وساعۃ اگر وہی حالت جو مسجد میں میرے پاس تمہاری ہوتی ہے اُس پر ہمیشہ قائم رہو تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں گے یعنی فقط تم میں ہدایت ہدایت ہو ظلمت وگمراہی کا گمان بھی نہ ہو اور خواہشات نفسانی کی اتباع اور اُن کا خیال بھی نہ ہو تو ایسا ہوگا ورنہ اگر تم ایک ساعت اِدھر رہے اور دوسری ساعت میں اُدھر ہو گئے تو نہ ہدایت ہوگی نہ نجات ہوگی نہ فرشتے تم سے مصافحہ کریں گے۔

مطلب یہ ہے کہ جو شخص شب و روز خدا سے محبت کرتا ہے اور غیر خدا سے نفرت کرتا ہے اور خدا کے علاوہ کسی سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا تو اُسے خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور اگر ابتداء ہی میں ایسی حالت بنائی جائے تو آخر عمر تک یہ احسن کام وظیفہ و مقصد حیات بن جاتا ہے انسان میں پختگی آجاتی ہے غیر یقینی کی حالت ختم ہو جاتی ہے پس خوبیوں کا یہ ایک مقدمہ تھا جو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تاکہ آپ کو مقام انبیاءؑ کی سمجھ آسکے اور اُن کی فضیلت تمہارے دماغ میں سما سکے۔

انبیاءؑ کی کیفیت دوسروں کی مانند نہیں ہوتی

چنانچہ گزشتہ رات ہم نے ذکر کیا تھا کہ انبیاءؑ کرام علیہم السلام میں جہت نورانی

Presented by Ziaraat.Com

کی وجہ سے قرار و اطمینان ہوتا ہے سکون ہوتا ہے اُن پر دوسروں کی طرح انقلابی و اضطرابی کیفیت طاری نہیں ہوتی وہ دوسرے لوگوں کی طرح غافل نہیں ہوتے بلکہ وہ ہمیشہ یاد و فکر خدا میں مشغول رہتے ہیں غفلت و ظلمت کے لیے قطعاً اُن کے قلوب میں کوئی جگہ نہیں ہوتی۔

یہی وہ مقام عصمت میں ہے جو آپ نے سنا ہوا ہے یعنی خداوند عالم ہر قسم کی لغزش سے اُن کو محفوظ رکھتا ہے نہ گناہ نہ بھول نہ غفلت نہ خواہشات نفسانی نہ شہوات حیوانی ان سب غلاظتوں کا قطعاً نبیؐ سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

پیغمبرؐ خواہشات نفسانی نہیں رکھتا

پیغمبر اور امام نور محض ہوتے ہیں لہٰذا کوئی حرکت بھی اُن سے سرزد نہیں ہوتی مگر وہ نور ہوتی ہے ہدایت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا راستہ ہوتی ہے اگرچہ اُن کا تعلق مباحات سے ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ہرگز ہرگز پیغمبر اور امام خواہشات نفسانی کے تحت بات نہیں کرتے بلکہ جو کچھ وہ کہتے ہیں الہام سے اور وحی سے گفتگو کی ابتداء کرتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں اِس کی تصدیق اِس آیۂ کریمہ کے ذریعے ہوتی ہے کہ۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

(سورۃ النجم ۵۳/۳)

اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا ــــ یہ نہیں ہے مگر وحی جو اُس کی طرف کی

Presented by Ziaraat.Com

جاتی ہے۔

بلکہ دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۶۹/۴۴ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۶۹/۴۵ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۶۹/۴۶ الحآقۃ۔

اور اگر یہ (محمدؐ) بالفرض محال ـــــ ہم پر بعض باتوں کا افتراء کرتا تو ہم ضرور اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے ـــ پھر ہم ضرور اس کی شہ رگ کاٹ ڈالتے ـــ (یعنی ہلاک کر دیتے) اس کی تائید میں گزشتہ رات ہم عرض کر چکے ہیں۔

جناب زہراؑ کے ساتھ پیغمبرؐ کا سلوک

جناب زہراؑ کی عظمت کے اظہار کے لیے رسول خدا کی طرف سے جسقدر بھی اہتمام ہوا وہ تمام خداوند عالم کی وجہ سے تھا اُس میں قطعاً باپ بیٹی کے معاملات کا دخل نہ تھا۔

محمد مصطفیٰؐ کوئی کام کوئی اقدام کوئی حرکت ایسی نہیں کرتے جس میں رضائے الٰہی شامل نہ ہو لہٰذا جناب زہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ جو بھی رسول اکرمؐ کا سلوک تھا، خداوند عالم کی خاطر تھا ـــ مثلاً رسالتمآبؐ اپنی بیٹی فاطمہؑ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے اور جب کبھی سفر کے لیے روانہ ہوتے تو سب سے پہلے خدا حافظ کہنے کے لیے جناب زہراؑ کے پاس آتے، اور جب سفر سے واپسی ہوتی تو سب سے پہلے جناب زہراؑ کی زیارت کو تشریف لاتے اور اس کام میں جلدی فرماتے، اور بغیر اجازت کبھی بھی اپنی بیٹی فاطمہؑ کے گھر میں داخل نہ ہوتے کئی دفعہ ایسا ہوا کہ رسول خداؐ دروازہ

Presented by Ziaraat.Com

زہراؑ پر تشریف فرما ہوئے اور سلام کیا کہ السلام علیکم یا اھلبیت النبوۃ ۔ اے اہلبیت نبوۃ تم پر میرا سلام ہو ـــــ اگر جواب سلام نہ آتا تو آپ واپس چلے جاتے۔

زمخشری مفسر سنّی سے ایک روایت

محققین و مفسرین عامہ سے تعلق رکھنے والے زمخشری صاحب کتاب ربیع الابرار میں خود روایت کو اس طرح نقل کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ ؐ ھؤلاء الذین امر اللہ تعالیٰ بمودتھم فاطمہ وعلی والحسن والحسین فاطمۃ مھجۃ قلبی علی قرۃ عینی والحسن والحسین ثمرۃ فؤادی .....

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا یہ لوگ یعنی فاطمہ علی حسن و حسین علیہم السلام وہ لوگ ہیں کہ جن کی مودّۃ کو خداوند عالم نے واجب فرمایا ہے اِن میں فاطمہؑ میرے دل کی جان ہے اور علیؑ میری آنکھوں کا نور ہے اور حسنؑ و حسینؑ میرے دِل کا میوہ ہیں اور میرے وصی جو نسل حسینؑ سے ہوں گے وہ وحی الٰہی کے امین ہیں یہ سب کے سب حبل اللہ ہیں اللہ تعالیٰ کی وہ رسیاں ہیں جن کے لیے حکم ہوتا ہے کہ۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ۳/۱۰۳ آل عمران ۔

اور تم سب لوگ اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہو اور متفرق نہ ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

سو جگہ عقیدت و محبّت زہراؑ کا نتیجہ

اسی طرح سید علی ہمدانی شافعی اپنی کتاب مودّۃ القربیٰ میں اِس روایت کا ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔

عن زادان عن سلمان قال قال رسول اللہ یا سلمان من احبّ فاطمۃ بنتی فھو فی الجنّۃ معی ومن ابغضھا فھو فی النّار یا سلمان حبّ فاطمۃ ینفع فی مائۃٍ من المواطن الیسُر ذالك المواطن الموت والقبر والمیزان والصراط والمحاسبۃ فمن رضیت عنہ بنتی فاطمۃ رضیت عنہ ومن رضیت عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومن غضبت بنتی فاطمۃ علیہ غضبت علیہ ومن غضبت علیہ غضب اللہ علیہ یا سلمان ویل لمن یظلمھا ویظلم بعلھا علیاً وویل لمن یظلم ذرّیتھا وشیعتھما۔

اور زادان نے سلمان سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے مجھے فرمایا اے سلمان جو شخص بھی میری بیٹی فاطمہؑ سے عقیدت و محبّت رکھے گا وہ جنّت میں ہمارے ساتھ ہوگا اور جو شخص اُن سے عداوت رکھے گا وہ جہنم کی غذا بنے گا۔

اے سلمان فاطمہؑ سے کی ہوئی عقیدت و محبّت ایک سو جگہ فائدہ پہنچاتی ہے ان جگہوں میں زیادہ تر آسان مقامات موت اور قبر، میزان اور صراط، اور حساب و کتاب قیامت ہیں پس وہ شخص کہ جس پر میری بیٹی فاطمہؑ خوش ہوں گی اُس پر میں بھی خوش ہوں گا اور جس کو میری خوشی نصیب ہوگی اللہ تعالیٰ بھی اُس

Presented by Ziaraat.Com

سے خوش ہوگا۔

اور جس شخص پر میری بیٹی سیدہ فاطمہ زہراؑ ناراض ہونگی اُس پر میں بھی ناراض ہوں گا اور جس پر میں ناراض ہوں گا اُس پر اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ناراض اور غضبناک ہوگی اے سلمان! ویل ہے افسوس ہے اُس شخص پر جو میری بیٹی پر ظلم کرے گا اور اُس کے شوہر علیؑ پر ظلم کرے گا اور وائے ہو اُس پر جو اِن دونوں کی ذریّت اولاد اور ان کے شیعوں پر ظلم کرے گا۔

(بحار الانوار ص ۵۳۹ ج ۷)

آج رات اور کل رات کے بیانات سے عظمت و شان فاطمہؑ اور اُن کے باپ کا اُن سے سلوک یہ سب باتیں واضح ہو گئی ہیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوتھی مجلس

بتاریخ ــــ شب شنبہ ۱۶ر جمادی الاولیٰ

۷۵ ــــ ۹ ــــ ۱۰ ــــ ۳۴

فضائل آدمؑ کا زہراؑ کے ساتھ تقابل

بعض محدثین نے صدیقہ کبریٰ سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے فضائل کے تذکرہ اور اُن کی شان و عظمت کے بیان میں لکھا ہے اور اس طرح بیان کیا ہے کہ جتنی بھی فضیلتیں تمام انبیاء کرام علیہم السّلام کے پاس تھیں وہ سب کی سب جناب فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا کے پاس تھیں یعنی تمام نبیوں کی عظمتوں کا مرکز بنت رسول تھیں اسی لیے کہا گیا کہ۔

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔

جتنی بھی خوبیاں تمام کے پاس تھیں تو اکیلی اُن تمام خوبیوں کی مالکہ ہے،

مختصر یہ کہ حضرت آدم ابوالبشر خاک سے پیدا ہوئے ہیں لیکن فاطمہ زہراؑ میوہ بہشت سے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

حضرت آدمؑ بشر کے باپ ہیں اور بی بی فاطمہؑ معصومین علیہم السّلام کی ماں ہیں انوار طیبہ کی ماں ہیں اور پاک خاندان آل محمدؐ ہیں جو ابجاد عالم کا سبب ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اخراج از بہشت و وعدۂ بہشت

حضرت آدم علیہ السّلام کو خالق کائنات نے حکم دیا کہ تم دونوں میاں بیوی جنّت میں رہو اور جو چاہو کھاؤ پیو مگر۔

وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (۲/۳۵ البقرہ)

تم دونوں اِس درخت کے قریب نہ جاؤ ورنہ تم بے محل کام کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

جب حضرت آدمؑ سے یہ ترک اولیٰ ہوا تو خالق کائنات نے اُن کو جنّت سے نکال دیا لیکن جناب زہراؑ وہ ہستی ہیں جنہوں نے تین راتیں متواتر اپنا کھانا یتیم و مسکین اور اسیر کو دے کر وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۷۶/۸ کے تحت خداوند عالم سے جزاء کے طور پر۔ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۷۶/۱۲ الدھر۔ جنّت کو اپنے نام کرالیا۔

جناب آدمؑ ابوالبشر کا گریہ اور سیّدہ زہراؑ!

جناب آدم علیہ السّلام نے بہشت سے نکلنے کے بعد دو سو سال بہشت کی جدائی میں گریہ فرمایا ــــ اور سیّدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے بہشت حقیقی جناب مصطفیٰؐ اپنے باپ کی جدائی میں دنیاوی زندگی کے آخری ایّام تک گریہ فرمایا جیسا کہ مشہور روایات میں ہے کہ آپ بابا کے بعد صرف پچھتر ۷۵ دن زندہ رہیں

Presented by Ziaraat.Com

اور روتی رہیں۔ اب زندگی کے اعتبار سے اگر حساب کیا جائے تو جناب فاطمہؑ کا گریۂ اِس لحاظ سے زیادہ بنتا ہے کہ جناب آدمؑ اگرچہ دو سو سال روئے مگر اُس کے بعد دنیا میں زندہ رہے لیکن جناب بتول نے ۷۵ دن ہی ہی اسقدر گریہ فرمایا کہ دنیا سے گزر گئیں۔

اِسی مناسبت سے اگر دیکھا جائے تو حضرت آدمؑ کا گریۂ بہشت کی جدائی میں تھا اور جناب زہراؑ کا گریۂ اپنے باپ کی جدائی میں تھا لہٰذا جناب زہراؑ کا گریۂ ہر لحاظ و مراتب کے اعتبار سے حضرت آدمؑ کے گریۂ سے بالاتر ہے۔

توبہ آدمؑ اور مقام اصطفاء

حضرت آدمؑ ابوالبشر قرآن مجید کی اِس نص اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ ..... ۳/۳۳ آل عمران۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو مصطفیٰ کیا ..... کے تحت خدا کے برگزیدہ اور مصطفیٰ (چنے ہوئے) ہیں۔

جس کے بعد اُن سے ترک اولیٰ ہوا اور انہوں نے اسقدر گریہ و نالہ کیا کہ نہ صرف اُن کی مغفرت ہو گئی بلکہ اُن کے مدارج کو بھی بلندی نصیب ہوئی۔

لہٰذا رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ بروز قیامت شیطان اہل ایمان کو راہ حق سے ہٹانے کی وجہ سے پشیمان ہوگا جب وہ یہ دیکھے گا مومن ایک لحظہ گناہ کرنے کی وجہ سے ایک عرصہ تک اُس گناہ کی وجہ سے شرمندہ ہوتا ہے اور خالق کائنات نے اِس شرمندگی کی وجہ سے نہ صرف اُس کے گناہ معاف کر دیئے ہیں بلکہ اسے اپنا مقرّب بھی بنا لیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مقامِ عصمت کے ساتھ خدا سے خوف

لیکن جناب زہراؑ جو عصمت کبریٰ کا مرکز ہیں کسی وقت بھی کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں کیا یہاں تک کہ ترک اولیٰ بھی نہیں کیا بلکہ فقط خوف خدا اور اُس کی عظمتوں کے ادراک کے لیے اسقدر گریہ اور نالہ فرمایا اور اس حساب سے محراب عبادت میں کپکپی بدن کے ساتھ اُس کی حمد و ثنا کی کہ خداوند عالم نے نہ صرف اُس کی تعریف کی بلکہ فرشتوں میں اپنی کنیز زہراؑ کی عبادت و اخلاص پر فخر و مباہات فرمایا جس کی شرح ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

علم اسماء اور مصحفِ فاطمہؑ

حضرت آدمؑ کے فضائل میں سے ایک شرف یہ بھی ہے کہ وہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ ۲/۳۲ البقرہ اور اُس خدا نے آدمؑ کو سب اسماء کا علم دے دیا ۔۔۔۔۔ کے تحت عالمِ اسماء تھے لہٰذا اگر حضرت آدمؑ عالمِ اسماء ہیں تو جناب بتولؑ اُمّ الاسماء ہیں بلکہ حقیقت مسمّیٰ ہیں کیونکہ خداوند عالم نے تمام علوم جناب زہراؑ کو عطا فرمائے ہیں علم ماکان اور مایکون اور ماھو کائن سے بھی جناب سیدہ طاہرہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو نوازا ہے اور روایات میں اسی طرح آیا ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ تمام علوم تمام مصحفوں کا مرکز تھیں یعنی تمام کے تمام علوم آپ کے وجود اقدس میں موجود تھے جن کا فعلاً بھی آپ نے کئی مرتبہ اظہار فرمایا اور وہی علم یعنی تمام علوم اب بارہویں سرکار

Presented by Ziaraat.Com

عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ کے پاس موجود ہیں۔

گریۂ نوح اور کشتی نجات

دوسرے اولوالعزم پیغمبر جناب نوحؑ نبی ہیں جن کی وجوہات مطابقت زیادہ ہیں لیکن یہاں ہم چند ایک کو بطور نمونہ اشارۃً پیش کرتے ہیں۔

حضرت نوحؑ کشتی نجات کو کنارے لگانے کے بعد لوگوں کے ہلاک اور غرق ہو جانے کی وجہ سے غمگین ہوئے اور گریہ فرمایا۔

جناب زہراؑ نے بابا کے بعد مسلمانوں کی گمراہی اور ہلاکت حقیقی کی وجہ سے غمگین ہو کر اس قدر گریہ فرمایا کہ آپ کا گریہ تمام جہان کے گریہ کرنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔

نوحؑ کی دعا قبول اور جناب زہراؑ کی دعا بھی قبول

دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح ہر وہ شخص جو کشتی نوحؑ میں سوار ہوا نجات پا گیا اسی طرح جناب زہراؑ بھی فرمان رسول مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجیٰ ومن تخلف عنھا غرق (ھلک) کے مطابق کشتی نجات ہیں پس جس شخص نے ان سے عقیدت کی وہ نجات پا جائے گا اور جو کنارہ کشی کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

سلام خدا اور نیک فرزند

جس طرح خداوند عالم نے قرآن مجید میں سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ۳۷/۷۹ الصّٰفّٰت۔ کہہ کر تمام جہانوں میں جناب نوحؑ پر سلام بھیجا ہے اسی طرح قرآن مجید ہی میں خالق کائنات نے سَلٰمٌ عَلٰی اِلْ یَاسِیْنَ ۳۷/۷۹ کے ذریعے جناب زہراؑ پر سلام بھیجا ہے۔

اور بھی کافی امتیازات ہیں جو جناب سیدہ کو نوحؑ پر حاصل ہیں مثال کے طور پر جناب نوحؑ کے تین بیٹے مومن تھے تو ایک بیٹا کافر بھی تھا جس نے آخری سانس تک بھی اپنے باپ کو نبی تسلیم نہ کیا اور نہ اُن کی نبوّت پر ایمان لایا اور غرق ہونے والوں میں شامل ہوگیا جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ۱۱/۴۳ ھود۔

اور اُن دونوں باپ بیٹا یعنی نوحؑ اور پسر نوحؑ کے درمیان ایک لہر حائل ہوگئی پس وہ (بیٹا) غرق ہونے والوں میں سے ہوگیا۔

لیکن جناب زہراؑ کو خداوند عالم نے حسنؑ و حسینؑ جیسے دو ایسے بیٹے عطا فرمائے جن کی شان میں اپنے محبوب نبیؐ کی زبان اطہر سے اعلان فرمایا کہ الحسنؑ و الحسینؑ سید اشباب اهل الجنة۔ حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ جنّت کے سردار ہیں اور الحسنؑ والحسینؑ امامان قاما او قعدا۔ حسنؑ و حسینؑ ہر حال میں امام ہیں چاہے وہ کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

ابراہیم نبیؑ اور مقام خلّت

تیسرے اولوالعزم پیغمبر جناب ابراہیم خلیل اللہ ہیں ـــــ علامہ مجلسی نے حیوۃ القلوب میں لکھا ہے کہ جناب ابراہیمؑ کس طرح اللہ کے خلیل بنے ـــــ فرماتے ہیں ایک فرشتہ خداوند عالم کی طرف سے جناب ابراہیمؑ کے پاس نازل ہوا اور اُس نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ میرے خاص بندوں میں سے ایک کو میرے خلیل ہونے کی خوشخبری سنا کے آ ـــ جناب ابراہیم نے فرمایا وہ شخص کون ہے؟ تو فرشتے نے کہا آپ کو اُس سے کیا کام ہے؟ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ ایسے عبد خدا کے قدموں کی خاک بطور تبرک اٹھالوں۔

ضمناً توجہ کیجئے کہ جناب ابراہیمؑ کو کسی قسم کا احتمال نہیں تھا کہ اس سے مراد خود اُن کی ذات ہے کیونکہ وہ اپنے آپ میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھ رہے تھے جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو اِس منزل کا مستحق پاتے ـــ اور یہی وہ علامت ہے جو حصول بزرگی کا ذریعہ ہے ؎

ع بزرگی از آں یافت کو پست شد
در نیستی کوفت تا ہست شد

ع مٹادے اپنی ہستی کو گر کچھ مرتبہ چاہتا ہے
کیونکہ دانہ خاک میں مِل کر گل و گلزار ہوتا ہے

فرشتے نے کہا جناب اس سے مراد آپ ہی کی ذات ہے اور میں خداوند عالم کی طرف سے آپ کو یہ بشارت دینے آیا ہوں کہ آپ خلیل اللہ ہیں ـــ جناب ابراہیمؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

عرض کی خدایا یہ کیا ہوگیا ہے کہ مجھے آپ نے اتنے بلند مقام سے سرفراز فرمایا ہے؟ جواب میں خالق کائنات نے فرمایا کہ تیرے دو کام مجھے اتنے پسند آئے ہیں کہ میں نے تجھے اِس مقام سے نوازا ہے ایک تو یہ کہ تو نے کبھی کسی سائل کو خالی نہیں لوٹایا دوسرا یہ کہ تو نے اپنے خدا کے علاوہ کسی سے بھی اپنی حاجت طلب نہیں کی۔

امیدیں پوری ہونے کا مرکز خانہ زہراؑ

اسی طرح جناب فاطمہؑ زہرا بھی محبوبہ خدا ہیں کیونکہ اُن کے در سے بھی کبھی کوئی سوالی خالی ہاتھ نہیں گیا جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جب بھی کوئی سائل دیگر تمام دروازوں سے خالی ہاتھ مایوس ہوکر لوٹتا تھا تو اُس کو اپنی امید پوری ہونے کی آخری منزل جناب فاطمہؑ کا گھر نظر آتا تھا اور وہ اسی طرف متوجہ ہوکر اپنی خالی جھولی بھر کے جاتا تھا۔

عمادالدین طبری نے کتاب "بشارت المصطفیٰ" میں بسند معتبر جابر بن عبداللہ انصاری سے ایک روایت کو نقل کیا ہے کہ ہم نے رسول خدا کے ساتھ نماز عصر ادا کی تو آپ قبلہ رُخ ہوکر بیٹھ گئے اور صحابہ کرام اِس شمع ہدایت کے اردگرد پروانوں کی طرح بیٹھ گئے اسی حالت میں ایک بوڑھا عرب جو غربت اور بھوک کی وجہ سے نڈھال ہوچکا تھا لباس اُس کا پھٹا ہوا تھا اور بڑی مشکل سے اُس نے اپنے گھر سے مدینہ تک کا سفر طے کیا تھا جب حضورؐ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے اُس کی طرف توجہ فرمائی ــــ دیکھا تو وہ عرب بھوک و پیاس۔ اور غربت و بوڑھاپے کی وجہ سے اسقدر لاغر ہوچکا تھا کہ اُس سے اپنا بدن بھی نہیں سنبھالا جارہا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

رسول خداؐ نے جب اُس سے حال احوال دریافت فرمایا تو اُس نے عرض کی یارسول اللہ میں بوڑھا آدمی ہوں پریشان حال ہوں بھوکا ہوں مجھے کھانا دیجئے بے لباس ہوں مجھے پوشاک عطا فرمائیے اور محتاج ہوں میری غربت کو دور کیجئے۔

نیکی کی راہنمائی نیکی کرنے کے مترادف ہے

حضورؐ نے فرمایا فی الحال میرے ہاتھ میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ تمہاری ان تمام ضرورتوں کو پورا کروں لیکن نیکی کا راہ دکھانا نیکی کرنے کے مترادف ہے لہٰذا ایسے گھر کے دروازہ پر جاکر سوال کرو جس کے مکین اللہ و رسول سے محبّت کرتے ہوں اور اللہ و رسول اُن سے محبت کرتے ہوں۔

پھر حضرت بلال سے فرمایا اس بزرگ کو دروازہ بتولؑ پر لے جاؤ جب بلال اُس سائل کو لے کر درِ زہراؑ پر پہنچا تو اُس نے بلند آواز میں صدا دی کہ سلام ہو تم پر اے خاندان پیغمبرؐ جناب سیّدہؑ نے جواب میں فرمایا تجھ پر بھی سلام ہو تو کون ہے؟

سائل ـــــ میں ایک عرب مرد ہوں تیرے باب سیّدالبشرؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا بھوکا ہوں مسافر ہوں غریب ہوں بے لباس ہوں اپنی حاجتوں کو پورا کرنے کی درخواست کی تھی انہوں نے آپ کے دروازہ پر بھیجا ہے اب آپ میرے حال پر رحم فرمائیں خداوند عالم آپ پر رحم فرمائے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

بکری کی کھال کا بچھونا

یہ ایک ایسا وقت تھا کہ حضرت علی مرتضیٰ سیدہ زہرا اور حسن و حسین علیہم السلام تین دن سے بھوکے تھے کھانا نہیں کھایا تھا اور رسول خدا بھی اس حالت سے بخوبی واقف تھے لیکن یہ گھرانہ ہے ہی مظہر العجائب۔

بہر حال جناب فاطمہ نے جب کوئی اور چیز نہ دیکھی تو بکری کے چمڑے کا وہ بچھونا جس پر حسنؑ و حسینؑ آرام فرمایا کرتے تھے اٹھا کر فرمایا اے سائل! فی الحال اور کوئی چیز ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے یہ لے جا انشاء اللہ خدا تمہاری مشکلات کو ختم کر کے آسائش کے دروازے کھول دے گا۔

سائل ـــــ عرض کرنے لگا اے دختر محمدؐ میں نے تو بھوک کی شکایت کی ہے جس نے میرے جسم میں آگ لگا رکھی ہے وہ آگ اس چمڑے سے کیسے بجھے گی ـــــ قول مترجم۔ کم عقل تھا ورنہ یہی بچھونا اُس کے لیے تخت سلیمان ثابت ہوتا آخر حسنینؑ کا بچھونا تھا

بہر حال جب اُس سائل نے اس سے انکار کیا تو رسولؐ کی بتولؑ بیٹی نے وہ گلوبند جو جناب حمزہ بن عبد المطلب کی بیٹی نے بطور ہدیہ دیا تھا اتار کر سائل کے حوالے کر دیا اور فرمایا اسے لے جاؤ فروخت کر دو خداوند عالم اس تمہاری حالت کو بہت بہتر بنا دے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

گلوبند کی برکت سے سائل کا مقدر جاگ اُٹھا

سائل وہ گلوبند لے کر مسجد میں رسول خدا کے پاس حاضر ہوا آپ صحابہ کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے اُس نے عرض کی یارسول اللہ یہ گلوبند آپ کی دختر نیک اختر نے دے کر مجھ پر احسان فرمایا ہے اور فرمایا ہے اور اِس کو فروخت کر دو اللہ تعالیٰ تمہاری غربت کو امارت میں تبدیل کر دے گا۔

رسول خداؐ نے روتے ہوئے فرمایا خداوند عالم کیونکر تیری غربت کو دور نہیں فرمائے گا جب کہ یہ گلوبند تجھے اُس کنیز خدا نے عطا فرمایا ہے جو دونوں جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے۔

عمار یاسر نے کھڑے ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ حکم دیں تو یہ گلوبند میں خرید لیتا ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا اِس گلوبند کو جو شخص بھی خریدے گا خداوند عالم اُس کو عذاب سے محفوظ فرمائے گا۔

جناب عمار یاسر نے سائل سے پوچھا تو اِس گلوبند کو کتنے میں فروخت کرے گا؟ اُس نے کہا گوشت اور روٹی سے میرے پیٹ کو بھر دیجئے اور ایک یمنی چادر لا دو تاکہ میں اپنے آپ کو اس میں ڈھانپ لوں اور ایک دینار دے دو تاکہ میرے سفر کا خرچ پورا ہو جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

خوراک پوشاک سواری سے نوازا گیا

عمار یاسرؓ نے کہا میں تجھ کو اس گلو بند کے بدلہ میں دو سو درہم ہجریہ اور بیس دینار سرخ سونے کے دیتا ہوا اور قیمتی چادر سے تجھے ڈھانپتا ہوں اور ایک ایسا اونٹ سواری کے لیے دیتا ہوں جو تجھے تیرے اہل و عیال تک بخیر خوبی پہنچائے گا اور گندم کی روٹی اور گوشت کے ساتھ تیرے شکم کو سیر کرتا ہوں سائل نے کہا اے عمار تیری یہ سخاوت تو بہت بڑی ہے۔

جناب عمارؓ کے پاس خیبر کے مال غنیمت سے رسول کی طرف سے دیئے گئے حصہ کا مال موجود تھا جس سے اُس نے اعرابی سائل سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا۔

اعرابی ایک بار پھر رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا اے اعرابی کیا تجھے روٹی اور کپڑا مل گیا؟ تو اُس نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ اب میں بھی غنی ہو گیا ہوں۔

فرمایا اب میری بیٹی بتولؑ کے لیے جزائے خیر کی دعا کر جس طرح کہ اُس نے تمہارے لیے احسان کیا ہے اعرابی نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کر کے عرض کی پالنے والے تیرے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے تو ہی معبود برحق ہے اور ایسا قدیم پروردگار ہے جس کے لیے حدث کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تو ہی ہمارا رازق ہے جہاں بھی ہم ہوں ۔۔۔ جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو وہ کچھ عنایت فرما جسے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا ہو اور نہ ہی کسی کان نے اُس چیز کے بارے میں کچھ سنا

Presented by Ziaraat.Com

ہو رسول خداؐ نے کہا آمین۔ اور پھر فرمایا۔

جناب زہراؑ کے لیے خدا کی عنایات

اعرابی نے جو کچھ کہا وہ سب کچھ دنیا میں جناب فاطمہ زہراؑ کو خداوند عالم نے عطا کیا ہوا ہے یعنی میں محمدؐ فاطمہؑ کا باپ ہوں اور کائنات میں اور کائنات میں کوئی مجھ جیسا نہیں ہے اور علیؑ اُن کا شوہر ہے اگر علیؑ نہ ہوتے تو پوری کائنات میں جناب فاطمہؑ کے لیے کوئی کفو نہ ہوتا۔ اور حسنؑ و حسینؑ جیسے جناب فاطمہؑ کے بیٹے ہیں جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں پھر فرمایا اگر تم چاہو تو میں اپنی بیٹی فاطمہؑ کے کچھ اور فضائل تم کو سناؤں اور بتاؤں۔ سب نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔

فرمایا میرے حبیب جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ جب جناب فاطمہؑ کو قبر میں اتارا گیا تو دو فرشتوں نے آکر اُن سے پوچھا مَنْ رَبُّكِ۔ تمہارا رب کون ہے تو فرمایا اَللّٰهُ رَبِّیْ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر سوال کیا مَنْ نَبِیُّكِ تیرا نبی کون ہے؟ فرمایا اَبِیْ مُحَمَّدٌ نَبِیِّیْ میرا نبی میرا باپ محمدؐ ہے فرشتوں نے تیسرا سوال کیا مَنْ وَلِیُّكِ تمہارا ولی کون ہے فرمایا یہ مرد جو میری قبر کے کنارے پر کھڑا ہے یعنی علی ابن ابی طالبؑ۔

پھر رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تم کو جناب فاطمہؑ کے فضائل اس سے زیادہ بتاؤں؟ سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔

آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے فرشتوں کی ایک جماعت کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ وہ جناب فاطمہؑ کے دائیں بائیں اور سامنے اور قدموں کے پیچھے رہ کر چاروں طرف سے اُن کی حفاظت کریں جو اُن کے ساتھ ہیں دنیاوی حیات میں حفاظت کی ڈیوٹی تھی اور بعد انتقال اُن کا کام ہے جناب بتولؑ پر اور

Presented by Ziaraat.Com

اُن کے باپ محمدؐ پر اور اُن کے شوہر علیؑ پر اور اُن کے بیٹے حسنؑ و حسینؑ پر بہت زیادہ صلوٰۃ پڑھنا۔

برکتوں سے پر گلوبند

عمار یاسرؓ نے اعرابی سائل سے خریدے ہوئے گلوبند کو خوشبو لگائی اور یمنی چادر میں لپیٹا اور سہم نامی غلام خوخیبر کے مال غنیمت سے خیبر کا تھا طلب کیا اور گلوبند اُس کے حوالے کر کے فرمایا یہ رسول خداؐ کی خدمت میں پیش کرو اور خود بھی انہی کی غلامی کرو وہ جب حضورؐ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا یہ گلوبند میری بتولؑ کو جا کر دیدو اور خود بھی اُس دروازہ کی غلامی کرو۔

سہم دروازہ بتول پر آیا گلوبند کو واپس کیا اور اپنی غلامی کا اقرار کیا تو جناب فاطمہؑ نے گلوبند لے کر غلام سے فرمایا کہ تم آج سے آزاد ہو ـــــ سہم غلام اپنی آزادی کا فرمان سن کر ہنسنے لگا تو جناب سیدہؑ نے فرمایا تمہارے ہنسنے کی وجہ کیا ہے؟ اُس نے عرض کی بی بی اِس گلوبند کی برکت نے مجھے ہنسا دیا ہے جس کی وجہ سے بھوکے کو کھانا مل گیا، برہنہ کو لباس مل گیا، فقیر غنی ہو گیا، پیدل کو سواری مل گئی، غلام کو آزادی مل گئی اور یہ گلوبند جس کا مال تھا پھر اُسی کے پاس پہنچ بھی گیا۔

(ریاحین الشریعہ ص ۱۸۱ تا ۱۸۳ باتغیر مختصر در عبارت)

عرض یہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے جو فرمایا تھا کہ میں تجھے ایسی جگہ کی راہنمائی کرتا ہوں جہاں اصلاح ہی اصلاح ہے۔ یعنی وہ دروازہ جہاں سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں

Presented by Ziaraat.Com

گیا۔۔۔ وہ فرمان مبنی برحقیقت تھا۔

زہراؑ نے بھی کبھی کسی اور سے کچھ نہیں مانگا

جناب ابراہیم میں دوسری صفت جو خلیل اللہ ہونے کا سبب تھی وہ یہ تھی کہ وہ غیر خدا سے کوئی چیز طلب نہیں کیا کرتے تھے۔

جناب زہراؑ نے بھی اسی طرح کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگا یہاں تک کہ ۹ سال خانہ علیؑ میں رہ کر بھی کسی خواہش کا اظہار نہیں فرمایا حتیٰ کہ بستر بیماری پر حضرت علیؑ نے جب کہا کہ جو دل چاہتا ہے بتاؤ میں وہی چیز تمہارے لیے لے کر آتا ہوں بیماری کے عالم میں بھی کہا یا علیؑ مناسب نہیں ہے کہ بیوی کوئی چیز مانگے اور شوہر نہ دے سکے تو اُسے شرمندگی اٹھانی پڑے۔۔۔ بہر حال یہاں ہم ایک عجیب واقعہ پیش کرتے ہیں جو ان کا فضل و کمال ظاہر کرتا ہے۔

طبق انار کا واقعہ

کتاب خصائص الفاطمہ اور مجالس المتقین میں شہید ثالث آخوند ملا محمد تقی قدس سرہ نے اڑتیسویں مجلس میں روایت لکھی ہے کہ ایک دن حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہؑ کے پاس تشریف لائے تو آپ بیماری کی وجہ سے بستر پر لیٹی ہوئی تھیں آپ نے اس معصومہ کے سر کو اٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور فرمایا اس وقت تمہارا دل جس چیز کو چاہتا ہے اُسے بیان کرو۔۔۔ جواب میں حیاء و عفت کی مرکز بی بی نے

Presented by Ziaraat.Com

عرض کی اے چچا عمران کے مرضیٔ یزدان بیٹے میں آپ سے کچھ بھی نہیں چاہتی۔

جب حضرت علیؑ نے اصرار کیا تو عرض کی میرے باپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اپنے شوہر علیؑ سے کسی ایسی چیز کی خواہش مت کرنا جو وہ نہ دے سکیں تو انہیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے حضرت علیؑ نے کہا میں خود کہہ رہا ہوں اے فاطمہؑ تجھے میرے حق کی قسم جو کچھ تمہارا دل چاہتا ہے وہ بیان کرو۔

جناب فاطمہؑ نے عرض کی اب جب کہ مجھے آپ نے قسم دیدی تو پھر اگر کہیں سے ایک انار لے آؤ تو بہت اچھی بات ہوگی اس بیماری کی حالت میں انار میرے لیے خوب ہے۔

حضرت علیؑ اٹھے اور انار حاصل کرنے کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے اصحاب سے تلاش انار کے بارے پوچھا تو انہوں نے عرض کی انار کا موسم تو گزر چکا ہے ہاں البتہ کچھ دن پہلے شمعون یہودی کے لیے طائف سے چند دانے انار کے لائے گئے ہیں۔

حضرت علیؑ بذات خود اُس کے دروازہ پر تشریف لائے اور دستک دی تو شمعون نے باہر آکر دیکھا تو امیرالمومنینؑ کھڑے تھے اُس نے عرض کی یا علیؑ آپ اِس جگہ کیسے تشریف لائے فرمایا میں نے سنا ہے کہ طائف سے انار کے چند دانے تیرے لیے لائے گئے ہیں اُن میں سے ایک دانہ میں اپنے مریض کے لیے خریدنا چاہتا ہوں اُس نے عرض کی وہ تو سب کے سب فروخت ہو گئے۔

لیکن حضرت علیؑ تو علم امامت کے ساتھ جانتے تھے کہ ایک دانہ باقی موجود ہے اسی لیے فرمایا گھر جاکر دیکھو اور پوچھو ہو سکتا ہے ایک دانہ ہو جس کا تم کو علم نہ ہو۔ وہ کہنے لگا یا علیؑ میں اپنے گھر سے اچھی طرح واقف ہوں انار کا دانہ ہمارے گھر میں

Presented by Ziaraat.Com

نہیں ہے۔

اِسی گفتگو کے دوران شمعون کی بیوی دروازہ کے پیچھے آکر کھڑی ہو گئی تھی جب اُس نے شوہر کا انکار اور حضرت علیؑ کے اصرار کا تکرار سنا تو کہنے لگی اے شمعون کبھی بھی جھوٹ نہ بولنے والا علیؑ سچ کہہ رہا ہے ہمارے گھر میں انار کا ایک دانہ موجود ہے جسے میں نے پتوں کے نیچے چھپا رکھا ہے اور تجھے علم نہیں ہے۔

شمعون کی بیوی نے وہ انار لاکر حضرت علیؑ کو دے دیا آپ نے چار درہم اُس کو دے دیئے تو شمعون کہنے لگا اِس کی قیمت تو آدھا درہم ہے حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا اِس عورت نے اِس انار کو ذخیرہ کرکے رکھا تھا اور زیادہ منافع کی امید رکھتی تھی لہٰذا یہ اوپر والے ساڑھے تین درہم اُس کے لیے ہیں ــــ یہ کہہ کر حضرت علیؑ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

اور انار فقیر محتاج کو دے دیا

راستہ میں ایک کمزور اور غریب سی صدا اور فریاد حضرت علیؑ کے کانوں تک پہنچی جس آواز کی سمت آپ چلے تو کھنڈرات میں ایک نابینا اور بیمار شخص نظر آیا جو خاک پر گرا ہوا رو رہا تھا آپ چونکہ رحیم اور رؤف امام تھے لہٰذا اُس کے سر کو اٹھا کر گود میں رکھا اور انتہائی مہربانی پیار اور شفقت کرتے ہوئے فرمایا اے شخص تو کون ہے کس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے اور کتنے دن سے بیمار ہے؟

اُس نے عرض کی اے نیک دِل جوان میں اہل مدائن سے ایک مقروض غریب اور مسافر ہوں مدینہ کی طرف سفر شروع کیا تھا تاکہ مولا علیؑ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی

Presented by Ziaraat.Com

حاجت پیش کروں شاید وہ میرا قرضہ ادا کرنے میں میری مدد فرمائیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا اب تیری خواہش کیا ہے؟ اُس نے عرض کی اگر ایک دانہ انار مل جائے تو میرے لیے بہت بہتر ہوگا حضرت علیؑ نے فرمایا میں نے ایک انار اپنے بیمار عزیز کے لیے حاصل کیا ہے مگر اب تجھے بھی محروم نہیں کروں گا اُس کا آدھا حصہ میں تمہیں دیتا ہوں پس حضرت علیؑ نے تھوڑا تھوڑا کر کے اُس مریض کے مُنہ میں گرایا یہاں تک کہ آدھا انار ختم ہو گیا وہ بیمار کہنے لگا اگر دوسرا حصہ انار بھی آپ مجھے کھلا دیں تو میری حالت بہت اچھی ہو جائے گی حضرت علیؑ نے اپنے آپ سے کہا کہ اے علیؑ یہ مریض غریب الوطن ہے اور بے سہارا ہے اور زخمی ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ باقی انار بھی اسے دیدو جناب فاطمہؑ کے لیے اللہ تعالیٰ کوئی نیا راستہ پیدا کرے گا لہٰذا دوسرا حصہ بھی حضرت علیؑ نے اُس کو دے دیا یہاں تک کہ وہ سارا انار ختم ہو گیا اور آپ خالی ہاتھ اُس خرابہ سے باہر آئے اور آہستہ آہستہ اپنے گھر کی طرف چلے اور ظاہراً پریشانی کا عالم تھا یہاں تک کہ گھر کا دروازہ آگیا اور آپ نے خیال محسوس کی کہ گھر میں جا کر فاطمہ زہراؑ کو کیا جواب دوں گا پھر دروازہ کے سوراخ سے گھر میں نظر کی کہ فاطمہؑ سوئی ہوئی ہیں یا جاگ رہی ہیں۔

حضرت علیؑ کا بھیجا ہوا بہشتی انار

جب اندر دیکھا تو جناب فاطمہؑ سہارا لے کر بیٹھی ہوئی ہیں اور سامنے برتن میں انار پڑے ہیں جن کو آپ تناول فرما رہی ہیں۔

حضرت علیؑ بہت ہی خوشی کے عالم میں اندر داخل ہوئے جب دیکھا تو

Presented by Ziaraat.Com

وہ انار دنیا کے انار نظر نہ آئے جناب بتولؑ سے جب اناروں کے بارے میں دریافت فرمایا تو جناب بتولؑ نے عرض کی اے چچا عمران کے کل ایمان بیٹے جب آپ تشریف لے گئے تو اتنی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ مجھے تندرستی کا پسینہ آیا اور اچانک ایک آواز میرے کانوں تک پہنچی فضہ دروازہ پر گئی تو کوئی کہہ رہا تھا یہ انار حضرت علیؑ نے جناب بتول کے لیے بھیجے ہیں انہیں اُن تک پہنچا دو۔

(ریاحین الشریعہ ج ۱ صـ ۱۴۲ تا ۱۴۳)

جناب ابراہیم اور بیٹے کی قربانی

بہر حال ہمارا مقصد تھا کہ جناب زہراؑ صفات میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ اس طرح شریک ہیں کہ آپ کا مرتبہ زیادہ ہے جیسا کہ خداوند عالم نے حضرت ابراہیمؑ سے بیٹے کی قربانی کا امتحان لیا جو بات صرف امتحان تک محدود رہی لیکن جناب زہراؑ نے اپنے دو بیٹے حسنؑ اور حسینؑ راہ خدا میں قربان کئے یعنی جناب ابراہیم کا بیٹا اسماعیل تو چھری سے بچ گیا اور ذبح نہ ہو سکا مگر زہراؑ کے دونوں لعل تیروں تلواروں اور خنجروں کا نشانہ بن کر قربان ہو گئے۔

مناجات موسیٰؑ و زہراؑ در محراب

چوتھے اولوالعزم پیغمبر جناب موسیٰ بن عمران ہیں جو کلیم اللہ کے لقب سے

Presented by Ziaraat.Com

ملقب ہیں اور کوہ طور پر جا کر خدا سے ہم کلام ہوتے تھے لیکن جناب زہراؑ کا محراب ہی خدا سے ہم کلام ہونے کا مقام تھا جہاں وہ اُس کی عبادت کرتیں وہاں ہی کلام کا سلسلہ جاری رہتا۔

جناب موسیٰ پر اگر تورات نازل ہوئی تو جناب زہراؑ کے پاس بھی مصحف تھا رسالتمآب کے انتقال کے بعد آپ چونکہ بہت غمگین اور اُداس رہتی تھیں لہٰذا خداوند عالم نے نہایت لطف وکرم کے ساتھ ایک فرشتہ کو بھیجا جو جناب زہرا سلام اللہ علیہا سے باتیں کرتا تھا وہ جو کچھ کہتا تھا حضرت علیؑ اُس کو لکھ لیتے تھے اور وہ ایک صحیفہ کی صورت میں ہو گیا۔

مصحف فاطمہؑ مسلمات سے ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مصحف فاطمہؑ میں تمام گزشتہ اور روز قیامت تک کے ہونے والے واقعات موجود ہیں۔

من وسلویٰ اور بہشتی کھانا

اگر جناب موسیٰ کے لیے من وسلویٰ نازل ہوا تو جناب زہراؑ کے لیے بھی کئی مرتبہ بہشت کا کھانا بھیجا گیا ایک دفعہ جب جنت کی تین حوریں جن کا تعلق جناب مقداد و ابوذر و سلمان سے ہے بہشت کی کھجوریں لے کر آئی تھیں ایک دفعہ جب آپ تین دن کے بھوکے تھے اور پیغمبر نے دعا فرمائی تھی، ایک دفعہ جناب زہراؑ کی دعا سے طعام بہشتی نازل ہوا جس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے —— حتیٰ کہ جناب رقیہ نے جو کھانا منگوایا تھا کتب میں اُس کا ذکر بھی موجود ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

گہوارہ میں عیسیٰؑ کا کلام کرنا

دیگر اولوالعزم پیغمبروں سے جناب عیسیٰ بن مریم ہیں جس وقت آپ شکم مادر سے باہر تشریف لائے تو یوں کلام کیا۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ قف اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَّ بَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا۔ مریم ۳۰ تا ۳۲ ۔ ۱۹

کہا یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھے برکت والا قرار دیا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وصیت کر رکھی ہے اور اُس نے مجھے ماں سے نیکی کرنے والا بنایا ہے اور اُس نے مجھے سختی کرنے والا اور بدبخت قرار نہیں دیا۔

اگر حضرت عیسیٰ نے ماں کی گود میں یا جھولے گہوارے میں کلام کیا ہے تو جناب سیدہ زہراؑ نے شکم مادر میں کلام کیا اور اللہ کی تسبیح اور حمد و ثناء کی اور اپنی ماں سے کلام کیا اور ولادت کے فوراً بعد کیا۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان ابی رسول اللہ وان بعلی علیا ولی اللہ .....

Presented by Ziaraat.Com

مریم عذرا اور خدیجہ کبریٰ

جناب عیسیٰؑ کی مادر گرامی جناب مریم سلام اللہ علیہا ہیں جن کو خداوند عالم نے اس طرح خطاب فرمایا فرشتوں کے ذریعے کہ۔

یَامَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ (۳/۴۲ آل عمران)

اے مریمؑ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں مصطفیٰؐ کیا ہے اور تم کو پاک قرار دیا ہے اور تم کو تیرے زمانہ کی کل جہانوں کی عورتوں پر برگزیدہ کیا ہے۔

یہ شان ہے مادر عیسیٰ کی لیکن جناب زہراؑ کی بھی ماں وہ ماں ہیں جو اوّلین اور آخرین میں بے مثال ہیں جن کا نام خدیجہ الکبریٰ ہے جو اُمّ المومنین ہیں جن کی عزّت و عظمت اور شان و شوکت سے آپ اچھی طرح واقف ہیں اسلام کی خاتون اوّل ہیں جنہوں نے نہ صرف مصطفیٰؐ کا کلمہ پڑھا بلکہ اپنی ساری دولت رسول کے قدموں میں رکھ کر کہا جس طرح چاہو اُس کی وحدانیت کا پرچار کرو اپنی نبوت کا اظہار کرو دین اسلام کی تبلیغ کرو یہ دولت جہاں چاہوں خرچ کرو یعنی جو کچھ جناب خدیجہ الکبریٰ کے پاس مال و دولت تھا سب کا سب راہ خدا میں قربان کر دیا۔

جناب زہراؑ اپنے باپ کی پیروی کرنے والی تھیں

آپ کی اپنے باپ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

Presented by Ziaraat.Com

مشابہت کی جو وجوہات ہیں بعض کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں۔

سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۹ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۝

اور نہ تو تو اپنا ہاتھ اپنی گردن کی طرف باندھے رکھ (یعنی کنجوس نہ بن) اور نہ اُسے پورا کھول کر پھیلائے رکھ (فضول خرچ نہ ہو) ورنہ تم ملامت زدہ ہو کر خالی ہاتھ بیٹھ رہو گے۔

اِس آیہ مجیدہ کی تفسیر اس طرح بیان کی گئی ہے کہ رسالت مآبؐ گھر میں تشریف فرما تھے کہ ایک برہنہ سائل آگیا آپ نے اپنا کرتہ اتار کر اُسے دے دیا اور خود ایک چادر لپیٹ لی نماز کے وقت مسجد کی طرف نہ گئے تو یہ آیت اتری۔

جناب زہراؑ نے شادی والا جوڑا دے دیا

علمائے عامہ سے تعلق رکھنے والے بزرگ عالم دین ابن جوزی نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے جناب زہراؑ کے جہیز کے لیے لمبا قمیص تیار کروایا جسے شب زفاف کو جناب زہراؑ نے پہنا راستے میں یا روایت ابن جوزی کے مطابق علیؑ کے گھر میں ایک برہنہ سائل نے لباس کا سوال کیا تو آپ نے وہ قمیص اُسے دے دیا اور خود ایک پرانا پھٹا ہوا لباس پہن لیا۔

دوسرے دن جب رسول اکرمؐ تشریف لائے تو پوچھا وہ نیا قمیص کہاں گیا جناب زہراؑ نے عرض کی سائل کو دے دیا۔ فرمایا یہ پرانا قمیص دیا ہوتا۔ جناب زہراؑ نے

Presented by Ziaraat.Com

عرض کی بابا جان جس وقت آپ کے پاس سائل آیا تھا اپنے بھی تو اپنا قمیص اسے دے دیا تھا اور خود حصیر کی پوشاک بنائی تھی میں نے تو آپ ہی کی مشابہت ظاہر کی ہے، جیسا کہ ارشاد رب العزت ہوتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۳۳/۲۱ الاحزاب

اے لوگو! یقیناً تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول میں ایک اچھا نمونہ ہے۔

دوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ میں نے اس آیہ مجیدہ پر عمل کیا ہے کہ۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ (۳/۹۲ آل عمران)

تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچو گے جب تک کہ تم اس چیز میں سے راہ خدا میں خرچ نہ کرو گے جس سے تم پیار کرتے ہو اور جو چیز بھی تم راہ خدا میں خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اُسے خوب جانتا ہے۔

ابن جوزی کی روایت کے مطابق اسی صبح کو جبرائیل نازل ہوئے اور پیغمبر اسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ خداوند عالم آپ کو سلام کہتا اور جناب زہراؑ کو بھی سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ جناب زہراؑ جو چیز بھی طلب کریں گی ہم اُن کو عطا کریں گے۔

اپنے شیعوں کے لیے جناب زہراؑ کی دُعا

جناب زہراؑ نے عرض کی میں کچھ نہیں چاہتی سوائے اُس کی بندگی اور اس کی ؑ کی بقاء اور سلامتی کے گھر کے — پیغمبر اسلام نے فرمایا میں اپنے ہاتھوں

Presented by Ziaraat.Com

کو بلند کرتا ہوں تم بھی اپنے ہاتھوں کو بلند کرو رسول خداؐ نے عرض کی۔ اللّٰھم اغفر لامتی۔ خدایا ہماری پیروی کرنے والوں کی مغفرت فرما — جناب زہراؑ نے کہا آمین — فوراً وحی نازل ہوئی کہ آپ کو بشارت ہو کہ خداوند عالم نے آپ کے اور جناب سیدہ فاطمہ زہراؑ کے عقیدت مندوں اور اُن کی ذرّیت کو بخش دیا ہے۔

سجلی در کفن فاطمہؑ

جناب زہراؑ نے اپنے باپ سے گزارش کی کہ آپ خداوند عالم سے میرے لیے کوئی عطیہ طلب کیجیے کہ اچانک کہ ایک ریشمی قطعہ نازل ہوا جس پر قلم قدرت سے یہ آیہ مجیدہ نقش تھی کہ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ (۶/۵۴ انعام) تمہارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت واجب کر لی ہے۔

رسول خداؐ نے فرمایا اسے اپنے کفن کے ساتھ رکھو — ابن جوزی کہتا ہے کہ جناب زہراؑ کی تمام وصیتوں میں سے حضرت علیؑ کے لیے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ اس قطعہ حریر کو میرے کفن کے ساتھ رکھنا تاکہ جب روز محشر جہنم کی آگ اپنا منہ کھولے تو میں خالق کی بارگاہ میں اس کو پیش کر کے اپنے عقیدت مندوں کو شعلہ نار سے نجات دلا سکوں۔ کتاب ریاحین الشریعہ صفحہ ۱۰۴ جلد اوّل میں اس داستان کو صاحب تہذیب المذاب سے اور ابن جوزی سے روایت کیا گیا ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پانچویں مجلس

بتاریخ ــــ شب یکشنبہ ۱۷ جمادی الاولیٰ

۷۵ ــــ ۱۰ ــــ ۱۰ ــــ ۳۴

عورت پر مرد کی برتری

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

قال رسول اللہ لقد کمل من الرجال کثیر وما کمل من النساء الا اربعۃ آسیہ بنت مزاحم ومریم بنت عمران وخدیجہ بنت خویلد وفاطمہ بنت محمد (ص)

فرمایا رسول اللہ نے کہ مردوں میں سے بہت سے مرد درجہ کمال تک پہنچے ہیں اور عورتوں میں سے کوئی درجہ کمال تک نہیں پہنچی سوائے ان چار عورتوں کے پہلی آسیہ بنت مزاحم دوسری مریم بنت عمران تیسری خدیجہ بنت خویلد اور چوتھی فاطمہ بنت محمدؐ۔

انسان کے لیے درجہ کمال تک پہنچنے کے لیے علم اور عمل بنیادی حیثیت رکھتے ہیں یعنی علم اس درجہ تک ہو کہ یقین کی منزل تک پہنچا ہوا ہو اور عمل اس مرتبہ پر ہو کہ اس سے عدل حقیقی کا اظہار ہوتا ہو رفتار میں بھی اور گفتار میں بھی، یعنی

Presented by Ziaraat.Com

عبودیت واقعی کی تصویر ہو۔

چونکہ مرد اور عورت کی جنس میں فرق ہے کیونکہ وہ طاقتیں جو اللہ تعالیٰ نے مرد کو عطا فرمائی ہیں وہ عورت کے لیے نہیں ہیں جو عقل و شعور مرد کے پاس ہے وہ عورت کے پاس نہیں ہے جیساکہ حضرت علیؑ نہج البلاغہ کے خطبہ میں فرماتے ہیں " ناقصات فی العقول ..... عورتیں عقل میں ناقص ہیں کامل نہیں ہیں۔

باطنی طاقتوں کے علاوہ ظاہری طاقتوں میں بھی عورت خلقت کے اعتبار سے مرد سے کم ہے مرد کا دماغ عورت سے زیادہ وزنی ہے یہی وجہ ہے کہ مرد کے لیے شرعی تکالیف عورت سے زیادہ سخت اور وزنی ہیں۔

عورتوں کی تکالیف محدود ہیں

ایک روایت میں رسالتمآبؐ فرماتے ہیں اگر مومنہ عورت اپنی واجب نماز پنجگانہ کو ترک نہ کرے اور ماہ رمضان المبارک کے روزے بھی رکھے اور طاقت کی صورت میں حج خانہ کعبہ بھی کرے اور مال کی زکوٰۃ بھی ادا کرے خمس اور صلہ رحمی کو بھی ترک نہ کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت بھی کرے تو ایسی عورت کی شفاعت میری بیٹی زہراؑ کریں گی۔

جسقدر اُس کی عبادت اطاعت و فرمانبرداری ہوگی اسی حساب سے اُس کی شفاعت ہوگی اور عورتوں پر مردوں کی فضیلت اور رسولؐ کا فرمان کہ مرد زیادہ کامل ہیں کی وجہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں اُن کی اس طرح تعریف کی ہے کہ۔

Presented by Ziaraat.Com

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ۔ (۲۴/۳۷ النور)

وہ ایسے مرد ہیں کہ انہیں خدا کی یاد سے اور نماز کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے نہ تو تجارت ہی غافل کرتی ہے اور نہ ہی کوئی خرید و فروخت وہ اُس دن سے ڈرتے ہیں جن دِن دِل اور آنکھیں الٹ جائیں گے۔

یہ تو مرد حضرات کی حقیقت ہے لیکن عورت کی جنس سے سوائے مذکورہ چار عورتوں کے اور کوئی عورت درجہ کمال تک نہیں پہنچی۔

چار کامل عورتیں بروایات عامہ

تفسیر درّ منثور میں اِس آیہ مجیدہ یٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ (۳/۴۲ آل عمران) کے تحت لکھا ہے کہ احمد اور ترمذی اور حاکم نے انس سے روایت کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا جہان کی شریف ترین عورتیں کل چار ہیں ایک مریم دختر عمران، دوسری خدیجہ دختر خویلد تیسری فاطمہ دختر محمدؐ اور چوتھی آسیہ فرعون کی بیوی۔

اور حاکم نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا خداوند عالم نے دونوں جہانوں میں اِن چار عورتوں کو فضیلت عطا فرمائی ہے، خدیجہؑ، مریمؑ، فاطمہؑ، آسیہؑ۔

Presented by Ziaraat.Com

اور حسن سے روایت ہے کہ رسالتمآبؐ نے فرمایا خداوند عالم نے دونوں جہانوں میں چار عورتوں کو پسند فرمایا ہے آسیہ، مریم، خدیجہ، فاطمہؑ،

اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا جنتی عورتوں کی سردار مریمؑ ہیں اُن کے بعد فاطمہؑ ہیں، اُن کے بعد خدیجہؑ ہیں اور اُن کے بعد آسیہؑ ہیں۔

اور یہ بھی روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا زنان عالم چار عورتیں ہیں۔ مریمؑ و آسیہؑ و خدیجہؑ و فاطمہؑ لیکن ان چاروں میں سے بلند و بالاتر مرتبہ کی مالک فقط سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

اور خصائل میں حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے نقل ہوا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا عالمین کی عورتوں کی سردار مریم، آسیہ، خدیجہ اور سیدہ فاطمہ زہراؑ ہیں۔

علاوہ ازیں اس سلسلہ میں شیعہ و سنی روایات بہت زیادہ ہیں لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے حالات کی طرف اشارہ کیا جائے۔

آسیہ دختر مزاحم جو فرعون کی بیوی ہیں

(۱) یہ پہلی خاتون ہیں جن کا ایمان درجہ کمال تک پہنچا اور یہ تاریخ اسلام میں وہ خاتون اوّل ہیں جس نے فرعون جیسے کافر کے گھر میں کئی سال تک اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا اور یہ پہلی عورت ہیں جنہوں نے موسیٰ بن عمرانؑ کی نبوت کو قبول کیا اور اُن کی نبوت پر ایمان لائیں۔

اور یہ وہی معظمہ بی بی ہیں جس نے تابوت موسیٰ بن عمران کو پانی کے تھپیڑوں

Presented by Ziaraat.Com

سے نکالا اور اُن کی جان بچانے کے لیے دودھ پلانے والی دائیوں کو طلب فرمایا اور اُن کے لیے طلائی مشک کا گہوارہ تیار کروایا اور رات دِن دِل و جان کے ساتھ اُن کی حفاظت و نگہداشت فرمائی۔

کئی مرتبہ فرعون نے چاہا کہ موسیٰ کو قتل کر دیا جائے مگر ہر بار فرعون کا ارادہ جناب آسیہؑ کی حفاظت کے سامنے دم توڑ جاتا اور اِس پیار و محبّت اور شفقت کے ساتھ جناب آسیہؑ نے موسیٰؑ کی حفاظت اور تربیّت فرمائی کہ لوگ سچ مُچ کا موسیٰؑ کو آسیہ کا بیٹا کہنے اور سمجھنے لگے۔

تیس سال تک جناب موسیٰؑ نبی ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور معجزات کا اظہار فرماتے رہے بچپن سے جوانی تک جناب آسیہؑ نے آپ کو بڑے ناز نعم کے ساتھ پرورش کیا اِس دوران کئی دفعہ جناب موسیٰؑ نے فرعون کو ذلت و رسوائی کے کھنڈرات میں منہ کے بل گرایا یہاں تک کہ فرعون کی داڑھی سے پکڑ کر اُسے خجل و شرمندہ کیا اِن حالات کو دیکھ کر فرعون جب قتل موسیٰؑ کا پروگرام بناتا جناب آسیہ کی خوبصورت حفاظت آڑے آجاتی۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ اچانک جناب آسیہؑ نے اپنے ایمان کو ظاہر کرتے ہوئے اعلان فرما دیا کہ میں نہ صرف ایک نبی کی تربیب اور حفاظت کر رہی ہوں بلکہ اُس کی نبوت پر مکمل ایمان و ایقان بھی رکھتی ہوں۔

جناب آسیہؑ کی استقامت بے مثال ہے

یہ جنتی عورتوں کی سردار بیبیوں میں سے ایک سردار خاتون تھیں اور دنیا کے مہان

Presented by Ziaraat.Com

میں عقل و ایمان کی مضبوطی کے سلسلہ میں بے مثال تھیں اور اُن خواتین میں آپ کا شمار ہوتا ہے جن کی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے۔

حضرت علامہ مجلسی نے آپ کو ایک معزز خاتون کی حیثیت سے یاد کیا ہے اور دوسری خواتین دنیا سے آپ کو زیادہ لائق احترام جانا ہے اور حضور اکرمؐ نے بھی جناب آسیہؑ کی اچھائیوں کے پیش نظر یعنی اچھے عقیدہ کی وجہ سے اور کمال ایمان میں استقامت کے لحاظ سے اور معرفت دین اور اُس میں ثابت قدمی کی مناسبت سے اور کفار و مشرکین سے اعراض کرنے کی وجہ سے اچھے لفظوں میں یاد فرمایا ہے۔

اور کتب ہائے تفسیر و تاریخ اور خبر و سیر کے پیش نظر ابتدائے آفرینش حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کافر گھرانے میں رہ کر کوئی عورت بھی اسقدر ایماندار اور مطمئن نہیں نظر آتی جس طرح کہ جناب آسیہؑ تھیں جو فرعون جیسے کافر کے گھر میں رہ کر خدا اور رسول کے ساتھ عقیدت میں ثابت قدم رہیں۔

رسول اکرمؐ سے منقول ہے کہ قیامت کے دن جناب آسیہؑ ستر ہزار حوروں کے ساتھ جن کے ہاتھوں میں جھنڈے ہوں گے اور وہ تسبیح پڑھتی ہوئیں جناب سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہراؑ کے استقبال کو آئیں گی۔

بہر حال جناب فاطمہ زہراؑ کو جس مجلس و محفل میں حاضر ہونے کا شرف ہو گا وہاں جناب آسیہؑ اور جناب مریمؑ بھی اُن کے ساتھ ہیں اور ہوں گی۔ جناب آسیہؑ کا ایمان کامل و محکم آل فرعون کے درمیان فرد واحد کی حیثیت سے تھا۔

شیخ صدوق نے خصال میں جابر بن عبداللہ انصاری سے رسالتمآبؐ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ تین آدمی ایک لحظہ پلک جھپکنے کے برابر کے وقت میں بھی

Presented by Ziaraat.Com

کافر نہیں ہوئے بلکہ اُن کا ایمان خدا اور رسول اور قیامت پر کامل و مضبوط رہا ہے ایک مومن آل فرعون دوسرے علی ابن ابی طالبؑ اور تیسری آسیہ زوجہ فرعون اور علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی پانچویں جلد میں موسیٰ بن عمران کے حالات میں لکھا ہے۔

جناب آسیہؑ فرعون کی بیوی بنی اسرائیل کے مردوں سے تھی جو پوشیدہ طور پر خدا کی پرستش ایمان اور خلوص کامل کے ساتھ کرتی تھی جس کا ایمان مخفی تھا یہانتک کہ جب فرعون نے حزقیل کی بیوی ماشطہ کو شہید کر دیا تو جناب آسیہؑ کی آنکھوں کے سامنے پردہ اٹھا ہوا تھا اُس نے دیکھا کہ فرشتے اُس کی روح کو بڑی عزت کے ساتھ آسمان کی طرف لے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے جناب آسیہؑ کے ایمان میں اور اضافہ ہوا۔

لیکن جب فرعون جناب آسیہؑ کے پاس آیا اور اُس نے حزقیل کی بیوی ماشطہ کے قتل کی خبر دی تو جناب آسیہؑ سے یہ ظلم برداشت نہ ہو سکا آپ نے اُس کے قتل پر ایک فریاد بلند کی اور فرعون سے کہا افسوس ہے تجھ پر اے فرعون تو نے خداوند عالم پر اسقدر اپنی طاقت کا مظاہر کیا ہے۔ فرعون نے کہا کیا تجھے بھی وہی جنون والی بیماری لگ گئی ہے جو ماشطہ کو تھی جناب آسیہؑ نے فرمایا مجھے جنون نہیں ہوا بلکہ میں ایمان رکھتی ہوں اُس خالق اکبر پر جو میرا اور تیرا اور تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

فرعون نے جناب آسیہؑ کی ماں کو بلا کر کہا تیری بیٹی کو جنون کی بیماری لگ گئی ہے — چونکہ فرعون جناب آسیہؑ سے بہت محبت کرتا تھا لہٰذا اُس نے چاہا کہ کسی اچھے طریقے کے ساتھ وہ اُسے دین حق سے ہٹا لے۔

Presented by Ziaraat.Com

مگر ادھر تو جناب آسیہؑ کا ایمان خدا پر ظاہر ہو چکا تھا اور دنیا اُس کی نظر میں تاریک ہو گئی تھی اور سخت غصہ کی وجہ سے وہ کافی مدت حیران رہی اور اِس اعلان و اظہار ایمان کی وجہ سے جتنی بھی اُسے تکلیفیں دی گئیں اُسی نے کسی ایک کی بھی پرواہ نہ کی ــــ لہٰذا جب فرعون نے آسیہؑ کی والدہ کو بلایا تو اُس نے اپنی بیٹی آسیہؑ کو صورتحال سے آگاہ کیا جس کے جواب میں آپ نے کہا۔

جناب آسیہؑ کو چار میخوں پر کھینچا گیا

جناب آسیہؑ نے فرمایا میں ہرگز اُس دین حق سے روگردانی نہیں کروں گی جو جناب موسیٰؑ لے کر آئے ہیں ماں نے کہا فرعون نے قسم کھائی ہے کہ اگر آسیہؑ اس عقیدہ سے باز نہیں آتی تو میں اُسے ہلاک کر دوں گا جناب آسیہؑ نے فرمایا اُس کی مرضی جو چاہے کرے میں کسی صورت میں بھی اللہ اور اُس کے رسول پر لائے ہوئے ایمان سے ہاتھ نہیں کھینچوں گی۔

فرعون نے یہ جواب سن کر جناب آسیہؑ کے جسم میں چار میخیں پیوست کرائیں اور زمین سے اوپر لٹکا دیا اور اسقدر ظلم و تشدد کیا کہ آپ کی روح پرواز کر گئی اِسی وجہ سے قرآن میں خداوند عالم نے فرعون کو "ذی الاوتاد" میخوں والا صاحب کہا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

زندہ زندہ کھال کو اتارا گیا

بعض تاریخوں کی روایات کے مطابق فرعون نے قصابوں کو طلب کیا اور اُن کو حکم دیا کہ آسیہؑ کی آنکھوں کے برابر والی کھال کو چھریوں کے ساتھ بدن سے جدا کرو اور پھر اس کا سر تن سے جدا کرو جب بے غیرت و بے حیاء قصابوں نے یہ سخت سزا دینی شروع کی تو اس وقت عالم بالا کی تمام مخلوق چیخ اٹھی اور انہوں نے آسیہؑ کی مظلومیت پر گریہ کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ جناب آسیہؑ کو اس عذاب سے نجات دلائی جائے تو فوراً خداوند عالم کی طرف سے آواز آئی کہ یہ آسیہؑ میری کنیز ہے اور اپنے آقا کی زیارت کی مشتاق ہے تم خود دیکھو کہ وہ اس حالت احتضار میں کیا کہہ رہی ہے ـــــ جب سب نے رونا چھوڑ کر اُس کی بات سنی تو وہ کہہ رہی تھی۔

رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (۶۶/۱۱ التحریم)

اے میرے پروردگار میرے لیے اپنے ہاں جنّت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے۔

Presented by Ziaraat.Com

گزار موسیٰؑ بر محل شکنجہ آسیہؑ

عرائس میں ثعلبی نے روایت کی ہے کہ جس وقت جناب آسیہؑ فرعون کے سخت ترین شکنجہ میں جکڑی ہوئی تھیں حضرت موسیٰؑ کا وہاں سے گزر ہوا جناب آسیہؑ نے انگلی کے ساتھ حضرت موسیٰؑ کی طرف اشارہ کیا جس کا مطلب تھا کہ کیا تو دیکھ رہا ہے میں اپنے محبوب خدا اور اُس کے پیارے نبیؑ پر ایمان لانے کی کیا سزا بھگت رہی ہوں اور اِس وقت اِس کی تلخی اور مصیبت کی وجہ سے میں کتنی تکلیف میں ہوں۔

جناب موسیٰؑ نے دعا فرمائی اور جناب آسیہؑ کی تمام مشکلات دور ہو گئیں اور فرعونیوں کی طرف سے پہنچائے گئے دردوں کا احساس تک ختم ہو گیا ایسی حالت میں جب آسیہؑ مسکرانے لگیں تو فرعون کو تعجب ہوا اور اُس نے کہا یہ عورت دیوانی ہو گئی ہے جو اِس موت کے تختہ پر اس طرح سکون کے ساتھ مسکرا رہی ہے جیسا کہ کچھ ہونے والا ہی نہیں ہے۔

بہر حال جب جناب آسیہؑ کو شہید کر دیا گیا تو خالق کائنات نے اِس کے بدلہ میں بہت جلد فرعونیوں سے اس طرح بدلہ لیا کہ سولہ[۱۶] لاکھ لشکر فرعون کو دریا میں غرق کر دیا۔

(ریاحین الشریعہ ص ۲۷۲ تا ۲۷۵ با مختصر تغییر در عبارت)

خداوند عالم اِس کے عوض میں تلافی کے طور پر فرماتا ہے اور روایت میں ہے کہ وہ جملہ نبیؐ کی بیویوں سے ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مریمؑ دختر عمران مادر عیسیٰؑ

(۲) جناب مریمؑ اپنے شریف نسب کے لحاظ سے جناب سلیمان بن داؤدؑ تک اور جناب سلیمان کے واسطہ سے حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ تک پہنچتی ہیں یعنی اُن کی نسل سے تعلق رکھتی ہیں۔

آپ کی ماں "حنہ" عمران بن ماثان کی بیوی تھیں اور آپ کی خالہ جناب زکریاؑ کی زوجہ تھیں نام اُن کا "ایشاع" ہے اور یحییٰ بن زکریاؑ کی والدہ گرامی قدر ہیں اِسی رشتہ داری کی وجہ سے جناب یحییٰؑ اور مریمؑ خالہ زاد بہن بھائی ہیں جناب مریمؑ کے عمران بن ماثان کا شجرہ نسب جناب ابراہیمؑ خلیل اللہ سے جاکر ملتا ہے اور یہ عمران حضرت موسیٰؑ کے باپ عمران کے علاوہ ہے ان دونوں عمرانوں کے درمیان آٹھ سو سال کا فاصلہ ہے۔

"مریم" لغت قدیم میں "عابدہ" کے معنیٰ میں ہے اور بقول سیوطی کے اتقان میں "خادمہ" کے معنیٰ میں ہے اور یہ نام آپ کی والدہ نے ولادت کے بعد رکھا جیسا کہ قرآن میں اِس کا ذکر یوں ہوتا ہے کہ۔

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُھَا مَرْیَمَ..... ۳۶ آل عمران۔

اور بے شک میں نے اِس کا نام مریم رکھا ہے۔

اور معنیٰ اِس نام کا ماں کی اچھی نیّت پر دلالت کرتا ہے جس نے چاہا تھا کہ پیدا ہونے والا بیٹا ہوگا اور وہ بیت المقدس کا خدمت گزار ہوگا اور پروردگار کی عبادت میں مشغول رہے گا لیکن جب بیٹے کی بجائے بیٹی پیدا ہوئی تو اُن کے

Presented by Ziaraat.Com

مقصد کا الٹ نتیجہ برآمد ہوا کیونکہ ولیس الذکر کالانثی ۔ بیٹا بیٹی جیسا نہیں ہوتا مگر۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ ..... ۳۷/۳ آل عمران ۔

اُس کے پروردگار نے اُسے اچھی قبولیت کے ساتھ قبول کیا یعنی بیٹی کو بیٹے کی جگہ قبول فرمایا۔

اور اُن سے تمام عورتوں والی عادات اور علتوں کو دور کر دیا تاکہ وہ ہمیشہ بیت المقدس میں قیام کر سکیں اور خانہ خدا کی خدمت میں سرگرم عمل رہیں لہٰذا جب آپ کی والدہ "حنہ" کو اس مقصد پر اطمینان ہوا تو آپ نے اظہار تشکر کیا اور بچی کا نام مریمؑ رکھا یعنی خانہ خدا کی خدمت کرنے والی۔

مادر مریمؑ کی مولود کیلئے منّت

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۳/۳۵ آل عمران)

وہ وقت یاد کرو جب عمران کی بیوی (مریم کی ماں) نے کہا کہ اے پروردگار بے شک جو کچھ میرے پیٹ میں آزاد ہے میں نے اُسے تیری نذر کر دیا ہے پس تو مجھ سے قبول کر بے شک تو سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

یہ آیۂ مجیدہ واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ مادر مریمؑ نے منت مانی تھی کہ اگر اُسے بیٹا ہو گا تو وہ اُسے بیت اللہ کا خادم بنائیں گی اور اس منّت کی وجہ کتب تفاسیر میں جن پر اعتبار کیا جا سکتا ہے اجمالاً اس طرح ہے کہ "حنہ" جو

Presented by Ziaraat.Com

جناب مریمؑ کی مادر گرامی ہیں بالکل بانجھ اور اولاد سے مایوس ہو چکی تھیں اور خداوند عالم کے ساتھ اُس نے رابطہ جاری رکھا ہوا تھا کہ وہ اُسے ایک بیٹا عطا فرمائے۔

بیٹے کی تمنّا کرتی تھیں

ایک دن جناب "حنّہ" نے درخت کی شاخ پر اتفاقاً ایسے مرغ کو دیکھا جو اپنے جوزوں کو آب و دانہ دے رہا تھا اسی وقت آپ پر رقت طاری ہوئی اور آپ نے دست دعا بلند کر کے بارگاہ قاضی الحاجات میں اپنا سوال پیش کیا کہ اے ہر قسم کی طاقت اور شئی پر قدرت رکھنے والے پروردگار کیا ممکن ہے کہ مجھ ضعیفہ پر تیرا فضل و کرم ہو جائے اور احسان ہو جائے تاکہ وہ بیٹا جو تو مجھے عطا کرے تیرے ہی گھر میں تیری ہی عبادت کرے اور اُسی گھر کی حفاظت کرے۔ یہ دعا فوراً قبول ہوئی اور آپ مریم کے وجود مقدس سے حاملہ ہوئیں۔

جناب مریمؑ بغیر شوہر کے عیسیٰؑ کی ماں ہیں

پروردگار عالم نے اس بیٹی کو بیٹے کی جگہ قبول فرمایا اور اُس کی اچھی تربیّت فرمائی "وانبتھا نباتا حسنا۔" اور وہ جناب مریمؑ بیت المقدس میں مصروف عبادت تھیں یہاں تک کہ جناب عیسیٰؑ کے لیے حاملہ ہو گئیں جس داستان کی تفصیل طویل ہیں مگر یہاں اختصار کے ساتھ عرض کیا جاتا ہے۔

جب آپ تیرہ سال کی ہوئیں تو فرشتوں نے آکر آپ کو خوشخبری سنائی

Presented by Ziaraat.Com

جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ (۳/۴۵ آل عمران)

وہ وقت یاد کرو جب کہ فرشتوں نے کہا اے مریم یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں ایک کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے جو اس کی طرف سے ہے اُس کا نام مسیح عیسیٰ بیٹا مریمؑ کا ہوگا وہ دنیا و آخرت میں آبرو والا اور اللہ تعالیٰ کے مقرّب بندوں میں سے ہوگا۔ جس وقت آپ کے چچا کا بیٹا یوسف آپ کے حمل سے آگاہ ہوا تو بہت پریشان ہوا اور جناب مریمؑ کے پاس آکر کہنے لگا اے مریم کیا کوئی کھیت بغیر بیج کے انگوری پیدا کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا خداوند عالم نے جو پہلی انگوری اگائی تھی بغیر بیج کے ہی تھی۔

یوسف ——— کہنے لگا کیا کوئی درخت پانی کے بغیر نشوونما پا سکتا ہے؟

جناب مریمؑ ——— فرمایا خداوند عالم نے درخت کو پہلے پیدا کیا تھا اور پانی کو اُس کی نشوونما کا سبب بعد میں قرار دیا۔

یوسف ——— اپنے تیسرے سوال میں کہنے لگا کیا کوئی بچہ بغیر باپ کے بھی عالم وجود میں آیا ہے؟

جناب مریمؑ ——— جواب میں فرمایا جناب آدمؑ و اماں حوّاؑ پر نظر کیجئے جن کا نہ کوئی باپ تھا اور نہ ہی اُن کی کوئی ماں تھی۔

یہ جواب سن کر یوسف شرمندہ اور محزون ہو کر اپنی عبادت گاہ کی طرف چلا گیا

Presented by Ziaraat.Com

جب رات کو سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ خداوند عالم کی طرف سے اُسے کہہ رہا ہے کہ اے یوسف مریم کی طہارت پر شک نہ کرو وہ روح القدس سے حاملہ ہوئی ہیں اور اُس کے بیٹے کا نام عیسیٰؑ رکھا گیا ہے جو اپنی قوم کو گناہوں سے نجات دلائے گا یہ وہی بیٹا ہے جس کے بارے میں اللہ کے پیغمبروں نے خبر دی ہوئی ہے کہ ایک باکرہ لڑکی سے بغیر باپ کے پیدا ہوگا ــــ یوسف خواب سے بیدار ہوا تو اُسے اس فکر سے نجات مل گئی۔

بنی اسرائیل کے طعنے اور وضع حمل

جناب مریمؑ کا فکر روز بہ روز بڑھ رہا تھا اور آپ بنی اسرائیل کے طعنوں سے تنگ آکر خدا سے اپنی موت کی دعا کر رہی تھیں یہاں تک کہ بچہ پیدا ہونے والا درد اُٹھا اور آپ بیت المقدس سے باہر نکل کر ایک خشک کھجور کے درخت کی مشرقی جانب آکر بیٹھ گئیں جس کا ذکر سورہ مریم میں یوں ہوتا ہے۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا (۱۹/۲۳ مریم)

پھر دردِ زہ اُسے کھجور کے خشک تنے کی طرف لے آیا وہ بولی اے کاش میں اس وقت سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی ــــ یعنی یہ دن مجھ کو دیکھنا نصیب نہ ہوتا اور لوگ مجھے بھول گئے ہوتے اسی وقت ایک آواز آئی کہ اے مریم پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے خداوند عالم تیرے نام کو بلند کرنا چاہتا ہے تیری عزت و عظمت میں اضافہ کرنا چاہتا ہے اور اُس کی طرف سے

Presented by Ziaraat.Com

تیرے لیے بہت بڑی نیکی اور سعادت ہے۔

ابھی اِسی خشک درخت کھجور کو جھٹکا دو تاکہ تیرے لیے تازہ کھجور گرے اور تو اُسے کھائے اور یہ بیٹھے پانی کا چشمہ تیرے پاس ہے اِس کو پی کر دِل کو خوش کر ابھی تیرا کام ہونے والا ہے اور ہاں اگر کوئی تجھ سے سوال کرے تو کہدے میں نے منّت کے طور پر چُپ کا روزہ رکھا ہوا ہے لہٰذا میں کسی سے کلام کرنا نہیں چاہتی اور اِن کو اشارہ کے ذریعے کہدے کہ اگر تم کوئی بات پوچھنا چاہتے ہو تو میرے بیٹے عیسیٰؑ سے پوچھ لو تمہیں وہ جواب دے گا۔

آپ کے ماں باپ تو نیک تھے

بنی اسرائیل والے جب اِس بات سے آگاہ ہوئے کہ مریم نے بغیر شوہر کے بچہ جنا ہے تو انہوں نے زبان درازی کی طعن و تشنیع کی اور کہنے لگے۔

يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۱۹/۲۸ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۱۹/۲۹ سورہ مریم تا آیت نمبر ۳۳۔

اے ہارون کی بہن تیرا باپ کوئی بُرا آدمی نہ تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی۔ پس اُس نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا تو وہ بولے ہم اِس سے کیسے کلام کریں جو ابھی گہوارہ میں بچہ ہے۔

پس یہی وہ وقت تھا جب حضرت عیسیٰؑ نے بلند آواز میں کہا اے بنی اسرائیل کے لوگو میری ماں پر تہمت مت لگاؤ اُسے تکلیف مت پہنچاؤ — میں اللہ کا بندہ ہوں

Presented by Ziaraat.Com

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ قف اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا
اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَّ بَرًّا م
بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۱۹/۳۲ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ
وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا (۱۹/۳۳ مریم)

میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھے برکت والا قرار دیا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وصیّت کر رکھی ہے اور اُس نے مجھے ماں سے نیکی کرنے والا بنایا ہے اور اُس نے مجھے سختی کرنے والا اور بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر خاص سلامتی ہے جس دِن کہ میں پیدا ہوا اور جس دِن میں مروں گا اور جس دِن میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

فضائل مریمؑ سے ایک حصّہ

(۱) یہ وہ پہلی بی بی ہیں جن کو بتول اور عذراء کے لقب سے ملقب کر کے پکارا گیا کیونکہ آپ کا اِسم مسمّٰی کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے چونکہ آپ بیت المقدس کی خدمت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہر وقت مشغول رہیں۔ آپ کا حسن و جمال بھی آفاقی شہرت کا حامل تھا اور آپ محراب عبادت میں چراغ کی روشنی کی محتاج نہ تھیں اس لیے کہ آپ کے نور کی شعاعیں ہر طرف روشنی پھیلا دیتی تھیں۔

(۲) خداوند عالم نے قرآن مجید میں بیس مقام سے زیادہ پر آپ کا نام عزّت و احترام

Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ لے کر یاد فرمایا ہے اور اپنے خطاب حق میں جناب مریمؑ کو ایک جلیلۃ القدر ممتاز اور برگزیدہ شخصیت کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے۔

(۳) بہشت میں آپ کو پیغمبر اسلامؐ کی بیوی کا مقام حاصل ہوگا۔ نصاریٰ کے آدمیوں نے دنیا میں آپ کے بارے میں غلو کیا ہے جماعت نسطوریہ، اور ملکائیہ طائفہ نصارا سے آپ کو تین وجودوں میں سے ایک وجود سمجھتے ہیں یعنی خدا و مریم و مسیح ان تینوں کے وجود اشتراک موجودات کی ایجاد کا کلی سبب اور اصلی علت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اُن کی اس بات کا ذکر یوں ہوا ہے کہ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ (وقف لازم) وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۵/۷۳ المائدہ) بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے واحد اللہ تعالیٰ کے۔ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اگر اُس سے باز نہ آئے تو اُن میں سے جو کافر ہو گئے انہیں ضرور دردناک عذاب آ لگے گا۔

بہشت میں جانے کے علاوہ جب تک آپ دنیاوی زندگی میں رہیں آپ کی بہت عزت اور احترام کیا جاتا رہا۔

بنی اسرائیل والے جناب مریمؑ کو اپنے امام کی بیٹی جانتے تھے جو صاحب فرقان اور رؤسائی بنی اسرائیل اور بنی ماشان کے بادشاہوں میں سے نیک انسان تھے اسی وجہ سے انہوں نے جناب زکریاؑ کے ساتھ آپ کی کفالت کے بارے میں جھگڑا اور تنازعہ کیا تھا۔ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ۔

Presented by Ziaraat.Com

اَقلامَھُم اَیُّھُم یَکفُلُ مَریَمَ وَمَا کُنتَ لَدَیھِم اِذ یَختَصِمُونَ ۴۴ آل عمران۔
اور تو اُن کے قریب نہیں تھا جب کہ وہ قرعہ اندازی کر رہے تھے کہ اُن میں سے کون مریم کی کفالت کرے اور تو اس وقت بھی اُن کے پاس نہیں تھا جب کہ وہ اِس بارے میں جھگڑ رہے تھے۔

(۴) جناب مریمؑ وہ پہلی خاتون ہیں جن کو خداوند عالم نے عصمت کاملہ عطا فرمایا کیونکہ آپ سے پہلے کوئی عورت معصومہ نہ تھی۔

(۵) رحم مادر میں آپ کلام کیا کرتی تھیں اور روایات عامہ و خاصہ کے مطابق آپ کی ولادت بیت المقدس میں ہوئی تھی۔

(۶) آپ کی نشوونما دوسرے تمام بچوں کے خلاف تھی یعنی معمولات سے زیادہ تھی تفسیر نیشاپوری میں آیہ فانبتھا نباتا حسنا کے تحت اس طرح لکھا ہے کہ تنبت فی الیوم مثل من ینبت المولود فی عام وقیل المراد نمائھا فی الطاعیہ والعقد والصلاح والسداد۔ یعنی آپ ایک دِن میں اتنا ہی پھلتی پھولتی تھیں جتنا دوسرا بچہ ایک سال میں پھلتا پھولتا ہے اُن کی رشد و ہدایت کا مقصد خداوند عالم کی اطاعت میں عفت اور درستگی اور سداد تھا۔

(۷) آپ عابدہ اور زاہدہ اور خانہ خدا کی خدمت کرنے والی تھیں اور آپ نے خداوند عالم کی اس طرح بندگی کہ جس طرح بندگی کا حق تھا۔

(۸) خداوند عالم نے آپ کو یہودی عورتوں کی لغویات اور مکر و فریب سے نجات بخشی ہوئی تھی۔

(۹) خداوند عالم نے آپ کو کامل الایمان خواتین سے قرار دیا جس کی تفصیل

Presented by Ziaraat.Com

گزر چکی ہے۔

(۱۰) اُن کی کفالت کے لیے جناب زکریاؑ جیسے معصوم نبی کی ڈیوٹی لگائی۔

(۱۱) خداوند عالم نے آپ کو شیطانی وسوسوں سے محفوظ و مامون فرمایا جیساکہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۳۶/۳ آل عمران اور میں اِسے اور اِس کی نسل کو مردود شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں ـــــ اِس سے اگلی آیت میں خداوند عالم نے جناب مریمؑ کی اِس بات کو قبول فرمایا۔ مترجم۔

(۱۲) ہمیشہ بہشت کے میوے اور طعام آپ کے پاس آیا کرتے تھے جیساکہ آیہ مجیدہ سے اِس کا صریحاً استفادہ ہوتا ہے کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْھَا زَکَرِیَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَھَا رِزْقًا قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا ط قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۳۷/۳ آل عمران۔ جب کبھی زکریاؑ اُس کے پاس محراب عبادت میں داخل ہوا اُس کے پاس رزق پایا ـــــ دریافت کیا کہ اے مریمؑ یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا وہ بولی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا فرماتا ہے۔

(۱۳) فرشتے آپ کے پاس آکر آپ سے باتیں کیا کرتے تھے جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ ..... یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ ..... ۴۲/۳ تا ۴۳/۳ آل عمران۔

(۱۴) آپ نے محراب عبادت میں اللہ تعالیٰ کی اسقدر عبادت کی کہ پاؤں پر ورم ظاہر ہو گئے اور نو سال کی عمر میں آپ کا زہد اور روزہ نماز اور عبادت ساری دنیا

Presented by Ziaraat.Com

کی عبادتوں سے زیادہ تھی تمام عابدوں پر آپ کا درجہ بلند تھا ترک دنیا میں آپ کی مثال نہ تھی اور یہودی لوگوں کے طعن و تشنیع کے سامنے آپ کی بردباری کا جواب نہ تھا۔

(۱۵) آپ مستجاب الدعوۃ تھی یعنی آپ کی دعا قبولیت کا شرف رکھتی تھی چونکہ آپ معصومہ تھیں لہٰذا جب آپ کی رحلت ہوئی تو غسل حضرت عیسیٰؑ نے دیا کیونکہ معصوم کو سوائے معصوم کے کوئی دوسرا غسل نہیں دے سکتا۔

بہرحال آپ اتنی زیادہ اچھائیوں کی مالکہ تھیں کہ آپ کو دوسری تمام عورتوں پر اپنی خوبیوں کی وجہ سے ہی فضیلت حاصل تھی اور آپ سب دیگر عورتوں میں ممتاز اور سرفراز تھیں۔

کوہ لبنان میں مریم کبریٰ کی وفات

جناب مریمؑ نے اس دنیائے فانی میں تریسٹھ برس کی زندگی پائی ہے اور علامہ بارع شیخ عبدالنبی تویسرکانی نے کتاب "لئالی الاخبار" کے صفحہ ۴۸۸۔ پر وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ جناب عیسیٰ بن مریم اپنی ماں کو ساتھ لے کر کوہ لبنان پر چلے گئے تھے اور رات کو خدا کی عبادت کیا کرتے تھے اور درخت کے پتوں یا بارش کے پانی سے جو کچھ بھی مل جاتا تھا بسر اوقات کرتے تھے صبر کرتے تھے ایسے ہی عالم میں آپ نے پہاڑ پر کافی عرصہ گزارا۔

ایک دن جناب عیسیٰؑ روزی کے حصول کے لیے پہاڑ سے نیچے آئے تو

Presented by Ziaraat.Com

پیچھے ماں کے پاس عزرائیل آگیا جب کہ آپ محراب عبادت میں تھیں ملک الموت نے کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا مَرْيَمُ۔ اے مریم تم پر سلام ہو کہ تو دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو جاگتی ہے عبادت خدا کرتی ہے ملک الموت کی ہیبت سے جناب مریمؑ کو غش آگیا۔

جب ہوش میں آئیں تو اُس نے دوبارہ سلام کیا آپ کو پھر غش آگیا جب ہوش میں آئیں تو کہا اے بندہ خدا تو کون ہے جس کے دیکھنے سے میرے بدن کا جوڑ جوڑ لرز گیا ہے اور کھال پر کپکپی طاری ہے اور تیری آواز سے میری عقل سر سے پرواز کر گئی ہے۔

عزرائیل نے جواب دیا میں وہ ہوں جو نہ چھوٹوں پر رحم کرتا ہے نہ بڑوں پر، اور میں جہاں بھی جانا ہوں چاہیئے کتنے بڑے جابر اور ظالم بادشاہ کا دربار ہی کیوں نہ ہوں کبھی اجازت نہیں لیتا۔ میں بڑے بڑے شہروں اور اونچے اونچے محلوں کو ویران اور برباد کرنے والا ہوں اور قبروں کو آباد کرنے والا ہوں۔

اور عزیز و اقارب دوست و احباب کے درمیان جدائی ڈالنے والا ہوں میں ملک الموت عزرائیل ہوں اور آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔

جناب مریمؑ نے فرمایا کیا تو اتنی اجازت نہیں دے سکتا ہے کہ میں اپنے پیارے بیٹے عیسیٰؑ کا انتظار کر لوں وہ آجائے اور میں اُسے آخری بار دیکھ لوں۔

ملک الموت نے کہا میں اِس کی اجازت نہیں دے سکتا میں خداوند عالم کی طرف سے مامور ہوں اور آپ کو ایک قدم سے دوسرا قدم نہیں اٹھانے دوں گا یہاں تک کہ میں آپ کی جان جسم سے نکال لوں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

لہٰذا آپ خدا کی ملاقات کے لیے تیار ہو جائیں تاکہ میں آپ کی جان نکال لوں جناب مریمؑ نے کہا میں کلمہ خدا کو تسلیم کرنے والی ہوں ملک الموت نے جان نکال لی۔

جناب عیسیٰؑ ماں کے جنازہ پر

اتفاقاً اس دن جناب عیسیٰؑ کو واپسی میں دیر ہو گئی یہاں تک کہ نماز عشاء کا وقت ہو گیا لہٰذا جب آپ پہاڑ کے اوپر آئے افطاری روزہ ماں کے لیے سامان لے کر تو ماں کو سویا ہوا پایا۔

لہٰذا جناب عیسیٰؑ نے اپنے آپ سے کہا کہ بہتر یہی ہے ماں کو کچھ دیر آرام کرنے دیا جائے اور خود عبادت میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ رات کا تیسرا حصہ گزر گیا دیکھا تو ابھی مادر گرامی بیدار نہیں ہوئی تھیں جب آواز دی تو جواب نہ آیا۔

پھر دل میں کہا کہ ماں کو سونے دو نیند میں وہ خوش ہو گی ــــ افطاری نہ کی یہاں تک کہ طلوع فجر کا وقت قریب آگیا تو جناب عیسیٰؑ ڈر گئے کہ میری ماں تو کبھی بھی اتنی لمبی نیند نہیں سوئی جب سرہانے آکر دیکھا تو۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جناب عیسیٰؑ نے اپنا منہ ماں کے منہ پر رکھ کر اسقدر دردناک جگر سوز چیخ ماری کہ آسمان کے فرشتے بھی رونے لگے۔

دوسری روایت جو تجہیز کے بارہ میں ہے وہ مفصل ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ جبرائیل و میکائیل اور جنت کی حوریں جناب کے ساتھ تجہیز میں شریک ہوئے۔

موعظہ ای از زبان مریمؑ

کتاب مصابیح القلوب میں لکھا ہے کہ جناب عیسیٰؑ نے دفن کے بعد اپنی ماں کی روح کو دیکھا تو پوچھا کہ کیا آپ کی کوئی تمنا (آرزو) ہے؟ فرمایا میں آرزو رکھتی ہوں کہ کاش میں دنیا میں ہوتی تو ٹھنڈی راتوں کو جاگ کر خدا کی عبادت کیا کرتی اور گرم دنوں کو روزہ رکھا کرتی ــــ مگر اب تو۔

از عمر ہمان بود کہ در یاد تو بودم
باقی ہمہ سہو است و فسون و فسانہ

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چھٹی مجلس

بتاریخ ــــ شب دوشنبہ ۱۸ جمادی الاولیٰ

۷۵ ــــ ۱۱ ــــ ۱۰ ــــ ۳۴

جناب خدیجہؑ پہلی مومنہ عورت ہیں

یہ حدیث نبوی آپ پہلے سماعت فرما چکے ہیں جس میں رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ۔ لقد کمل من الرجال کثیر ولا یکمل من النسآء الاّ اربعۃ آسیہ بنت مزاحم و مریم بنت عمران وخدیجہ بنت خویلد و فاطمہ بنت محمدؐ۔

اِن میں سے دو یعنی آسیہؑ و مریمؑ کے بارے میں گزارشات اور احوال واقعی پیش کئے جا چکے ہیں تیسری کامل خاتون جناب خدیجۃ الکبریٰؑ ہیں جو آسیہ و مریم سے بلند مقام رکھتی ہیں کیونکہ اُم المومنین بھی ہیں اور حرم خاتم الانبیآء سید المرسلین بھی ہیں۔

اِس معظمہ بی بی کی شرافت و عظمت کے لیے صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ آپ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے نہ صرف اللہ کے آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان و ایقان کا اظہار فرمایا بلکہ عرب کی مشہور و معروف اِس دولت مند

Presented by Ziaraat.Com

خاتون نے اپنا سارا مال راہ خدا اور رسول میں دینِ اسلام کی خاطر قربان کر دیا۔

آپ کی دولت مندی کا اس چیز سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسی ہزار اونٹ آپ کا مال تجارت اٹھاتے تھے۔ یہ تمام مال و دولت اس عظیم خاتون نے پیغمبر اسلام اور مسلمان لوگوں پر قربان کر دیا فقط خدا اور رسول کی خوشنودی کی خاطر۔

پچیس سال اور ایک ماہ آپ نے حضورؐ کے ساتھ زندگی گزاری اور حضورؐ سے آپ کی نرینہ اولاد قاسم و عبداللہ تھے جو طیب و طاہر سے ملقب تھے اور ام کلثوم اور زینب اور رقیہ اور فاطمہ (س) آپ کی بیٹیاں تھیں۔

بیٹیوں کی جدائی میں خدیجہؑ کا رونا

جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے بطن سے حضورؐ کے دو بیٹے تھے قاسم و طاہر جو دونوں بچپن ہی میں دنیا سے چلے گئے تاریخ یعقوبی کے مطابق جناب قاسم چار سال کی عمر میں اور عبداللہ ایک ماہ کی عمر میں دنیا سے چلے گئے۔

رسالت مآبؐ خدیجہؑ کے پاس تشریف لائے تو آپ رو رہی تھیں جب حضورؐ نے آپ کو روتے دیکھا تو فرمایا کیوں رو رہی ہو؟ عرض کی میرے پستان سے دودھ جاری ہے یا رسول اللہ مجھے اپنے بیٹے کی یاد آ رہی ہے کاش میرا بیٹا عبداللہ اتنی دیر زندہ رہ جاتا کہ میں اُسے ایک دفعہ دودھ پلا لیتی۔ رسول خداؐ نے فرمایا اُسے دوبارہ دودھ جنت میں دیا جائے گا۔ خدیجہؑ نے عرض کی حضورؐ میرے بیٹے ہم سے جدا ہو کر کہاں چلے گئے؟ فرمایا وہ جنت میں چلے گئے ہیں۔ عرض کی سرکارؐ انہوں نے جنت جانے کے لیے کوئی نیک عمل تو

Presented by Ziaraat.Com

کیا نہیں ہے؟ فرمایا خداوند عالم اچھی طرح جانتا ہے کہ اگر وہ دنیا میں زندہ رہتے تو سوائے عمل صالح کے اور کچھ بھی نہ کرتے۔

ایک موتی میرے ہاتھ سے چلا گیا

اصول کافی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب شہزادہ قاسم فرزند رسولؐ خدا کا دنیا سے انتقال ہوا تو اُن کی ماں جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے بہت گریہ کیا حضورؐ نے پوچھا آپ کیوں روتی ہیں تو انہوں نے عرض کی سرکارؐ ایک بہت قیمتی موتی کا دانہ تھا جو میرے ہاتھ سے چلا گیا یعنی میرا قاسم چلا گیا ــــ حضورؐ نے فرمایا اے خدیجہؑ کیا آپ اِس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ اپنے بیٹے کو قیامت والے دِن جنّت کے دروازہ پر کھڑا ہوا دیکھیں اور جب اُس کی نظر آپ پر پڑے تو وہ دوڑ کر آئے اور آپ کے ہاتھوں کو پکڑ کر سیدھا جنّت میں لے جائے اور وہاں کی پاک منزلوں میں آپ کو جگہ دلوائے؟

جناب خدیجہؑ نے عرض کی حضورؐ کیا یہ سب کچھ صرف میرے لیے ہو گا یہ بندہ مومن اِس سے مستفیض ہو گا؟ حضورؐ نے فرمایا یہ فائدہ ہر مومن کو پہنچے گا جس کی نیّت خدا کے لیے خالص ہو گی ــــ خداوند عالم بہت بڑا حکیم اور بہت بڑا کریم ہے اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ کسی مومن کے دِل کا ٹکڑا اُس سے لے لے اور پھر اُسی کو عذاب بھی کرے ــــ مطلب یہ ہے کہ مومنین کے چھوٹے بچے اُن کی مغفرت کا سبب بنیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

زینب و رقیہ و ام کلثوم

زینب کی ماں خدیجہ نے اُن کا نکاح خالہ کے بیٹے ابوالعاص سے کر دیا اور اُس نے سال آٹھ ہجری کو مدینہ میں وفات پائی۔ اور امّ سلمہؓ نے اُن کو غسل دیا اور رسول خداؐ نے اُن پر نماز جنازہ پڑھی اور بقیع میں دفن کیا۔

اور رقیہ و امّ کلثوم کے بارے میں قرب الاسناد میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ام کلثوم کا نکاح عثمان بن عفّان کے ساتھ کیا گیا مگر وہ زفاف سے پہلے انتقال کر گئیں بعد میں رقیہ کے ساتھ نکاح ہوا۔

اور بعض روایات میں رقیہ کا نکاح پہلے اور امّ کلثوم کا نکاح بعد ہوا اور اسی وجہ سے سنّی حضرات عثمان کو ذوالنورین کہتے ہیں اور جناب رقیہ کی موت کا سبب عثمان کا اُن پر ظلم تھا جس کی تفصیل حیٰوۃ القلوب میں علامہ مجلسیؒ نے نقل کی ہے۔

اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ تینوں بیٹیاں زینب و کلثوم و رقیہ خدیجہؑ کی بیٹیاں تھیں ربیبہ پیغمبر تھیں یعنی رسول کی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ خدیجہ کے پہلے شوہر سے تھیں اور بعض نے لکھا ہے کہ خدیجہؑ کی بہن کی بیٹیاں تھیں۔

جناب خدیجہ و آسیہ و مریم جنّت میں

تمام ازواج رسولؐ میں جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا رسول اکرمؐ کے ساتھ

Presented by Ziaraat.Com

حسن سلوک اور حسن معاشرت اور فداکاری میں ممتاز حیثیت رکھتی تھیں اِس معظمہ بی بی نے چوبیس سال رسولؐ کی خدمت کی جس کی تفصیل حیوٰۃ القلوب میں مجلسی وغیرہ نے نقل کی ہے۔

جب جناب ابو طالبؑ کی وفات کو تین روز گزر گئے اور دوسری روایت کے مطابق پینتیس دن اور ایک اور روایت کے مطابق ایک سال بعد جناب خدیجہؑ کا انتقال ہوا رسول خداؐ نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو حجون مکہ میں دفن کیا اور جب دفن کے بعد گھر واپس آئے تو جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی عمر پانچ سال تھی رسول خداؐ کے ارد گرد چکر لگایا یعنی طواف نبوّت کر کے عرض کی بابا جان میری ماں کہاں ہے؟ حضورؐ نے اس نازک سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔

فوراً جبرائیل نازل ہوئے اور کہا کہ خداوند عالم فرماتا ہے فاطمہ کو میرا سلام پہنچاؤ اور جواب میں کہو کہ تیری ماں بہشت میں (لؤلؤ) موتیوں کے محل میں ہے جہاں کسی قسم کی کوئی تھکاوٹ اور تکلیف نہیں ہے اور اُن کا گھر آسیہ و مریم کے درمیان ہے۔

جب حضورؐ نے خالق اکبر کا سلام و پیغام جناب فاطمہؑ تک پہنچایا تو آپ نے عرض کی۔ ان اللہ ھو السلام ومنہ السلام والیہ یعود السلام۔ اور خاموش ہو گئیں۔ اور رسول خداؐ جناب ابو طالب اور خدیجہؑ کی وفات سے اسقدر غمگین ہوئے کہ گھر سے باہر بہت کم تشریف لائے اور آپ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔

Presented by Ziaraat.Com

خدیجہؑ کے بعد ازواج النبی کی تعداد

یہاں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ نصاریٰ اور تمام دشمنانِ اسلام ہمارے پیغمبر اسلام پر جو افتراء اور تہمت لگاتے ہیں اُس کا جواب دیا جائے۔

سوال و اعتراض۔

آنحضرتؐ میں شہوت بہت تھی جس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے تیرہ شادیاں کیں اور وقت انتقال آپ کے گھر میں نو (۹) بیویاں زندہ و سلامت موجود تھیں۔

جواب باصواب۔

یہ پیغمبر اسلام پر الزام لگانے والے بہت بڑے بے حیاء اور ظالم اور مُنہ پھٹ قسم کے لوگ ہیں جو مقام نبوت کو ذرّہ بھر بھی سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ۔۔۔ وہ نبیؐ جسے خداوند عالم نے اول ولادت سے پاک خلق کیا ہوا پاک ولادت کی ہو اور ہر قسم کی نجاست و غلاظت سے محفوظ اور صاف رکھا ہو اُس پر ایسے الزام لگانا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

ہر عقلمند جانتا ہے کہ شہوت کا تعلق جوانی کے ساتھ ہے اور جب انسان عالم شباب سے پیرانہ سالی کی طرف پلٹ جائے تو پھر اُس سے ایسی توقع کم رکھی جاتی ہے اور رسول اکرمؐ پر جب جوانی کا سورج طلوع تھا آپ نے پچاس سال تک کسی عورت سے شادی نہیں کی اور جوانی کے عروج کے گزر جانے کے بعد بھی شادی کی تو اُس عورت سے جو اوّل تو آپ سے پندرہ سال بڑی تھیں

Presented by Ziaraat.Com

اور پھر اُن کی دو شادیاں پہلے ہو چکی تھیں اور شادی کی پیش کش بھی اسی کی طرف سے تھی لہٰذا حضور اکرمؐ نے جب اُس میں ایمان اور تقویٰ، کمالات ظاہری و باطنی ملاحظہ فرمائے تو نکاح قبول فرمایا یہی وجہ ہے کہ جب تک جناب خدیجہؑ زندہ رہیں حضورؐ نے کوئی دوسری شادی نہیں کی۔

جس وقت بی بی خدیجہ کا انتقال ہوا تو اُس کے بعد آپ کی عمر پچاسؔ سال تھی جب حضرت عائشہ سے شادی کی لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور دوسری عورتوں سے آپ کی شادی کسی نہ کسی حکمت اور مصلحت کے تحت تھیں جن کا اُن کے مقام پر اشارہ موجود ہے

(بتفسیر المیزان جز ۴ سورۃ النساء آیت ۶ صـ ۲۰۸)

حاجت جبرائیل سلام بخدیجہؑ

حدیث شریف میں رسالتمآبؐ سے منقول ہے کہ جب میں معراج کی رات سدرۃ المنتہیٰ سے واپسی پر جبرائیل کو خدا حافظ کہنے لگا تو میں نے جبرائیل سے پوچھا کیا تیری کوئی حاجت ہے؟ اگر ہے تو بیان کرو۔۔۔ جبرائیل نے جواباً عرض کیا ہاں یارسول اللہ میری حاجت یہ ہے کہ جب آپ گھر جائیں تو جناب خدیجہؑ کو میرا سلام پہنچا دیں۔

یہ اس معظمہ کی شان و شوکت اور عزت و عظمت کا مقام ہے کہ جبرائیل جیسا مقرب فرشتہ انہیں سلام کہتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وقت انتقال آپ کی عمر

آپ کی عمر موت کے وقت پینسٹھ (۶۵) سال تھی کیونکہ حضورؐ کی عمر اُس وقت پچاس سال کی تھی اور جب تک آپ زندہ رہیں حضورؐ نے کوئی اور شادی نہیں کی۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ جناب ابو طالبؑ کی وفات کے کم عرصہ بعد آپ کی وفات ہوئی اور ابو طالب کی وفات چھبیس (۲۶) ماہ رجب المرجب کو بیان کی جاتی ہے سن دس بعثت میں ــــ جس وقت آپ کا دنیا سے انتقال ہونے لگا تو اسماء آپ کے پاس موجود تھیں جب آپ رونے لگیں تو اُس نے رونے کی وجہ پوچھی جس پر آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہ ابھی بچی ہے اور جب اِس کی شادی ہوگی تو اِس کو ماں کی ضرورت محسوس ہوگی ــــ اسماء نے کہا بی آپ بے فکر ہو جائیں میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں اور قول دیتی ہوں کہ فاطمہ کی شادی کے وقت اِس کی ماں کے فرائض میں انجام دوں گی۔

صدیقہ کبریٰ ، فاطمہ زہراؑ

چار کامل الایمان عورتوں میں سے چوتھی صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں، شان زہراؑ اس سے بالاتر ہے کہ کسی مفکر کا ذہن وہاں تک پہنچ سکے لہٰذا جو شخص بھی اُن کی عزت و عظمت شان و شوکت کے بارے میں جو کچھ بھی کہے

Presented by Ziaraat.Com

گا وہ اُس کے اپنے فہم وادراک کی پرواز کے مطابق ہوگا جب کہ اس معظمہ بی بی کا مقام اُس کے ذہن کی رسائی سے کہیں زیادہ ہے۔

گریۂ وخندہ فاطمہؑ در بیماری پیغمبرؐ

کتاب کشف الغمہ ص ۷۹ ج ۲ تبریز میں مسند احمد حنبل کے ذریعے بی بی عائشہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول خداؐ نے حالت بیماری انتقال میں اپنی بیٹی فاطمہ کو طلب فرمایا اور آہستہ آہستہ اُن سے کوئی بات کی جس کو سن کر فاطمہ رونے لگیں پھر آہستہ آہستہ کوئی دوسری بات کی جس کو سن کر فاطمہ خوش ہوکر ہنسنے لگیں ــــ بی بی عائشہ کہتی ہیں میں نے بعد میں فاطمہؑ سے رونے اور خوش ہونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا میں روئی اس لیے تھی کہ میرے باپ محمدؐ نے مجھے اپنی موت کی خبر دی تھی اور خوش اس لیے ہوئی تھی کہ آپ نے فرمایا میری اہلبیت سے سب سے پہلے جو مجھ سے آکر ملاقات کریں گی وہ آپ ہیں۔

اظہار نظر صاحب کشف الغمہؒ

صاحب کشف الغمہؒ کہتا ہے کہ یہ حدیث کئی طریقے سے ہم تک پہنچی ہے جس کا مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جناب فاطمہؑ کو کائنات کے تمام افراد بشر پر بلند مرتبہ کی وجہ سے برتری حاصل ہے سوائے اُن کے باپ محمدؐ

Presented by Ziaraat.Com

اور شوہر علیؑ کے۔

یہاں تک کہ وہ کہتا ہے میرے بیان کا مطلب یہ ہے کہ ہر بشر کی یہ فطرت ہے کہ وہ طبعی طور پر زندگی کو پسند کرتا ہے اور موت سے پریشان ہو جاتا ہے یعنی موت سے بھاگنا چاہتا ہے اور خبر موت سے سخت غمگین ہو جاتا ہے اور یہ فطری چیز ہر انسان میں برابر ہے یہاں تک کہ پیغمبرؐ اور رسول بھی خداوند عالم کے نزدیک اپنی عزت و عظمت اور نیک بختی حیات جاودانی میں سمجھتے ہیں دنیاوی زندگی کو پسند کرتے ہیں اور موت سے گریزاں ہوتے ہیں۔

اس سلسلہ میں جناب آدمؑ اور نوحؑ، ابراہیمؑ اور موسیٰ علیہم السلام کے بارے میں کافی روایات منقول ہیں۔

لیکن جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جو عالم شباب کی پہلی منزل میں ہیں اور دنیاوی زندگی کی لذات اور خوشیوں سے کوئی خاص فائدہ بھی نہیں اٹھا سکیں اور ابھی اتنی زیادہ عمر بھی نہیں گزری اور حسنؑ و حسینؑ اور زینب و کلثوم جیسی پیاری اولاد بھی سامنے موجود ہے اور علیؑ ایسا شوہر جس کی کائنات میں مثال نہیں موجود ہے ایسے عالم میں جب باپ نے آپ کو موت کی خبر سنائی تو آپ اتنی زیادہ خوش ہوئیں کہ باپ کی موت والا صدمہ بھی بھول گیا۔

یعنی اپنی زندگی کے ختم ہو جانے اور پیاری اولاد اور محبوب شوہر کی جدائی کا ذرہ بھر بھی آپ پر اثر نہ ہوا بلکہ اپنی موت کی خبر سن کر آپ خوش ہو گئیں لہٰذا آپ کی تعریف کرنے کے لیے بڑے بڑے مفکروں کی فکر دم توڑ دیتی ہے واعظین کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں صاحبان معرفت کا عرفان جواب دے جاتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے اور اِس معظمہ بی بی کے فضائل و کمالات کی حقیقی ابتداء بھی بیان نہیں ہو سکتی۔

سوائے معصوم کے فاطمہؑ کو کوئی نہیں پہنچان سکتا

ہماری اِس گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ ہر انسان دوسرے اِنسان کی حقیقت اور اُس کے مقام و مرتبہ کو اپنی ذات کے اندازہ سے پہنچانتا ہے اور اِس سے زیادہ اُس کا فہم و ادراک کام نہیں کرتا۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہ انسان اپنے ہم پلہ انسان کو تو اپنی وجہ سے جان لیتا ہے لیکن جو شخص درجات و کمالات میں اُس سے بلند و بالاتر ہے اُس کے مقام تک پہنچنے کے لیے اپنی عاجزی کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔

لہٰذا اسی بنیاد پر میں کہتا ہوں کہ سوائے رسول اکرمؐ اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے اور کوئی بھی حقیقت و مقام زہراؑ کو اس طرح نہیں پہنچان سکتا جس طرح کہ وہ ہیں۔ جو کچھ ہم جانتے ہیں یہ صرف احادیث کی وجہ سے ہے جس میں بتایا جاتا ہے کہ جناب فاطمہؑ کا علم کتنا تھا یعنی وہ کس قدر خدا کی واحدانیت پر یقین کامل رکھتی تھیں اور اُن کا دِل سوائے محبّت خدا کے عبادت خدا کے کسی اور طرف مائل نہیں ہوتا تھا اور وہ کسقدر ملاقات خدا کا شوق رکھتی تھیں یہاں تک کہ اُن کی شوہر اور اولاد سے محبّت بھی خدا ہی کی خاطر تھی۔

دوسرے الفاظ میں یہ کہ بی بی نے اپنے کردار و عمل، قول و فعل سے اپنے وجود اور اُس کی خواہشات کو مٹا دیا اور اُس وحدہٗ لاشریک کے پرچم کو بلند کر کے ہر

Presented by Ziaraat.Com

طرف لہرا دیا اور قیامت تک لہرانے کا سبب بنا دیا۔ اب اس بی بی کی عظمت کو بیان کرنے کے لیے زبانوں کی طاقت ہی کیا ہے اور اُس کی تعریف کو تحریر میں لانے کے لیے قلموں کی جرأت ہی کیا ہے ــــ لہٰذا ہر شخص انہیں اپنے حساب سے دیکھتا ہے جب کہ وہ اور ہیں ہم اور ہیں یہ بی بی کے فضائل و کمالات کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر جو کتب کی سطروں میں واعظ کے بیان میں، مفکر کی فکر میں مبلّغ کی تبلیغ میں موجود ہیں یہ تو ایسے ہیں جیسے ایک بہت بڑی سلطنت کی تعریف ایک دودھ پیتے بچے کے سامنے بیان کی جائے۔

ولایت فاطمہؑ اور موت کی تمنا

اور یہ حدیث بھی جانی گئی ہے کہ جناب فاطمہؑ ولی خدا ہوئی ہیں ــــ کیونکہ خدا سے دوستی کا ثبوت فقط شوق موت ہے چونکہ موت ہی خدا سے ملاقات اور حجابات کی دوری کا تنہا وسیلہ ہے جیسا کہ سورہ جمعہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۶۲/۶ الجمعہ۔

اے رسول کہدو! اے وہ لوگو! جو یہودی ہو اگر تم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ضرور تم ہی لوگوں کے سوا اللہ تعالیٰ کے دوست ہو ــــ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو۔

اور اسی مقام پر حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ واللہ ابن ابی طالب آنس بالموت من الطفل بثدی امہ۔ خدا کی قسم علی ابن ابی طالبؑ

موت سے اس طرح مانوس ہے جس طرح دودھ پیتا بچہ ماں کے پستان سے مانوس ہوتا ہے۔

اور حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام نے فرمایا جب آپ آٹھویں ذی الحجہ کو مکّہ سے حج کا احرام توڑ کر جا رہے تھے کہ خطّ الموت علی ابن آدم کخط القلادۃ علی جید الفتاۃ وما اولھنی الی اسلافی اشتیاق یعقوب الی یوسف (نفس المھموم) یعنی موت اولاد آدم کے لیے ایک ایسا گلوبند ہے جیسا کہ کسی حسین عورت کے گلے میں ہار ہوتا ہے۔ اور میں حسینؑ تو موت کا اس طرح مشتاق ہوں جس طرح جناب یعقوبؑ اپنے بیٹے یوسف کی ملاقات کے مشتاق تھے۔

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اگر ایسا ہی ہے تو پھر جس وقت تمہیں موت کا علم ہو جائے اگر تو اُس پر راضی اور خوش ہے تو خدا کا شکر ادا کر جس نے یہ خوشی اور شکر کرنے کی تجھے توفیق دی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساتویں مجلس

بتاریخ ــــ شب سہ شنبہ ۱۹ جمادی الاولیٰ

۷۵ ــــ ۱۲ ــــ ۱۰ ــــ ۳۴

عظیم تکلیف الٰہی ولایت اہلبیت ہے

تمام حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ خداوند عالم کی طرف سے ہمارے لیے سب سے بڑی تکلیف ولایت اہلبیت کا موضوع ہے۔

اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حدیث میں اس طرح منقول ہے کہ بنی الاسلام علی خمس الصلوٰۃ والزکوٰۃ والصوم والحج والولایۃ وما نودی احد مثل ما نودی بالولایۃ ....

دین اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ایک نماز دوسری زکوٰۃ تیسرا روزہ چوتھی حج اور پانچویں ولایت ہے اور ان میں کوئی تکلیف بھی ولایت جیسی نہیں ہے یعنی باقی چاروں سے ولایت کا درجہ بلند و بالاتر ہے۔

اور اسی طرح سنی و شیعہ حضرات نے بہت سی احادیث کو ولایت کی عظمت کی تائید میں نقل کیا ہے۔ کتاب "غایۃ المرام" صـ ۶۲۲ پر پانچ حدیثیں

Presented by Ziaraat.Com

سنی حضرات کی طرف سے اور چوبیس ۲۴ حدیث شیعہ حضرات کے طریقہ سے منقول ہیں۔

اسی مناسبت سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ولایت آل محمد علیہم السلام سے بڑھ کر کوئی تکلیف بھی بلند و عظیم نہیں ہے بلکہ کوئی عمل بھی اس وقت تک قابل قبول نہیں ہے جب تک اُس میں ولایت آل محمدؐ موجود و شامل نہ ہو یعنی ولایت اہلبیتؑ کے بغیر ہر عمل بے کار ہے۔

ابراہیمؑ خلیل اللہ بھی حضرت علیؑ کے شیعہ تھے

اہلبیت رسولؐ کا مقام ہر پیغمبر مرسل اور ملک مقرب سے ارفع و اعلیٰ ہے خداوند عالم نے جناب ابراہیم خلیل کو جسقدر بھی شان و عظمت اور جلالت و خلّت سے نواز ہوا تھا اُس کے باوجود جب آپ نے شیعان اہلبیت کے انوار کو دیکھا کہ وہ ستاروں کی طرح آفتاب و ماہتاب ولایت کے ارد گرد موجود ہیں تو آپ نے دعا مانگی کہ یا اللہ مجھے حضرت علیؑ کے شیعوں میں قرار دے جیساکہ سورہ الصافات آیت وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ (وقف لازم) ۳۷/۸۳ کی تفسیر میں موجود ہے کہ ــــ اور یقیناً ابراہیمؑ ضرور اس کے شیعوں (پیروکاروں) میں سے تھا

Presented by Ziaraat.Com

ابراہیمؑ نے انوار اہلبیتؑ کو دیکھا

چنانچہ تفسیر برہان میں جابر سے صادق آل محمدؐ کا ایک فرمان نقل ہوا ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ملکوت کو جب جناب ابراہیم کے لیے نشان قرار دیا تو خلیل اللہ نے عرش کے پہلو میں ایک نور کو دیکھا تو عرض کی پالنے والے یہ نور کیا ہے؟ جواب ملا کہ یہ نور ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس کو میں نے اپنی تمام مخلوق سے برگزیدہ کیا ہے اُسی نور کے پہلو میں خلیل اللہ نے ایک اور نور دیکھا تو عرض کی یہ نور کس کا ہے؟ جواب ملا یہ نور علی ابن ابی طالبؑ کا ہے جو میرے دین کی تبلیغ میں ایک مددگار کی حیثیت رکھتا ہے پھر دو تین نور اور دیکھے تو عرض کی خدایا یہ نور کون سے ہیں؟ فرمایا یہ پہلا نور فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا ہے جو محبانِ پنجتن پاک کو جہنمؑ کی آگ اور اُس کے عذاب سے بچائے گا اور دوسرے دو نور انہی معظمہ بی بی کے فرزند حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

پھر جناب خلیل نے عرض کی اِن کے علاوہ یہ اور نو (۹) نور جو میں دیکھ رہا ہوں یہ کس کے ہیں؟ جواب ملا یہ وہ نو امام ہیں جو نسل علیؑ و بتولؑ میں صلب حسینؑ سے ہوں گے جناب ابراہیم نے عرض کی خدایا تجھے پنجتن پاکؑ کا واسطہ اِن کا تعارف مجھے کرا دے جواب ملا اے ابراہیمؑ یہ پہلا سید سجاد زین العابدین علی ابن الحسینؑ ہے اور دوسرا اُن کا بیٹا محمدؐ بن علیؑ ہے اور تیسرا اُن کا بیٹا جعفرؑ بن محمدؐ ہے اور چوتھا اُن کا بیٹا موسیٰؑ بن جعفرؑ ہے اور پانچواں اُن کا بیٹا علیؑ بن موسیٰؑ ہے اور چھٹا اُن کا بیٹا محمدؐ بن علیؑ ہے اور ساتواں اُن کا بیٹا علیؑ بن محمدؐ ہے اور آٹھواں اُن کا

Presented by Ziaraat.Com

بیٹا حسنؑ بن علیؑ ہے اور نواں اُن کا بیٹا حضرت حجّت قائم المہدیؑ ہے۔

شیعان علیؑ کی نشانی

جناب ابراہیم نے عرض کی یا اللہ کچھ نور میں اِن انوار مقدسہ کے ارد گرد دیکھ رہا ہوں یہ کون سے نور ہیں — جواب ملا یہ بزرگواران شیعان علیؑ ہیں جناب خلیل نے عرض کی شیعان علیؑ کی نشانی کیا ہے فرمایا اُن کی نشانی اکاون ۵۱ رکعت نماز پڑھنا ہے جن میں سترہ ۱۷ رکعت واجبہ نماز پنجگانہ یومیہ ہے اور چونتیس ۳۴ رکعت نماز نافلہ ہے رات اور دِن میں دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ نماز میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو بلند آواز سے پڑھتے ہوں گے اور تیسری نشانی یہ ہے کہ وہ قنوت پڑھنے والے ہوں گے اور چوتھی نشانی یہ ہے کہ وہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے ہوں گے۔ جناب ابراہیمؑ نے جب یہ سنا تو فوراً عرض کی یا اللہ مجھے شیعہ علیؑ بنا دے —

وان من شیعتہ لابراھیم

نعمت الٰہی ولایت کا دستر خوان

یہ مقام اہلبیتؑ جو عرض کیا گیا ہے یہ انہی کے ساتھ مختص ہے اور انہی کے شایان شان ہے دوسرا کوئی بندہ بھی اِس مقام کی حقیقی رفعت کو حاصل نہیں کر سکتا البتہ اِن مقدس ہستیوں کے توسط سے خداوند عالم نے جو ایک وسیع دستر خوان ولایت بچھایا ہوا ہے اُس دستر خوان تک پہنچنے کے لیے جو بھی جسقدر کوشش

Presented by Ziaraat.Com

کرے گا اسی قدر وہ کمالات اور شرافت کی منازل کو حاصل کرے گا۔

ولایت کا معنیٰ اگر "واؤ" کی زبر سے ہو جیسے وَلَایت تو اس کا معنیٰ محبت اور دوستی کا ہوگا اور اگر زیر کے ساتھ ہو جیسے وِلَایت تو پھر تابعداری اور پیروکاری کے معانی ہوں گے۔

لہٰذا اہلبیت کی محبّت میں یہ جذبہ موجود ہے کہ وہ محبّت کرنے والے شخص کو زمین سے آسمان کی بلندی تک لے جا سکتا ہے اور اُن کی تابعداری کے نور میں یہ طاقت موجود ہے کہ وہ محبّت کرنے والے کے عمل میں ہر قسم کی کمی کو زیادتی میں اور پستی کو بلندی میں تبدیل کر سکتا ہے اگرچہ اُس کے دِل میں اندھیرا ہی کیوں نہ ہو اِن کی محبّت کا نور وہاں روشنی کر دے گا قرآنی آیات میں اس نعمت عظمیٰ کی طرف بہت زیادہ اشارے موجود ہیں منجملہ اُن کے ایک یہ بھی ہے۔

بروز محشر اِس نعمت کا سوال ہوگا

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۱۰۲/۸ سورۃ التکاثر۔

پھر البتہ تم سے اُس دِن (قیامت کے دِن) نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پرس ہوگی۔

کتاب "غایۃ المرام" صفحہ ۲۵۸ پر تین حدیثیں سُنّی حضرات اور تیرہ احادیث شیعہ حضرات کے طریق سے منقول ہیں کہ اِس آیۂ مجیدہ میں "نعیم" نعمتوں سے مراد رسول خدا، علی مرتضیٰ، آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں جن میں سے ایک روایت کو

Presented by Ziaraat.Com

ہم یہاں آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

ٹھنڈا پانی، پاک کھانا اور سکون کی نیند

شیخ صدوق نے کتاب "عیون اخبار الرضاؑ" میں ابراہیم بن العباس سے روایت کی ہے کہ ایک دن ہم حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو امامؑ نے فرمایا دنیا میں کوئی بھی نعمت حقیقی نہیں ہے کیونکہ جو کچھ ہے وہ سب فنا ہونے کو ہے تو بعض دوسرے فقہا جو مجلس امام میں بیٹھے ہوئے تھے اس آیۂ مجیدہ کو پڑھنے لگے کہ۔

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۱۰۲/۸ ۔

یہ دنیاوی نعمت ہے اور وہ نعمت ٹھنڈا پانی ہے جس کا قیامت کے دن سوال ہوگا۔

امامؑ نے بلند آواز میں فرمایا کہ مجھے تمہاری اس تفسیر پر اعتراض ہے کیونکہ "نعیم" کی جو تم تفسیر کر رہے ہو اس قسم کی تو کئی تفسیریں میرے دادا حضرت جعفر صادقؑ کی مجلس میں کی گئی تھیں جیسا کہ میرے باپ امام موسیٰ کاظمؑ نے مجھے بتلایا کہ میرے باپ کے سامنے ایک گروہ کہنے لگا کہ "نعیم" سے مراد ٹھنڈا پانی ہے، دوسرا گروہ کہنے لگا "نعیم" سے مراد پاک کھانا ہے، تیسرا گروہ کہنے لگا کہ "نعیم" سے مراد سکون کی نیند ہے تو صادق آل محمد علیہم السلام نے غصے میں آکر فرمایا کہ یہ تمام چیزیں تو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہیں اس احسان کا سوال وہ کیونکر کرے گا جب کہ وہ مخلوق سے کہتا ہے کہ احسان کر کے جتلانا بری بات

Presented by Ziaraat.Com

ہے تو پھر خداوند عالم جس چیز کو مخلوق کے لیے پسند نہیں کرتا اُسے اپنی لیے کب پسند فرمائے گا۔

حقیقی نعمت ولایت اہلبیتؑ ہے

لہٰذا وہ حقیقی نعمت جس کا بروز محشر توحید و نبوت کے بعد سوال ہو گا وہ ہم اہلبیتؑ کی محبت دوستی اور تابعداری ہے پس جس شخص نے بھی اس تکلیف کو برداشت کیا ہو گا یعنی موالات اہلبیت نبوۃ کو قائم رکھا ہو گا جو ایک حقیقی نعمت ہے اُسے دوسری نعمت حقیقی ودائمی سے نوازا جائے گا یعنی اُس کا ٹھکانہ جنت الفردوس میں ہو گا۔

اور میرے باپ موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا اے علیؑ مرنے کے بعد آدمی سے جو پہلا سوال ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور میری ختم نبوت اور تیری ولایت کا ہو گا یعنی شہادت توحید و نبوت کے بعد اے علیؑ تیری ولایت کا سوال ہو گا اور جو کوئی توحید و نبوۃ کے بعد تیری شہادت کا اعتقاد رکھتا ہو گا اقرار کرتا ہو گا اُسے بہشت میں جگہ دی جائے گا۔

بروز محشر کا آخری سوال

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ۔

Presented by Ziaraat.Com

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ۳۷/۲۴ الصفت۔

اور انہیں ٹھہراؤ یقیناً ان سے سوال کئے جانے ہیں۔

آٹھ حدیثیں سنیؒ حضرات نے اور چھ حدیثیں شیعہ حضرات نے نقل کی ہیں کہ یہ ولایت کا سوال ہے یہاں صرف ایک روایت کو آپ کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے۔

ابو سعید خدری کہتا ہے کہ میں نے رسول خداؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب قیامت برپا ہو گی تو خداوند عالم دو فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ تم پلصراط پر کھڑے ہو جاؤ اور کسی کو بھی جنت کی طرف مت جانے دو مگر اُسے جس کے پاس علیؑ کا دیا ہوا پروانہ راہداری ہو جنت میں جانے دو ہاں جس کے پاس علیؑ کی تحریر نہ ہو اُسے جہنم کی آگ میں گرا دو اور یہی ہے قول خداوند عالم کا کہ

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ۔

میں نے عرض کی میری جان آپ پر قربان اے اللہ کے رسولؐ اس پروانہ راہداری سے کیا مراد ہے؟ فرمایا وہ ایک ایسا خط ہے جس پر لکھا ہو گا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ وصی رسول اللہ۔

سنی حضرات نے اس سلسلہ کی بہت سی روایت کو نقل کیا ہے اُسی کتاب "غایۃ المرام" کے باب نمبر ۵۴ اور ۵۵ میں دس حدیثیں سنیؒ حضرات اور سات شیعہ حضرات کے طریق سے نقل ہوئی ہیں اسی طرح باب نمبر ۵۲ میں چار عامہ اور پانچ حدیثیں خاصہ کی طرف سے نقل ہوئی ہیں کہ قیامت کے دن "ولایت اہلبیت" کا سوال ہو گا۔ یہاں صرف ایک حدیث کو پیش کرتا ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

چار چیزوں کا سوال ہوگا

موفق بن احمر نے متصل سند کے ساتھ رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ والذی نفسی بیدہ لا یزول قدم عبد یوم القیمۃ حتی یسئلہ اللہ تعالیٰ عن اربع (۱) عن عمرہ فیما افناہ (۲) وعن جسدہ فیما ابلاہ (۳) وعن مالہ ممّا اکتسبہ و فیما انفقہ (۴) وعن حبّنا اھل البیت۔

قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت کے دِن بندہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکے گا جب تک وہ اِن چار سوالوں کا جواب نہ دے لے گا۔

پہلا سوال ——— تو نے اپنی جوانی کہاں اور کیسے گزاری یعنی اپنی زندگی کس کام میں گزاری؟

دوسرا سوال ——— تو نے اپنے وجود کو کس شغل میں مبتلا رکھا؟

تیسرا سوال ——— تو نے مال کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا؟

چوتھا سوال ——— حضورؐ نے فرمایا یہ ہماری اہلبیتؑ کی محبّت کا سوال ہوگا کہ ان سے تو نے محبّت کی ہے یا نہیں۔

عمر بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ آپ کے بعد آپ کی محبّت کی نشانی کیا ہے؟ حضور نے حضرت علیؑ کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میرے بعد میری دوستی کی علامت اس علیؑ کی دوستی ہے مذکورہ کتاب کے باب ۴۶ اور ۴۷ پر سولہ حدیثیں سنّی حضرات

Presented by Ziaraat.Com

سے اور انتیس ۲۹ شیعہ حضرات سے نقل ہے کہ نجات کا وسیلہ اور قبولیت اعمال کا سبب فقط اور فقط ولایت اہلبیت علیہم السلام ہے۔

چونکہ اس ولایت اہلبیتؑ کے سلسلہ میں روایات بہت زیادہ ہیں تفصیل کے لیے آپ کتاب مذبور اور بحار الانوار جلد سات کی طرف رجوع فرمائیں تاکہ اس ولایت و نعمت اہلبیت کی بزرگی کو آپ جان سکیں۔

ولایت کے علاوہ سوال

وقفوھم انھم مسئولون۔ کے تحت جو روایات ہم تک پہنچی ہیں اُس کا مطلب ہے کہ یہ سوال بھی واجبات سے ہے اِس کے علاوہ بھی سوال ہوں گے البتہ اتنا ہم ضرور کہتے ہیں کہ دوسرے تمام سوالوں کے جواب پر اِس جواب کو زیادہ اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہی سوال قبولیت اعمال کا سبب اور جنت جانے کا ذریعہ ہے۔

نماز روزہ وغیرہ کا سوال بھی ہوگا

چنانچہ کتاب "غایۃ المرام" میں ابن عباس سے ایک روایت موجود ہے کہ صراط پر سات پُل ہیں یعنی سات مقام ہیں جہاں سوال و جواب ہوگا ایک پُل کی لمبائی ستر ہزار فرسخ ہے جو ساٹھ ہزار میل کے لگ بھگ بنتی ہے اور ہر پُل پر ستر ہزار فرشتے کھڑے ہوئے ہیں جو گزرنے والوں سے سوال کریں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلی پل پر ولایت علیؑ کا سوال ہوگا اور محبّت اہلبیتؑ کا سوال ہوگا جن کا صحیح جواب آنے پر انسان پل صراط سے بجلی کی رفتار سے گزر جائے گا۔

دوسری پل پر نماز کا سوال تیسری پل پر زکوٰۃ کا سوال چوتھی پر روزہ کا سوال، پانچویں پر حج کا سوال، چھٹی پر جہاد کا سوال اور ساتویں پل پر عدل کا سوال ہوگا۔

ولایت اہلبیتؑ کی برکات بے حساب ہیں

فی الحال اتنا جان لینا ہی کافی ہے کہ جس شخص کی اِس مقدس گھرانے کے ساتھ جس حساب سے محبّت و عقیدت ہوگی اُسی مناسبت سے اُس کے لیے میزان و حساب ہوگا۔

فرمایا ــــ خدا کی قسم مومنین کے دِلوں میں نورِ امام اسقدر روشن ہے جو سورج سے زیادہ تیز ہے اور اسی نورِ ولایت کی وجہ سے مومن شیطان کو دور کرتا ہے کیونکہ یہ نور شیطان کے لیے ایک شعلہ زن تیر ثابت ہوتا ہے۔

اور اِس مقدس گھرانے کی وجہ سے شیطان مومن کے قریب نہیں آسکتا اگر آتا ہے تو اِن کی محبّت و ولایت کے نورانی تیر سے اُسے پیچھے ہٹا دیا جاتا ہے۔

سلمان ہم اہلبیت سے ہے

سلمان جو کچھ بھی کرامات و عجائبات رکھتے تھے، علم بلایا و منایا رکھتے تھے اور اسم اعظم کو جانتے تھے یہاں تک کہ ماکان اور ومایکون کو جانتے تھے یہ سب کچھ

Presented by Ziaraat.Com

ولایت محمد وآل محمد علیہم السّلام کی برکت سے اُن کو عطاء ہوئی تھی کہ مسلمان اِس منزل پر پہنچے اور رسول خداؐ نے فرمادیا۔ المسلمان منّا اھل البیت۔ سلمان ہم اہلبیت سے ہے۔

سلمان محمدیؐ کی تین خصلتیں

منصور بن برزج کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ اے آقا آپ سلمان فارسی کو بہت زیادہ یاد کرتے ہیں ـــــ تو امامؑ نے فرمایا سلمان فارسی مت کہا کرو بلکہ اُسے تم سلمان محمدیؐ کہا کرو اور کیا تم جانتے ہو کہ میں سلمان کو زیادہ کیوں یاد کرتا ہوں؟ میں نے عرض کی نہیں جانتا ـــــ تو فرمایا میں اُس کی تین خصلتوں کی وجہ سے زیادہ یاد کرتا ہوں۔

احدھما ایثارہ ھوی امیر المومنینؑ علیٰ ھویٰ نفسہ، والثانیۃ حبّہ للفقراء واختیارہ ایّاھم علیٰ اھل الثروۃ والعدد، والثالثۃ حبّہ للعلم والعلماء انّ سلمان کان عبدا صالحا حنیفا مسلما وما کان من المشرکین۔

(سفینۃ البحار ص ۶۲۶/۶۲۶ ج اول)

اُس کی پہلی خصلت تو یہ ہے کہ وہ اپنی ذات سے زیادہ حضرت علیؑ کو چاہتا تھا اور ہر لحاظ سے اُن کی ذات کو اپنی ذات پر مقدم رکھتا تھا یعنی اُس کا کردار اور اُس کی گفتار مکمل طور پر حضرت علیؑ کے فرمان اور اُن کی محبّت کے تحت ہوتی تھی اور وہ خواہشات نفسانی کی پیروی نہیں کرتا تھا بلکہ امر علیؑ کی تابعداری کرتا تھا اور یہی

Presented by Ziaraat.Com

ہے قبولیتِ ولایت کی اصل حقیقت۔

دوسری خصلت ـــــ وہ تنگدستوں سے محبت کرتا تھا اور دولتمندوں دنیاداروں سے نفرت کرتا تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ وہ فقراء کو امراء پر ترجیح دیتا تھا۔

تیسری خصلت ـــــ وہ علم اور علماء سے محبت کرتا تھا۔

بے شک سلمان محمدیؐ ایک نیک اور خدا کی وحدانیت کو تسلیم کرنے والا مومن مرد تھا اور شرک کرنے والوں سے قطعاً اُس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

اگر اس گھر کی عقیدت و محبت کی وجہ سے مردوں میں جناب سلمان ان مراتب تک پہنچے ہیں تو اِس گھرانے کی عقیدت و خدمت کی وجہ سے عورتوں میں ایک عورت بھی اُن کمالات تک پہنچی ہے جہاں کوئی مرد بھی نہیں پہنچ سکا نمونہ کے طور پر ہم یہاں کنیز زہراؑ جناب فضہؑ اور امِ ایمن کا تذکرہ کرتے ہیں۔

خادمہ زہراؑ جناب فضہؑ ہندی کنیز ہیں

شیخ نے اختصاص میں لکھا ہے کہ فضہ حبشی کنیز نہ تھیں بلکہ ہندی تھیں وہ نہ تو عربی تھیں اور نہ ہی عجمی تھیں بلکہ ہندی تھیں ـــــ اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے خود اِس کنیز کو خدمت اقدس رسول خداؐ میں بھیجا تھا ہدیہ کے طور پر اور حضور اکرمؐ نے انہیں جناب زہراؑ کی خدمت میں بھیج دیا اور اِس شریف خاتون نے جناب زہراؑ کی اسقدر خدمت کی کہ اسی خدمت کی برکت نے جناب فضہؑ کو کرامت و معرفت ولایت کے مقام تک پہنچا دیا جس کی

Presented by Ziaraat.Com

گواہی کے لیے نمونہ کے طور سید ھاشم بحرانی کی وہ حدیث پیش کرتا ہوں جو اِس بی بی کی شان و رفعت کی حقیقت ہم پر واضح کر دے گی۔

بغیر طہارت کے خدمت معصوم میں حاضر نہ ہوتی

ایک دِن وضو کے وقت حضرت علی علیہ السلام نے آواز دی کہ فضہؑ وضو کے لیے پانی لاؤ مگر فضہؑ نے جواب نہ دیا دوسری مرتبہ آواز دی یہاں تک کہ تین مرتبہ آواز دینے پر بھی جواب نہ آیا تو حضرت علی علیہ السلام وضو کے پانی کے لیے خود اُٹھ کر جب حجرہ سے باہر آئے تو ہاتف نے آواز دی پانی آپ کی دائیں جانب پڑا ہے حضرت علیؑ نے پانی لے کر وضو کیا۔

اسی وقت حضور اکرمؐ اندر تشریف لائے جب کہ وضو کے پانی کے قطرے حضرت علیؑ کی ریش مبارک سے ٹپک رہے تھے تو رسول خداؐ نے فرمایا یا علیؑ کیا آپ جانتے ہیں کہ آواز دینے والا کون تھا اور آواز کیا تھی؟ حضرت علیؑ نے عرض کی سرکار آپ تو مجھ سے بھی بہتر جانتے ہیں فرمایا ہاں یہ ہمارے بھائی جبرائیل کی آواز تھی جو خدا کی طرف سے سلام پیش کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ فضہؑ پر ناراض نہ ہونا اُس کے نہ آنے اور پانی نہ لانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ طہارت میں نہ تھی۔

دیکھئے خداوند عالم نے اِس بی بی کو اِس مقدس گھرانے کی کسقدر معرفت کرائی ہے کہ وہ جانتی ہے کہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہونا مسجد میں حاضر ہونے سے بلند تر ہے اور اِن کا مقام اور تقدس زیادہ ہے لہٰذا اُس نے طہارت کے بغیر خدمت امامؑ میں حاضر ہونا مناسب نہیں سمجھا۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب فضہؑ کے بارے میں حضرت علیؑ کی دعا

یہی وہ مقام تھا جب حضرت علیؑ نے جناب فضہؑ کے لیے دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ اللّٰھم بارك لنا فی فضتنا ۔ پالنے والے ہماری فضہؑ کو مبارک اور خیر و برکت کی تصویر بنا دے ۔۔۔ یعنی حضرت علی علیہ السلام جناب فضہؑ کو اپنے لوگوں میں شمار کیا ہے۔

اور تمام مفسرین نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ سورہ ھل اتیٰ کے شان نزول میں فضہؑ اہلبیتِ رسول کے ساتھ شریک ہے کیونکہ آپ نے بھی اپنا کھانا اپنے سرداروں کی پیروی کرتے ہوئے مسکین، یتیم اور قیدی کو دے دیا تھا اس سورہ میں اہلبیتؑ کی محبت و عقیدت اور ولایت نے آپ کو شریک کیا ہے۔

برکت علم و مال اور اولاد فضہؑ

حضرت علی علیہ السّلام کی دعا کی برکت سے خداوند عالم نے آپ کو علم و مال اور اولاد و برکت سے نوازا یہاں صرف ہم ایک مثال بطور نمونہ عرض کرتے ہیں جس میں یہ ثابت ہے کہ اس لاڈلی کنیز نے قرآن کے سوا کبھی بھی کلام نہیں کیا یعنی جب بھی کوئی آپ سے بات کرتا تھا تو آپ قرآن کی آیت سے اُس کا جواب دیتی تھیں۔

Presented by Ziaraat.Com

قرآنی آیات سے جواب

علامہ مجلسیؒ بحار الانوار کی دسویں جلد میں قتیبہ سے نقل کرتے ہیں کہ زہاد سے ایک شخص کہتا ہے کہ میں سفر حج میں قافلہ کے پیچھے چلا رہا تھا کہ اچانک میں نے ایک عورت کو دیکھا جو قافلہ سے پیچھے رہ گئی تھی۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟

فضہ ــــ جواب میں یہ آیت پڑھی۔

وَقَالُ سَلَامٌ ط فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۴۳/۸۹ الزخرف بندہ خدا پہلے سلام کیا جاتا ہے پھر بہت جلد ایک دوسرے کو جان لیا جاتا ہے۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں سمجھ گیا مسلمان ہے اور ابتدائے گفتگو کا اسلامی طریقہ مجھے بتا رہی ہے لہٰذا میں نے سلام کیا اور پھر سوال دہرایا۔

فضہ ــــ نے کہا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ط ۲۴/۶۱ النور پس اپنے نفسوں کو سلام کیا کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت والا پاکیزہ تحفہ ہے۔ عبداللہ کے سلام کا جواب پھر قرآن سے دیا کہ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۶/۵۴ الانعام۔ تم پر سلامتی ہو تمہارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت واجب کر لی ہے۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں نے پوچھا آپ اکیلی صحرا میں کیا کر رہی ہیں؟

فضہ ــــ نے پھر قرآن کی آیت پڑھ کر جواب دیا کہ۔ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ

Presented by Ziaraat.Com

فَمَالَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ط ۳۹/۳۷ الزمر اور جسے اللہ تعالیٰ منزل مقصود پر پہنچاتا ہے پھر اُسے بھٹکانے والا کوئی نہیں۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں نے پوچھا آپ کا تعلق جنات سے ہے یا انسانوں سے؟

فضہ ــــ نے قرآن ہی سے جواب دیتے ہوئے کہا وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ ۱۷/۷۰ بنی اسرائیل اور بے شک ہم نے اولاد آدمؑ کو بزرگی بخشی ہے۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں نے پوچھا آپ کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟۔

فضہ ــــ نے کہا اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۴۱/۴۴ حم السجدہ ۔ جس کا مطلب ہے کہ بہت دور سے آرہی ہوں۔ لفظی ترجمہ۔ یہ لوگ دور کی جگہ سے پکارے جاتے ہیں۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں نے پوچھا آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتی ہیں؟

فضہ ــــ نے اِس سوال کا جواب بھی قرآن ہی سے دیا کہ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۳/۹۷ آل عمران اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اس گھر کا حج واجب ہے جس کو بھی اس بیت اللہ تک پہنچنے کی راہ میسر آجائے ــــ جس کا مطلب ہے کہ میں حج کرنے جارہی ہوں۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں نے پوچھا آپ کو کتنے دن ہو گئے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

اِس راہ پر سفر کرتے ہوئے؟

فضہ ـــــ نے یہ آیت پڑھی وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ۱۱/۷ ھود اور وہ، وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دِنوں میں پیدا کیا ہے ـــــ مطلب ہے کہ مجھے چھ دِن ہو گئے ہیں اِس سفر میں۔

عبداللہ ـــــ کہتا ہے میں نے پوچھا کیا آپ کے پاس ضروری خوراک ہے؟

فضہ ـــــ نے پھر قرآن پڑھا وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا یَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ ۔ ۲۱/۸ الانبیآء۔ اور ہم نے انہیں ایسے جسم نہیں بنایا تھا جو کھانا نہ کھاتے ہوں۔

عبداللہ ـــــ کہتا ہے میں سمجھ گیا خوراک چاہتی ہیں لہٰذا میں نے کھانا پیش کیا اور ایک سوال کیا کہ آپ دوسرے عام آدمیوں کی طرح بات کیوں نہیں کرتیں؟

فضہ ـــــ نے جواب میں یہ آیت پڑھی مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ۔ ۵۰/۱۸ ق ۔ وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالنے پاتا مگر یہ کہ اس کے پاس ایک نگہبان تیار رہتا ہے

عبداللہ ـــــ کہتا ہے میں نے پوچھا آپ کس قبیلے اور کس گروہ سے تعلق رکھتی ہیں؟۔

فضہ ـــــ نے جواباً کہا۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۱۷/۳۶ بنی اسرائیل۔

Presented by Ziaraat.Com

اور جس بات کا تجھے علم نہ ہو اُس کے درپے نہ ہوا کرو بے شک کان اور آنکھ اور دل اِن سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں سمجھ گیا یہ بی بی اِس سلسلہ میں بات نہیں کرنا چاہتی لہٰذا میں نے اُس کو کہا کہ آپ چلنے میں جلدی کریں تاکہ قافلہ کے ساتھ مل جائیں۔

فضہ ــــ نے جواب میں قرآن کی یہ آیت پڑھی۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ۲/۲۸۶ البقرۃ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں نے کہا کیا آپ اونٹ کی سواری پسند فرمائیں گی۔

فضہ ــــ نے قرآن مجید سے ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْہُ اللّٰہُ ۲/۱۹۷ البقرہ اور جو نیکی تم کرو گے اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں نے کہا آؤ بی بی میرے پیچھے اونٹ پر سوار ہو جاؤ تاکہ میں جلد از جلد آپ کو قافلہ تک پہنچا دوں۔

جناب فضہ ــــ نے قرآن مجید کی اِس آیت سے مجھے جواب دیا کہ۔ لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا.... ۲۱/۲۲ الانبیاء۔ اگر اِن دونوں یعنی زمین آسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کئی اور خدا ہوتے تو دونوں برباد ہو گئے ہوتے۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایک اونٹ پر دونوں اکٹھے سواری کریں۔

Presented by Ziaraat.Com

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں پیدل ہو گیا اور اُس بی بی کو تنہا اونٹ پر سوار کرا دیا تو اُس نے یہ آیت پڑھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔

فضہ ــــ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے اِسے مسخر کر دیا۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں نے اونٹ کو دوڑایا تاکہ قافلہ کے ساتھ جلدی مل جائیں مگر۔

فضہ ــــ نے کہا۔ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ.... ۳۱/۱۹ لقمان اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو دھیمی کر۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں آرام سے چلنے لگا اور آہستہ آہستہ شعر پڑھنے لگا تو۔

فضہ ــــ نے یہ آیت پڑھ کر مجھ سے کہا۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ .... ۴۳/۲۰ لقمان پس اِس قرآن میں سے جو تمہیں میسر آئے وہ پڑھ لیا کرو۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں نے کہا خداوند عالم نے آپ کو بہت ہی خیر و برکت سے نوازا ہے کہ اسقدر اہل قرآن ہو اور ہر بات کے جواب میں قرآن پڑھتی ہو۔

فضہ ــــ نے جواب میں پھر قرآن مجید پڑھا کہ۔ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۱۳/۱۹ الرعد رسوا اس کے نہیں ہے کہ عقل والے ہی اِس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں نے کہا مجھے کوئی نصیحت کیجئے تو جواب میں

Presented by Ziaraat.Com

کہا کہ جو کوئی خداوند عالم کی یاد سے غافل ہوا اُس کے لیے اِس دنیا کی زندگی ایک تنگی ہوگی کہتا ہے جب ہم قافلہ کے قریب پہنچ گئے تو میں نے پوچھا اِس قافلہ میں تیرا کوئی جاننے والا ہے؟

فضہ ــــ نے قرآن ہی سے جواب دیا کہ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا... ۱۸/۴۶ الکھف مال اور بیٹے دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔ یعنی اِس قافلہ میں میرا مال اور بیٹے موجود ہیں

عبداللہ ــــ کہتا ہے جب میں نے پوچھا کہ آپ کے بیٹوں کے نام کیا ہیں تو چار آیات پڑھ کر بتایا کہ میرے یہ چار بیٹے ہیں۔

فضہ ــــ (۱) یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ..... ۳۸/۲۶ ص (۲) فَلَمَّا اَتٰىهَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ۲۰/۱۱ طٰه (۳) یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ط..... ۱۹/۱۲ مریم (۴) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط..... ۳/۱۴۴ آل عمران۔

عبداللہ ــــ کہتا ہے میں سمجھ گیا اس قافلہ میں اِس کے چار بیٹے ہیں ایک کا نام داؤد ہے دوسرے کا نام موسیٰ ہے تیسرے کا نام یحییٰ ہے اور چوتھے کا نام محمد ہے۔ لہٰذا میں نے قافلہ میں جاکر ان ناموں یعنی داؤد و موسیٰ و یحییٰ و محمد کو آواز دی تو یہ چاروں اُس عورت کے پاس آگئے اور حال و احوال پوچھا تو اُس عورت نے میرے احسان کا ذکر کیا اور مناسبت سے یہ آیت پڑھی۔

فضہ ــــ یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ۲۸/۲۶ القصص جس کا مقصد تھا کہ میرے بیٹوں اِس محسن کو اجرت دو۔

عبداللہ ــــ پس انہوں نے مجھے کچھ چیزیں تو اُس عورت نے یہ آیت پڑھی

Presented by Ziaraat.Com

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۳/۱۳۴ آل عمران۔ اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے تو اُس کے بیٹوں مجھے کچھ اور دے دیا ــــ تو میں نے اُن سے پوچھا تم کون ہو اور یہ عورت تمہاری کیا لگتی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس کے بیٹے ہیں تو میں نے کہا یہ خود کون ہے جو بغیر قرآن کے کلام ہی نہیں کرتی میں نے جو بات کی ہے اس نے قرآن سے جواب دیا ہے تو انہوں نے کہا ھذہ امتنا فضہ جاریۃ الزھرا ما تکلمت منذ عشرین سنۃ الا بالقرآن ہماری ماں فضہ ہے جو جناب فاطمہ الزہراؑ کی کنیز ہیں اور انہوں نے بیس سال سے بغیر قرآن کے کلام نہیں کیا یعنی بیس سال ہو گئے ہیں ان کو قرآن کی آیات سے جواب دیتے ہوئے۔

عطیہ الٰہی وفوق العادہ

یہ ایک بہت مشکل کام ہے جس میں آپ غور و فکر کریں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ فقط قرآن کو حفظ کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ موقع و مناسبت کے لحاظ سے اُس کی ہر آیت کو استعمال کرنا بہت بڑا کام ہے۔ جو بغیر عطیہ الٰہی کے نہیں ہو سکتا لہٰذا جناب فضہ پر خدمت زہراؑ کی برکت سے یہ خدا کا عطیہ ہے اور اس سے بڑھ کر خداوند عالم کا جناب فضہ کے لیے یہ عطیہ ہے کہ وہ معرفت اہلبیتؑ کے وسیلہ سے ہر آیت کی مناسبت اور اُس کی حقیقت سے واقف ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

برکات ولایت در اعقاب فضہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے قمیشری شیخ الاسلام سے عبداللہ مبارک کا یہ قول نقل کیا ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ میں نے سفر حج میں بیابان میں ایک عورت کو دیکھا جس کا اونٹ بے کار ہو چکا ہے اور وہ قافلہ سے پیچھے رہ گئی ہے اور اُس میں پیدل چلنے کی طاقت بھی نہیں ہے۔ کہتا ہے جب میں اُس کے نزدیک گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُس نے آسمان کی طرف سر کو بلند کر کے کہا اے پالنے والے میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھی ہوئی تھی تو نے اپنے گھر کی زیارت کا شوق میرے دل میں ڈالا مجھے گھر سے اپنے گھر کی طرف چلنے کی توفیق دی اب راستہ میں میں پریشان حال ہوں اگر کوئی اور میرے ساتھ ایسا کرتا تو میں اُس کی شکایت تیرے دربار میں کرتی۔

عبداللہ کہتا ہے میں نے دیکھا کہ اچانک ایک شتر سوار ظاہر ہوا جس نے اس عورت کے سر کے پاس آکر کہا کیا تو اس اونٹ پر سوار ہو سکتی ہے تو اُس نے کہا ہاں۔ سوار نے کہا پھر سوار ہو جا پس وہ عورت سوار ہو گئی اور اُس ناقہ نے بجلی کی طرح حرکت کی اور میری نظروں سے وہ منظر اوجھل ہو گیا۔ جس وقت میں مکہ میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی عورت غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعا مانگ رہی ہے قریب جا کر میں نے اُس کو قسم دے کر پوچھا کہ بتا تو کون ہے؟ تو اُس نے کہا میں شہرہ ہوں مسکہ کی بیٹی جو بیٹی ہیں فضہ کنیز زہراؑ کی اور وہ اونٹ جو تو نے بیابان میں دیکھا تھا وہ جناب زہراؑ کے صدقہ میں بہشت سے میرے لیے بھیجا

گیا تھا اور خداوند عالم نے ایک فرشتہ بھیجا تھا جو مجھے مکہ تک پہنچا گیا ہے۔

امّ ایمن کنیزی باوفا

بی بی امّ ایمن کے حالات میں ذکر ہوا ہے کہ یہ بی بی کنیز تھیں جناب آمنہ مادر پیغمبر سلام اللہ علیہا کی جو آپ کی وفات کے بعد رسول خدا کے پاس وراثت میں پہنچی تھیں اور حضورؐ نے آپ کو آزاد کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تم شادی کر لو لہٰذا اُس نے شادی کی تو ایمن نامی بیٹا پیدا ہوا جب آپ اِس کام سے فارغ ہو گئیں یعنی یہ شوہر بھی جدا ہو گیا تو دوبارہ جناب زہراؑ کے گھر میں آکر ایک کنیز کی طرح رسول کی بیٹی کی خدمت میں مصروف ہو گئیں۔

اِس کی شان میں رسول اکرمؐ سے مروی ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں جنتی عورت سے شادی کروں تو اُسے چاہیئے کہ وہ امّ ایمن سے شادی کرے لہٰذا پہلے شوہر کے بعد آپ سے زید بن حارثہ نے نکاح کیا اور اُسامہ بن زید اِسی بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے۔

ہلاکت سے نجات مل گئی

جناب زہراؑ سے آپ کی اسقدر محبّت و عقیدت تھی کہ جناب فاطمہؑ کی رحلت کے بعد آپ نے کہا تھا اب مدینہ رہنے کی جگہ نہیں ہے کیونکہ مجھے بتولؑ کی جگہ خالی نظر آتی ہے لہٰذا بیابان کی طرف آپ چلی گئی تھیں اور پیدل مکہ کی طرف سفر شروع کیا

Presented by Ziaraat.Com

راستے میں پیاس نے اسقدر نڈھال کر دیا کہ موت قریب ہو گئی تو آپ نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا اے خدایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیرے حبیب محمدؐ کی بیٹی فاطمہؑ کی کنیز اس صحرا میں پیاسی مر جائے ؟ اچانک پانی کا پیالہ ظاہر ہوا جس کو آپ نے پیا تو کئی دنوں تک دوبارہ پیاس نہ لگی بحار الانوار جلد دہم میں مناقب سے عامہ کی روایت کو نقل کیا گیا ہے کہ اس پیالہ کی وجہ سے کئی سال تک نہ تو آپ کو پیاس لگی اور نہ ہی بھوک لگی۔

کیا یہ معاملہ جناب زہراؑ کی برکات کے علاوہ ہے لہٰذا چاہیئے کہ غور و فکر کی جائے اور اس حقیقت کو سمجھا جائے کہ جو کچھ نعمات ہم رکھتے ہیں وہ سب اس گھرانے کے طفیل ہے جب آپ اس حقیقت کو جان لیں گے تو انشاء اللہ آپ کی محبت اس گھرانے سے زیادہ ہو جائے گی۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آٹھویں مجلس

بتاریخ شب چہار شنبہ ۲۰ر جمادی الاولیٰ

۷۵ — ۱۲ — ۱۰ — ۳۴

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى... ۴۲/۲۳ الشوریٰ

اے رسول کہدو کہ میں اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ میری اقربیٰ سے مودۃ رکھو۔

حقیقت ولایت کیا ہے؟

ولایت اہلبیت عبارت ہے اُن سے قلبی مودۃ اور قول و فعل میں اُن کی تابعداری اور عکاسی سے یعنی حقیقت ولایت یہ ہے کہ در اہلبیتؑ پہ اپنی گردن کو اس طرح جھکایا جائے کہ دیکھنے والے محسوس کرسکیں کہ یہ شخص اہلبیتؑ کو اپنا حاکم و سردار مانتا ہے۔

قرآن مجید میں ولایت کے موضوع کو بڑے عنوانوں کے ساتھ یعنی نعمت مطلق، کمال دین، عروۃ الوثقیٰ اور حبل اللہ سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ نعمتوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۱۶/۸۳ النحل. وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پہنچانتے ہیں پھر

Presented by Ziaraat.Com

اُس کا انکار کرتے ہیں (صادق آل محمد علیہم السلام فرماتے ہیں وہ نعمت ہم ہیں) اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا۔

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۱۰۲/۸ التکاثر۔

پھر البتہ تم سے اُس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پرس ہوگی (اور وہ نعمت جس کا سوال ہوگا محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں)

اور کمال دین کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔۔۔۔ ۵/۳ المائدہ۔

میں نے آج کے دن تمہارے دین کو تمہارے لیے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور میں نے تمہارے لیے دینِ اسلام کو پسند کر لیا۔

اور عروۃ الوثقیٰ کے سلسلہ میں فرمایا۔

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۲/۲۵۶ البقرہ

یقیناً اُس نے ایسی مضبوط رسی کو تھام لیا جس کے لیے ٹوٹنا ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

اور دوسری جگہ پر حبل اللہ کے بارے میں فرمایا۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔۔۔۔ ۳/۱۰۳ آل عمران۔

اور تم سب اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوط پکڑے رہو اور متفرق نہ ہو۔

دین کی روح ولایت اہلبیتؑ ہے اگر یہ نہیں تو آپ ایک ایسا جسم ہیں جس میں روح نہ ہو،

Presented by Ziaraat.Com

تقویٰ بغیر ولایت نہیں ہوتا

آیۃ الکرسی کی آیہ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۔ کی تفسیر میں مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ ایک ایسا موضوع ہے جو میری تکلیف کا سبب بنا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ سے دوستی کرنے والوں کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور جو لوگ آپ سے عقیدت نہیں رکھتے اُن کے درمیان بھی ایک ایسا گروہ ہے جو بہت بڑا متقی اور پرہیزگار ہے۔

فرمایا (نقل بمضمون) ہمارے دوستوں سے کچھ لوگوں کا ایسا ہونا کوئی خوف کا مقام نہیں ہے اور ہمارے دشمنوں کا متقی اور پرہیزگار ہونا اُن کے لیے کوئی فائدہ کا مقام نہیں ہے ـــــ تم ہی بتاؤ جو شخص امام عادل سے محبت نہیں رکھتا اُس کا دین کیا ہے؟ (یعنی دیندار ہونے کا ثبوت مودۃ امام عادل ہے۔) اور کیا تو نے قرآن مجید کی اِس آیت کو نہیں پڑھا۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۔ ۲/۲۵۷ کہ اللہ تعالیٰ ولی ہے اُن لوگوں کا جو ایمان لا چکے۔ وہ انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے ـــــ یعنی توبہ کے نور اور اُس کی بخشش کی طرف۔

کتاب غایۃ المرام میں تین حدیثیں سنی حضرات اور پانچ حدیثیں شیعہ حضرات کی طرف سے منقول ہیں کہ آیۃ الکرسی میں "عروۃ الوثقیٰ" سے مراد آئمہ اطہار علیہم السلام ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

دوستی اہلبیتؑ توبہ کی طرف لاتی ہے

پس جو لوگ اہل ایمان ہیں اور ولایت اہلبیتؑ رکھتے ہیں اُن سے اگر کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اُن کا ولی اللہ تعالیٰ ہے جو اُن کو دوستی اہلبیتؑ کی برکت سے توبہ کی توفیق دیتا ہے اور اُن کی عاقبت پاک بنا دیتا ہے۔

اور وہ لوگ جو دشمن اہلبیتؑ ہیں اگر اُن کے پاس ظاہری عمل ہو بھی سہی تب بھی اُس کا اُن کو کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اُن کے عمل کی نہ کوئی بُنیاد ہے اور نہ عمل میں کوئی استحکام ہے جب اُن کا عمل قابل قبول ہی نہیں ہے تو اُس کا فائدہ کیا ہے۔

ولایت۔ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسّی ہے

اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسّی دوستی محمد و آل محمد علیہم السلام ہے جیسا کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۱۰۳ آل عمران۔ کی تفسیر میں شیعہ و سنی مفسرین نے لکھا ہے کتاب غایۃ المرام باب ۳۶ میں چار حدیثیں سنی اور چھ حدیثیں شیعہ حضرات کی طرف سے منقول ہیں کہ حبل اللہ" سے مراد اہل بیت علیہم السلام ہیں۔

ایک روایت میں پیغمبر اسلامؐ سے کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ یہ "حبل اللہ" اللہ کی رسّی کون ہے؟ تو آپ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ علیؑ اللہ تعالیٰ

Presented by Ziaraat.Com

کی مضبوط رسّی ہے۔

خدا کا مضبوط قلعہ علیؑ کی ولایت ہے

ولایت کے بارے میں بہترین تعبیر اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان ہے جو سلسلۃ الذہب کی روایات کے مطابق امام علی بن موسیٰ الرضاؑ سے منقول ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد سے سنا ہے کہ ہماری جدّ امجد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل سے لوح سے قلم سے خداوند عالم کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ ولایۃ علیؑ بن ابی طالب حصّنی فمن دخل حصّنی امن من عذابی ۔ عیون اخبار الرضاؑ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے علیؑ کی ولایت میرا ایک مضبوط قلعہ ہے جو کوئی اس قلعہ میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔

لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے قول و فعل سے قلبی طور پر حضرت علیؑ کی گفتار اور کردار کو اپنے وجود سے اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ اس پر علیؑ کی حاکمیت محسوس ہوتی ہے تو ایسا شخص ولایت علیؑ میں داخل ہے اور تمام مصیبتوں سے امان میں ہے جیسا کہ آپ صلوٰۃ ظہر ماہ شعبان میں پڑھتے ہیں کہ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ اَلْفُلْکِ الْجَارِیَۃِ فِی اللُّجَجِ الْغَامِرَۃِ یَامَنْ مَنْ رَکِبَھَا وَیَفْرُقُ مَنْ تَرَکَھَا اَلْمُتَقَدِّمُ لَھُمْ مَارِقٌ وَالْمُتَاَخِّرُ عَنْھُمْ زَاھِقٌ وَاللَّازِمُ لَھُمْ لَاحِقٌ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اَلْکَھْفِ الْحَصِیْنِ وَغِیَاثِ

Presented by Ziaraat.Com

الْمُضْطَرِّ الْمُسْتَكِيْنِ وَمَلْجَاءِ الْهَارِبِيْنَ وَمَنْجَا الْخَائِفِيْنَ وَعِصْمَةِ الْمُعْتَصِمِيْنَ۔

اے اللہ تو اپنی رحمت نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر جو گہرے سمندر کی تلاطم خیز موجوں میں محفوظ کشتی ہیں جو شخص اُس کشتی نجات میں سوار ہو گیا وہ محفوظ و مامون ہو گیا اور جس نے اُسے ترک کر دیا وہ غرق ہو گیا۔ اِس سے آگے نکلنے والا خارجی ہے اور پیچھے رہنے والا باطل اور ہلاک ہونے والا ہے اور اُس کو پکڑنے والا ساتھ رہنے والا ہے یعنی ہلاکت سے محفوظ ہے۔

اے اللہ تو اپنی رحمت نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر جو ایک محفوظ قلعہ اور پناہ گاہ ہیں اور پریشان لوگوں کے فریادرس اور اُن کے لیے سکون و اطمینان کا مقام ہیں اور دشمن کے خوف سے بھاگے ہوئے لوگوں کے لیے جائے امن ہیں۔ اور خوف زدہ لوگوں کے لیے نجات ہیں اور محفوظ رہنے والوں کے لیے جاہِ حفاظت ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ وضاحت کے ساتھ ارشاد فرما رہا ہے کہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ۵/۳۵ المائدہ

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو خدا سے ڈرو اور اُس کی طرف پہنچنے کے لیے وسیلہ تلاش کرو۔

اِس آیہ کی تفسیر میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اِس وسیلہ سے مراد محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام ہیں جو خدا اور مخلوق کے درمیان رابطہ اور وسیلہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

کیا ولایت کسبی ہے

اب جب کہ، حبل متین، اور عروۃ الوثقیٰ، اور وسیلہ ولایت اہلبیت ہے تو پھر وہ کون سی ایسی چیز ہے جس سے ہمیں پتہ چلے کہ یہ ولایت کسبی ہے یا وہبی ہے اور کسبی یا وہبی ہونے کی صورت میں کیا یہ اس قابل ہے کہ کم یا زیادہ ہو سکے اور وہ کونسی چیز ہے جس سے یہ زیادہ ہو سکتی ہے یہ ایک ایسی دلکش بحث ہے جس کا جاننا ضروری ہے۔

ولایت سے تعلق وہبی ہے

مرحوم حاجی نوری نے اپنی ریسرچ اور تحقیق کے ساتھ جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ مراتب دوستی اہلبیتؑ یا تو وہبی ہیں یا کسبی ہیں اور وہبی کا مطلب یہ ہے کہ فقط خداوند عالم کی طرف سے تفویض ہے یعنی یہ اُس کا ایک فیض ہے ہر پاک فطرت چاہے یا نہ چاہے وہ کچھ نہ کچھ مقدار میں ولایت رکھتی ہے۔

اور جو ماں باپ تقویٰ و طہارت رکھتے ہیں اور حلال زادے ہیں اُن کی اولاد بھی اسی مناسبت وہبی سے ولایت اہلبیتؑ رکھتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب ابوذر غفاری کا فرمان

جناب ابوذر غفاری رحمت اللہ علیہ جو بزرگ صحابہ رسولؐ سے ہیں انہوں نے غلاف کعبہ کو پکڑ کر مخلوق کی طرف یعنی حاجیوں اور نمازیوں کی طرف منہ کر کے فرمایا اے لوگو! علیؑ کی دوستی و محبت کو اپنی اپنی اولاد تک پہنچا کے اس دنیا سے جانا کیونکہ میں نے خود رسالتمآبؐ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ علیؑ کی دوستی ایمان ہے اور علیؑ ہی کی دشمن کفر ہے۔

تاثیر دعا در زیادہ شدن دوستی

جن جن چیزوں میں محبت و بہی سبب بنتی ہیں اُن میں ایک دعا ہے جس کے لیے اگرچہ عاجزی و انکساری بارگاہ الٰہی میں ضروری ہے مگر اُس کے ساتھ ساتھ اس کی اجابت کی خاطر محبت اہلبیتؑ ضروری ہے اگرچہ اُس نے یہ ارشاد کیا ہوا ہے کہ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ.... پ المؤمن اور تمہارے پروردگار نے کہا کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

اپنے وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں میں اضافہ فرماتا ہے لیکن اُس نے قبولیت دعا کی جو شرط لگائی ہے وہ محبت اہلبیتؑ رسولؐ ہے لہٰذا اگر کسی کی دعا قبول نہیں ہوتی تو اُس کی وجہ دشمنی اہلبیتؑ ہے جو ایک گناہ ہے اس لیے اگر آپ دعا قبول کرانا چاہتے ہیں تو بغض اہلبیتؑ کے گناہ سے توبہ کرو اور

Presented by Ziaraat.Com

اس توبہ کو قبول کرانے کے لیے اہلبیتؑ رسول کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بناؤ جب توبہ قبول ہو جائے تو پھر اہلبیتؑ کے واسطہ سے جو شرعی دعا مانگو گے وہ قبول ہو جائے گی۔

بعض امور ایسے بھی ذکر ہوئے ہیں جو ولایت کے سلسلہ میں وضعی اثرات رکھتے ہیں جیسا کہ آب فرات ہے جو جناب زہراؑ کا حق مہر ہے اب اُس کا استعمال بغیر اذن کیا حیثیت رکھتا ہے یہ حقیقت کسی عاقل و باشعور پر مخفی نہیں ہے۔

صفات کمالیہ میں غور و فکر

اور دوسری کسبی محبت ہے جو وسیلہ عمل کے ساتھ مراتب محبت تک پہنچاتی ہے لہٰذا یہ بات اچھی طرح جان لینی چاہیئے کہ وہ اسباب جو زیادتی محبت کا واسطہ ہیں وہ اہلبیت رسول علیہم السلام میں جو صفات کمالیہ ہیں اُن میں غور و فکر اور سوچ و بچار کرنا ہے کہ اُن کا علم و قدرت اور تقویٰ کتنا ہے اور اُن کا جود و کرم کس مرتبہ پر ہے اور اُن کی عبادت زہد اور شجاعت کس منزل پر ہے اور اُن کی بلندی و حلم اور عفو و درگزر کس مقام پر ہے اور اُن کی تواضع کا کیا درجہ ہے اسی طرح کی اور بھی بہت سی ایسی احسن صفات ہیں جو اہلبیت رسولؐ میں دوسری تمام مخلوق سے نہ صرف زیادہ ہیں بلکہ بدرجہ اتم و اکمل ہیں۔

اور اس بات میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے کہ انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے کمالات کا عاشق ہے کون ہے ایسا جاہل اور نادان جو اہلبیت رسولؐ میں اتنی عظیم صفات عالیہ کو دیکھتا ہے اور پھر اُن سے محبت نہیں کرتا۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا اُن نعمتوں میں غور و فکر کرنا ہے جو اہلبیتؑ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم تک پہنچی ہیں اور پہنچتی رہیں گی جن کے ساتھ ایمان اور نجات ابدی حاصل ہوگی۔

تابعداری دوستی میں اضافہ کرتی ہے

تیسرا اطاعت اور تابعداری کرنا ہے یعنی حکم اہلبیتؑ کی تعمیل کرنا اور اپنے افعال و اعمال میں اُن کے افعال و اعمال کی اقتداء کرنا، عکاسی کرنا اور اُن کو ظاہر کرنا ہے لہٰذا جس قدر آپ اُن کی تابعداری اور پیروی میں زیادہ عامل ہوں گے اُسی مناسبت و رفتار سے محبت میں اضافہ ہوگا کیونکہ مخالفت تو نفرت کو ظاہر کرتی ہے اور جدائی کا سبب بنتی ہے اور نوبت دشمنی تک جا پہنچتی ہے اور اِن تینوں بحثوں کو ہم آنے والی گفتگو میں تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔

انشاء اللہ تعالیٰ۔

Presented by Ziaraat.Com

نویں مجلس

بتاریخ ـــــ شب پنجشنبہ (جمعرات) ۲۱ جمادی الاولی

۷۵ ـــ ۱۴ ـــ ۱۰ ـــ ۳۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ط ....

الشوریٰ ۴۲/۲۳

موت کے بعد آنے والے دور کی ضمانت

عقل و شعور کی دنیا میں قدم رکھنے کے بعد حضرت انسان کے چاہنے یا نہ چاہنے کے باوجود اسے اپنی عاقبت کی طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے اور اس چیز کو سمجھنا پڑتا ہے کہ میرے سامنے بہت ہی پُر خطر راستہ ہے جسے میں نے عبور کرنا ہے اور اُس کے لیے سو قسم کے حیلے وسیلے کی ضرورت ہے بالفاظ دیگر آنے والے دور کی اُسے ضمانت تلاش کرنی چاہیئے۔

بعض لوگوں نے اشتباہ کیا ہے اور خیال کرتے ہیں کہ آنے والا دور بھی یہی دنیاوی دور ہے جس میں بڑھاپا ہے، بیماری ہے، کمزوری ہے اور یہی آخری انجام ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن وہ یہ نہیں کہتے کہ انسان کے لیے موت ہے قبر ہے، عالم برزخ ہے، یوم قیامت ہے اور اُس کا حساب و کتاب ہے اور صراط و میزان کا مرحلہ ہے جس کے بعد جنّت یا جہنّم کا مقام ہے یہ دنیاوی حالات تو مشکوک قسم کے ہیں جو لوگ آنے والے دور کا یقین نہیں رکھتے اُن کو بھی موت اور زندگی کا اختتام ہر وقت خبردار کرتا ہے کہ موت کے بعد ہی اصل زندگی ہے جو ایک حقیقت ہے چاہے کوئی اعتقاد رکھے یا نہ، اُس کے لیے غور و فکر کرے یا نہ بہر حال موت نے آنا ہے اور اُس کے بعد کے تمام واقعات جو رونما ہونے والے ہیں سب برحق ہیں۔

اس راستہ کو عبور کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے

بہر حال ہماری غرض یہ ہے کہ عاقبت کی فکر کرنا تمام افراد بشر سے ہر فرد کا فطری عمل ہے بعض لوگوں نے اِس حقیقی آخری آنے والے انجام کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہوئے اشتباہ کیا ہے مگر ہمارے مولا اور آقا حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ایھا الناس انّ امامکم عقبۃ کؤدا و منازل مخوفۃ لابدّ من الورود علیھما و الوقوف بھا۔

اے لوگوں تمہارے سامنے کچھ منزلیں ہیں اور گھاٹیاں ہیں اور کچھ دشوار گزار راستے ہیں جس کی منزلیں خوفناک ہیں اور گھاٹیاں دشتِ ناک ہیں اِن راستوں پر گزرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے اور نہ ہی اِن منزلوں سے پیچھے تم ٹھہر سکتے

Presented by Ziaraat.Com

ہو یہاں سے بہر حال تم کو گزرنا ہے۔

روپیہ پیسہ اِن مشکلات کا حل نہیں ہے

بعض عقل کے اندھے لوگوں نے ایک دوسرا اشتباہ پیدا کیا ہے کہ آنے والے دور کا تعلق اسی دور وزہ زندگی سے ہے لہٰذا اِس کے مشکل حالات سے بچنے کے لیے مال و دولت جمع کرنا چاہیئے۔

تھوڑا سا غور و فکر کرنے کے بعد بخوبی یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ کتنی مصیبتیں ہیں اِس اِنسان کے سامنے جو مال و دولت سے دور نہیں ہوتیں چہ جائیکہ یہ روپیہ پیسہ ہماری تکلیف کو دور کرے یہ بذات خود ہمارے لیے دردِ سر اور بہت بڑی مصیبت ہے جس کے لیے ہر وقت یہ فکر رہتی ہے کہ یہ مال چوری نہ ہو جائے یا گم نہ ہو جائے اور اِس سے تجارت میں نقصان نہ ہو جائے۔ جب ایسا ہے تو یہ مال انسان کی مشکل کا حل نہیں ہے بلکہ خود ایک مشکل ہے جس کی حفاظت انسان کو کرنی پڑتی ہے تو پھر مال انسان کا محافظ نہیں انسان اِس کا محافظ ہے جو ایک اچھی خاصی تکلیف دہ ذمہ داری ہے۔

دوسری بات ــــ اگر خدانخواستہ قحط پڑ جائے تو کیا آپ روپے کو کھا کر پیٹ بھر لیں گے؟ یا جب کبھی عام مرض آتی ہے یا کوئی ناگہانی پریشانی آتی ہے یا متعدی مرض لگ جاتی ہے تو کیا آپ کا مال اِس مشکل کا حل ہو سکتا ہے؟ یا کیا یہ مال سیلاب اور طوفان اور زلزلہ اور اس قسم کی دوسری مصیبتوں آندھی وغیرہ کے سامنے رکاوٹ بن سکتا ہے؟ اور اِن تمام سے بڑی مشکل موت ہے تو کیا یہ مال

Presented by Ziaraat.Com

اُس کو روک سکتا ہے — عارضی چیزوں کو دائمی حقیقت پر ترجیح دینا خلاف عقل و نقل ہے مترجم۔

خطرات زیادہ ہیں وسیلہ ایک ہے

پس یقیناً بہت سے ظاہری و باطنی اور دنیاوی و اخروی خطرات ہمارے سامنے موجود ہے اور جب ایسا ہی ہے تو کیا خداوند عالم نے اِن سے بچنے کا کوئی وسیلہ بھی قرار دیا ہے یا نہیں؟ ہاں بے شک ایک مضبوط وسیلہ اور اِن سے بچنے کا محفوظ قلعہ اور مضبوط رسّی خداوند عالم نے عوام کے سامنے پیش کی ہے اور وہ ہے پاک و پاکیزہ اہلبیتؑ رسول کی ولایت و محبّت جو ہر مشکل کے سامنے ایک مضبوط دیوار ہیں۔

لہٰذا جب بھی کوئی مشکل تمہارے سامنے ہو تو اِس پاک گھرانے کے مقدس افراد کے دامن کو تھام لو خداوند عالم اِن کی برکت و وسیلہ سے آپ کی مدد فرمائیں گے اور تمہارا ہر کام درست ہو جائے گا اور جو بھی حاجت ہو اِن کے وسیلہ سے طلب کرو اگر وہ تمہاری حاجت تمہارے حق میں بہتر ہو گی تو اللہ تعالیٰ فوراً پوری پوری کرے گا اور اگر وہ تمہارے لیے بہتر نہ ہو گی تو اس حاجت براری سے آنے والی والی مصیبت سے خداوند عالم آپ کو محفوظ فرمائے گا کیونکہ مصلحتوں کو وہ جانتا ہے تم نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

سکرات موت و سختی خطر

دنیاوی امور اگرچہ آسان ہیں مگر شیطانی حملے اور شیطانی وسوسے اِنسان کی عاقبت تباہ کر دیتے ہیں لہٰذا اگر تیری اہلبیتؑ رسول سے محبّت ہوگی تو خداوند عالم اِن کے صدقہ میں تیری حفاظت فرمائیں گے جیساکہ روایات میں ملتا ہے انسان کے لیے امام زمانہؑ کی محتاجگی کا اہم ترین وقت وقت موت ہے ۔ یہاں اگر آپ ایک طرف دیکھیں تو جس دنیا سے آپ دِل لگا چکے تھے اُسے چھوڑنا پڑ رہا ہے دوسری طرف آپ کے سامنے وہ پر خطر سفر ہے جس کے راستہ سے آپ ناواقف ہیں اور نہ ہی اُس کا زادہ راہ پاس ہے۔

لہٰذا جب یہ حقیقت ہے کہ آنے والا سفر اور اُس کے حالات مشکل ترین ہیں تو چاہیئے کہ اُس دروازہ پر سر تسلیم خم کیا جائے جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تقسیم ہوتی ہیں اور انسان مشکلات اور مصیبتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور وہ یقیناً درّ اہلبیت رسولؐ ہے۔

لہٰذا اہلبیتؑ کو ہر چیز سے زیادہ عزیز سمجھو!

انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی جان و مال اور اولاد سے زیادہ محبّت اہلبیتؑ سے کرے اگر ایسا نہیں ہے تو پھر وہ انسان ابھی تک محبت ولایت اہلبیتؑ رسولؐ کے بارے میں غور و فکر کر رہا ہے اِس سلسلہ میں گزشتہ رات

Presented by Ziaraat.Com

دو دفعہ ولایت فطری دکسبی کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ بھی عرض کیا ہے کہ اس محبت کی زیادتی کا سبب ایک تو حالات وصفات اہلبیت رسولؐ میں غور وفکر کرنا ہے اور دوسرا ان کے توسط سے جو نعمات الٰہیہ ہم پر نازل ہوتی ہیں اُن کا شکر ادا کرنا ہے اور تیسرا ان کی تابعداری واطاعت کرنا ہے آج رات بھی میں ان ہی تینوں امور کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرا کے کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

تدبر در صفات و افعال واقوال

اگر حضرت انسان حالات آل محمد علیہم السلام میں غور وفکر کرے اور ان کی صفات کمالیہ کو پہنچان لے، اور ان کی رفتار وگفتار اور کردار کو دیکھ کر سمجھ لے تو یہی کام اُسے دوستی آل محمد علیہم السلام کی طرف کھینچ لائے گا کیونکہ انسان فطری طور پر کمالات کو پسند کرتا ہے لہٰذا اگر وہ چاہے یا نہ چاہے اُس کی فطرت اُسے صاحب کمال کی محبت میں غرق کر دیتی ہے مثلاً اگر آپ سخاوت اور سخی کو پسند کرتے ہیں تو جب بھی کوئی شخص آپ کے سامنے حاتم طائی کی سخاوت کا تذکرہ کرے گا تو یقیناً اُسے صاحب کمال ہونے کی وجہ سے آپ پسند کریں گے اور اُس سے محبت کریں گے لہٰذا ضروری ہے کہ ان سرداروں کے کمالات کا تذکرہ کیا جائے تاکہ دنیا والوں پر واضح ہو جائے کہ صاحب کمال یہی مقدس لوگ ہیں جن میں کمالات کی حد نظر آتی ہے۔ جن کے کمالات میں دنیاوی غرض نہیں ہے بلکہ حصول رضائے الٰہی کا سلسلہ ہیں

Presented by Ziaraat.Com

موجود ہے۔

اہمیّت مجلس یاد اہلبیتؑ

اِسی لیے روایات میں آیا ہے کہ خداوند عالم اُس مجلس و محفل و اجتماع کو پسند کرتا ہے جس میں علیؑ اور اولادِ علیؑ کا ذِکر کیا جائے۔

یہ وہی مجلس ہوتی ہے جس سے ملاءِ اعلا کے فرشتے عطر سے زیادہ خوشبو لے کر جاتے ہیں تو دوسرے تمام فرشتے سوال کرتے ہیں یہ عظیم و اعلیٰ ترین خوشبو تم کہاں سے لائے ہو؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم ایک ایسی مجلس میں شرکت کر کے آرہے ہیں جس میں علیؑ اور اولاد علیؑ کا ذکر ہو رہا تھا تو وہ فرشتے یہ بات سُن کر علیؑ و اولاد علیؑ سے اپنی محبّت کو اور زیادہ کر لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ محمد و آل محمد علیہم السلام پہ درود پڑھنے کو بہت ہی محیّر العقول فضیلت سے تعبیر کیا گیا ہے تاکہ اِس مناسبت سے لوگوں کی اِن سے محبّت اور زیادہ ہو۔

واسطۂ نعمت خدا را بشناسیم

دوسرا سبب خداوند عالم کی اُن نعمات و احسانات کو یاد کر کے شکر ادا کرنا ہے جو ان مقدس ہستیوں کے طفیل ہم تک پہنچ رہی ہیں اور پہنچتی رہیں گی۔

جیسا کہ کہا گیا ہے کہ "الانسان عبید الاحسان" انسان احسان کا غلام

Presented by Ziaraat.Com

ہے، لہٰذا جب کسی شخصیت کا مکمل تعارف آپ کے سامنے آجائے گا تو یقیناً آپ اُس کے گرویدہ ہو جائیں گے یہاں اللہ تعالیٰ کی نعمات کو سمجھنا چاہیئے کہ جو اسقدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتیں جیساکہ قرآن مجید میں صاف اعلان ہو رہا ہے۔

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۔ ۱۴/۳۴ سورہ ابراہیم

اور پھر ہر چیز سے جو کچھ تم نے اُس سے مانگا اُس نے تمہیں وہی کچھ دیا۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو گنو تو تم اس کا احاطہ نہ کر سکو گے بے شک انسان بالضرور بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

یہ جتنی برکتیں اور رحمتیں اور نعمتیں آپ پر نازل ہو رہی ہیں یہ سب اہلبیتؑ رسولؐ کے طفیل ہے اور جتنی بھی آپ کی مشکلات دور ہوتی ہیں سب انہی مقدس ہستیوں کے صدقہ میں ہے۔

امام جعفر صادقؑ اور ابو حنیفہ کی گفتگو

ایک روایت میں ہے کہ ایک دِن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام غذا کی طرف متوجہ ہو رہے تھے کہ ابو حنیفہ بھی آپ کے ساتھ آکے شریک ہو گیا ہاتھ دھونے کے بعد صادق آل محمدؐ نے فرمایا الحمد للہ رب العٰلمین۔ پالنے والے یہ نعمت تیری اور تیرے حبیب محمدؐ کی طرف سے ہے۔

ابو حنیفہ ـــــ یہ بات سن کر فوراً اور اچانک بول پڑا کہ یا جعفر اشرکت باللہ۔

Presented by Ziaraat.Com

کیا آپ نے نام خدا کے ساتھ نام محمدؐ استعمال کر کے رسول کو خدا کا شریک ٹھہرایا ہے؟

صادق آل محمدؐ ــــ افسوس ہے تجھ پر اے ابو حنیفہ! کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ..... (۹/۷۴ التوبہ)

اور وہ نہیں بگڑے مگر اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۹/۵۹

اور کاش وہ اِس پر راضی ہو جاتے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے انہیں دیا تھا اور یہ کہتے کہ ہمارے لیے تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ہم کو اپنے فضل سے دے گا۔

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نام کے ساتھ رسولؐ کا نام لے کر فرمایا ہے کہ میرا فیض اِس رسول کی شفاعت اور توسط سے جاری ہوتا ہے تو اِس حکم الٰہی پر اے ابو حنیفہ تم کو اعتراض ہے؟

ابو حنیفہ ــــ اپنا سوال واپس لیتے ہوئے کہنے لگا خدا کی قسم گویا کہ میں نے اِن دونوں آیات کو پڑھا ہی نہیں تھا۔

(دار السلام نوری ص ۱۰۱)

Presented by Ziaraat.Com

فقراتِ زیارت جامعہ

آپ دعا میں پڑھتے ہیں۔

وَبِکُمْ یُمْسِکُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ۔

وجود امامؑ کی برکت کی وجہ سے تمام مخلوق کو روزی ملتی ہے اور زمین و آسمان اپنی اپنی جگہ پر قائم ہیں۔

اِس موضوع میں اچھی طرح ریسرچ کرو اور زیارت جامعہ میں خوب غور و فکر کرو تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ کائنات میں جو کچھ ہے آل محمد علیہم السلام کی برکت سے ہی ہے۔

اے آل محمد علیہم السلام آپ ہی کی برکت سے باران رحمت اور بے حساب نعمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور آپ کے مقدس وجود کی برکت سے ہی برائیاں ہم سے دور ہوتی ہیں۔

(زیارت جامعہ)

شیعوں کے لیے برکات

اس موضوع میں ایک چیز جو غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ اِس مقدس گھرانے کے توسّل اور واسطہ و برکات سے اِن کے شیعوں کو بہت سے فائدے پہنچے ہیں ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک ہر دور میں لاکھوں افراد

Presented by Ziaraat.Com

ایسے ہیں جنہوں نے اِن بزرگواروں کے معجزات وکرامات کو ملاحظہ فرمایا ہے کتنے مریض ہیں جن کو اُس دروازہ سے شفا ملی ہے کتنی مشکلات ہیں جن کو خداوند عالم نے اِن کے توسط سے آسان کر دیا ہے کتنے لوگ ہیں جن کو ہلاکت سے اِن کی محبت میں نجات نصیب ہوئی ہے ہزاروں لاکھوں معجزات ہیں جو کتب ہائے تواریخ واحادیث میں موجود ہیں کتابیں اِن واقعات سے بھری پڑی ہیں گزشتہ رات میں نے ایسی ہی ایک داستان توسّل کو ذکر کیا ہے جو اُمّ ایمن اور جناب زہرا سے متعلق تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

دسویں مجلس

بتاریخ ــــ شب سہ شنبہ (منگل) ۲۳ ۔ جمادی الاولیٰ

۷۵ ــــ ۱۶ ــــ ۱۰ ــــ ۳۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى.....

(الشوریٰ ۴۲/۲۳)

محبت سے دیو حور بن جاتا ہے

ولایت اہلبیتؑ ایک ایسا نور ہے جو ہر دل میں جگہ لے سکتا ہے اور وہ اپنے خواص و آثار رکھتا ہے زیادتی ایمان کا موجب بنتا ہے بلکہ نور ولایت ہی نور ایمان ہے ملکاتِ فاضلہ خود بخود اس میں پیدا ہو جاتے ہیں یعنی اُسے حاصل کرنے کے لیے ریاضت و محنت و مشقت کی احتیاج ختم ہو جاتی ہے اُس کے حالات بدل جاتے ہیں کیونکہ محبت ایک ایسی شئی ہے جو دیو کو بھی حور بنا دیتی ہے لہٰذا کسی بھی شخص کی محبت اُس کے سابقہ حالات کو بدل کے رکھ دیتی ہے کیونکہ محبوب کے کمالات و صفات محبّ کے قلبی آئینہ میں جلوہ نما ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ محبت اپنے محبوب کی دوسری شکل بن جاتا ہے البتہ یہ تبدیلی مطابق طاقت محبّ ہوتی ہے یعنی جس حساب سے محبت ہوگی اُسی

Presented by Ziaraat.Com

حساب سے تبدیلی آئے گی۔

محبت ہی داغہائے درد کو صاف کر دیتی ہے، محبت سے ہی درد کی مرض کو شفا مل جاتی ہے محبت سے ہی تانبا سونے کی شکل اختیار کر لیتا ہے، محبت سے ہی کڑوی چیز میٹھی بن جاتی ہے۔

حکمت و توکل کو دوستی کے ذریعے تلاش کرو

چنانچہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

من أراد الحکمة فلیحبّ اهل بیتی ومن اراد التوکل علی الله فلیحبّ اهل بیتی ومن أراد ان یدخل الجنة بغیر حساب فلیحبّ اهل بیتی (بحار الانوار ص۵۳ جلد ۹ قدیم۔

جو شخص حکمت کو سمجھنا چاہتا ہے یعنی وہ ابتدائے تخلیق اور حقیقت اشیاء کے رازوں کو جاننا چاہتا ہے پس اُسے چاہیئے کہ میری اہلبیتؑ سے محبت کرے، اِس حقیقت کے ساتھ اُس کے فنا اور زوال کو سمجھے اور آخرت کی حقیقت کے ساتھ اُس کی بقاء اور دوام کو دیکھے یہ تمام باتیں اُس وقت تک ناممکن ہیں جب تک میری اہلبیتؑ سے محبت نہ کی جائے۔ پس میری اہلبیتؑ کو اپنے دِلوں میں جگہ دو کیونکہ جو شخص اِن سے محبت کرے گا اُس کے دِل میں اِس محبت کی وجہ سے ایک نور پیدا ہو گا جو اُس کو مرکزِ انوار کے ساتھ ملا دے گا اور تمام حقائق واضح ہو جائیں گے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہ رہے گی۔

Presented by Ziaraat.Com

اور جو شخص خدا پر توکل پیدا کرنا چاہتا ہے اُسے بھی چاہیئے کہ میری اہلبیتؑ سے محبت کرے، اور عذاب قبر سے جو شخص اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہے وہ بھی میری اہلبیتؑ سے محبت کرے، اور جو شخص بغیر حساب وکتاب کے داخل جنت ہونا چاہتا ہے اُسے بھی چاہیئے کہ وہ میری اہلبیتؑ سے محبت کرے۔

دوستی آل محمدؐ وبیست خصلت

اس حدیث سے بھی روشن تر حدیث رسولؐ ہے جس میں خاتم الانبیاءؐ فرماتے ہیں کہ جو شخص میری اہلبیتؑ سے منصوص من اللہ اماموں سے محبت کرتا ہے اُسے بروز محشر خداوند عالم فرمائے گا پس دنیا و آخرت کی بھلائی تیرے لیے ہے اور اس حقیقت میں شک کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں کہ وہ شخص اہل جنت ہوگا کیونکہ میری اہلبیتؑ کی دوستی میں بیس خصال ہیں جن میں دس کا تعلق دنیا سے اور باقی دس کا تعلق آخرت سے ہے۔

ہر دلی حبّ خدا دارد ندارد حبّ دنیا

اور وہ دس خصلتیں جن کا تعلق دنیا سے ہے اُن میں سے۔

پہلی خصلت ——— الزھد فی الدنیا۔ ہے چنانچہ خود اہلبیتؑ عصمت وطہارت کا دنیا سے کوئی تعلق نہیں تھا لہٰذا یہ ہو ہی نہیں

Presented by Ziaraat.Com

سکتا کہ اُن کا ماننے والا دنیا سے محبّت کرے یا دنیا کا مال و دولت اور مقام و شہرت اُسے فریب دے سکے کیونکہ جس دِل میں حبّ خدا ہے اُسے دُنیا کی کیا پرواہ ہے کیا کبھی کسی بادشاہ نے لاشہ سردار کی طرف نظر کی ہے۔

حرص بہ نیکی و ورع نتیجۂ دوستی

دوسری خصلت ـــــ والحرص علی العمل الصالح کہ وہ عمل صالح کے سلسلہ میں حریص ہیں کیونکہ دنیادار مال جمع کرنے میں حریص ہے اور یہ لوگ اعمال خیر کے لیے حریص ہیں اِن میں سے جو بھی جتنی نماز پڑھ لے دِل مطمئن نہیں ہوتا کیونکہ وہ چاہتا ہے کاش اِس سے زیادہ پڑھی جاتی اور جب وہ راہ خدا میں جتنا زیادہ سے زیادہ خرچ کر لیتے ہیں پھر بھی اُن کا دِل چاہتا ہے کہ اور خرچ کیا جائے۔

تیسری خصلت ـــــ والورع فی الدین محبّت اہلبیتؑ کے اثرات سے ایک پرہیز گاری بھی ہے یعنی اگر محبّ اہلبیتؑ کو لاکھوں روپے کا لالچ دے کر کہا جائے کہ جھوٹی قسم کھاؤ یا ناحق گواہی دو تو وہ ہرگز ہرگز اس کام کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ جیساکہ عرض کیا جا چکا ہے کہ محبّ اہل بیتؑ اس قدر زاہد ہے کہ اُسے مال دنیا سے کوئی غرض نہیں ہے کیونکہ وہ نہیں چاہتا دنیاوی مال و دولت سے محبّت کر کے جہنّم کی آگ کا ایندھن بنے۔

Presented by Ziaraat.Com

شب زندہ داری و سحر خیزی!

چوتھی خصلت ـــــ والنشاط الی قیام اللیل۔ دنیا میں محبّت اہلبیتؑ کا ثبوت شب زندہ داری ہے اور نور ولایت اہلبیتؑ کی برکت سے مسرت و سرور بھری صبح کا دیدار کرنا ہے اور بیداری سحر سے لطف اندوز ہونا ہے اور یہ سب کچھ نور ایمان اور محبّت اہلبیت رسولؐ کے بغیر ناممکن ہے۔

کیا آپ نے یہ بات سماعت نہیں فرمائی ہوئی کہ انیسویں ماہ صیّام کی صبح کو ملعون ابن ملجم کی ضرب کھانے کے بعد مولا امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے بارگاہ ربّ العزّت میں عرض کی تھی کہ پالنے والے تو اس بات کا گواہ ہے کہ کسی بھی صبح کی سفیدی ظاہری نہیں ہوئی جس وقت علیؑ سو رہا ہو بلکہ ہر روز اُسی نے مجھے جاگتے ہوئے دیکھا اور میں نے اُسے ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا۔

محبّان علیؑ کا بھی یہی طریقہ ہے اور اگر کوئی اِس عمل کا عامل نہیں ہے تو اُس کی محبّت میں نقص ہے لہٰذا اُسے چاہیئے کہ اپنی اصلاح کرے اور اصل محبّت کا اظہار کرے۔

دینی کاموں کی رغبت اور دنیا سے عداوت

پانچویں خصلت ـــــ والرغبة الی العبادة، محبّ اہلبیتؑ کی نشانی یہ بھی ہے کہ وہ عبادت و بندگی پروردگار میں شوق اور رغبت رکھتا ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

اُس کی عبادت میں سُستی اور ملال کو ذرہ بھر بھی دخل نہیں ہے۔

چھٹی خصلت ـــــ وبغض الدنیا یعنی محبّت اہلبیتؑ رکھنے والا شخص دنیاوی خواہشات سے عداوت رکھتا ہے جیساکہ اُس کا آقا و مولا علیؑ دنیا سے دشمنی رکھتا ہے اِس مطلب کی تفصیل پیش کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ ہر خاص و عام جانتا ہے کہ حضرت علیؑ نے دنیا کو تین طلاق دے رکھی تھیں۔

موت سے پہلے سخاوت اور توبہ

ساتویں خصلت ـــــ والسخا۔ ہر وہ دِل جس میں نورِ ولایت اہلبیتؑ طلوع کرے گا وہ بخل کی مرض سے نجات پا جائے گا اور اُس سے سخاوت ظاہر ہو جائے گی اِس سخاوت و بخشش کی بنیاد اہلبیتؑ سے متعلّق ہے لہٰذا جو شخص اِن کا ماننے والا ہو گا وہ بھی کنجوس نہیں ہو گا۔

آٹھویں خصلت ـــــ والتوبۃ قبل الموت دوستان اہلبیتؑ کی یہ نشانی ہے کہ توبہ سے پہلے وہ اِس فانی دنیا کو نہیں چھوڑتے اور موت سے پہلے ہی خداوند عالم اُن کو توبہ کی توفیق دیتا ہے اور گناہوں سے پاک کر دیتا ہے پھر وہ انتقال کرتا ہے۔

بے امیدی از غیر خدا و مراقبت

نویں خصلت ـــــ والیاس، معانی ایدی الناس محبّ اہلبیتؑ جو کچھ

Presented by Ziaraat.Com

لوگوں کے ہاتھوں میں دیکھتا ہے اُس کی طمع نہیں کرتا بلکہ دنیا کی دیگر تمام مخلوق سے قطع امید کرکے فقط خدا اور آل محمد علیہم السلام سے امید رکھتا ہے۔

دسویں خصلت ـــــ والحفظ لامر اللہ و نھیہ عزّوجلّ آل محمد علیہم السلام سے محبّت کرنے والا شخص ہر حال میں حکم الٰہی کی حفاظت کرتا ہے یعنی اُس پر عمل کرتا ہے اور جن چیزوں سے اُس نے منع کیا ہے اُن سے لاتعلق رہتا ہے اور جن چیزوں کا حکم ہوا ہے اُن میں اطاعت الٰہی کرتا ہے اور تمام واجبات کو پورا کرتا ہے اور جن سے منع کیا ہے اُن کو ترک کر دیتا ہے۔

چونکہ ہمارے امامؑ امر و نہی الٰہی کے نگہبان ہیں لہٰذا ہمیں اُن کی اقتدا کرنی چاہیئے البتہ یہ دس خصلتیں جن کا ذکر میں نے کیا ہے یہ اُس انسان سے ظاہر ہوں گی جو اہلبیتؑ رسولؐ سے حقیقی دوستی رکھتا ہے بصورت دیگر وہ انسان دوستی میں مخلص نہیں جس میں یہ لوازمات دوستی نہ پائے جاتے ہوں۔

دوستان علیؑ کے لیے آخرت میں بزرگ آثار!

(۱) لاتثبت لہ دیوان۔ روز قیامت محبّ علیؑ کا نامہ اعمال نہیں کھولا جائے گا اور نہ ہی اُس کے گناہوں کی بازپُرس ہوگی۔

(۲) لاینصب لہ المیزان۔ اور نہ ہی ناپ تول کے لیے میزان نصب ہو گا یعنی محبّ علیؑ کی بخشش گناہوں کے مقابلہ میں اُس کی نیکیوں سے نہیں ہوگی بلکہ محبّت اہلبیت رسولؐ کی برکت سے وہ گناہوں سے پاک ہو

Presented by Ziaraat.Com

جائے گا۔

(۳) ویکتب لہ برائۃ من النار اُس کے پاس جہنّم کی آگ سے بچنے کا پروانہ ہوگا۔

(۴) ویعطی کتابہ بیمینہ ۔ اُس کا نامہ عمل اُس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔

(۵) اُس کا چہرہ سفیدی کی طرح چمکدار ہوگا۔

(۶) اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اس کی طرف ہوگی۔

(۷) سلطنت الٰہی کے تاجوں سے ایک تاج اُس کے سر پر ہوگا۔

(۸) بہشتی لباس اُس نے پہنا ہوگا۔

(۹) ہر ایک محب اہلبیت رسولؐ کو اجازت دی جائے گی کہ وہ اپنے خاندان عزیز واقارب رشتہ داروں سے ایک سو آدمی کی شفاعت کر سکتا ہے البتہ اُسے یہ ضرور کہا جائے گا کہ کفّار اور نواصب کی شفاعت نہیں کر سکتا چاہے وہ تیرے کتنے ہی عزیز رشتہ دار کیوں نہ ہوں۔

(۱۰) ویدخل الجنۃ بغیر حساب اور اُسے بغیر حساب کے جنّت میں داخل کیا جائے گا۔

(بحار الانوار ص ۵۲۷ ج ۷

یہ سب نور ولایت اہلبیتؑ رسولؐ کی برکات سے ہوگا خوش قسمت ہے وہ انسان جو محبّت اہلبیتؑ کی وجہ سے اچھے انجام کو پہنچے گا اور ہر نیک مراد پائے گا یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند ایسی حکایات کو پیش کیا جائے جن سے فضیلت اہلبیتؑ رسولؐ کا اظہار ہوتا ہو اور جو کچھ ہم عرض کر آئے ہیں اُس

Presented by Ziaraat.Com

کی شہادت ملتی ہو۔

سلیمان اعمش کو ہم پہنچانتے ہیں

سلیمان اعمش بزرگانِ روات واحادیث سے ہیں علم رجال کی دنیا میں اِن کا نام بڑی عزّت وعظمت اور شان وقدر ومنزلت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

نام سلیمان بن مہران ہے اور لقب اعمش ہے۔ سنّی حضرات نے بھی اپنی کتب رجال میں اعمش کی روایات پر اعتماد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگرچہ اعمش بہت بڑے شیعہ عالم وفقیہہ ہیں مگر اُن کی بات پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

نابینی کنیز کا آنکھیں مانگنا

اعمش کہتا ہے میں نے حج کے سفر کے دوران راستہ میں ایک نابینی کنیز کو دیکھا جو اس طرح دعا مانگ رہی تھی۔

اللّٰھم انّی اسئلک بحق محمد وآل محمد علیک لما رددت بصری۔

اے پالنے والے بحق محمد وآل محمد علیہم السلام میری آنکھوں کو دیکھنے کی قوت عطا فرما۔

اعمش کہتا ہے میں نے کنیز کی اِس کلام پر تعجب کیا اور اُس کے نزدیک جا کر کہا اے کنیز محمد وآل محمد علیہم السلام کا خدا پر کوئی حق نہیں ہے جس طرح کہ تو نے اُن

Presented by Ziaraat.Com

کے حق کا واسطہ دیا ہے بلکہ خدا کا اُن پر حق ہے۔

کہتا ہے اُس نے مجھے میری بات سے ڈرایا اور دھمکی کے انداز میں کہا خاموش ہو جا اے چھوٹے ذہن اور کم معرفت والے اگر اِن کا خداوند عالم پر کوئی حق نہیں ہے تو قرآن مجید میں اِن کی جان کی قسم وہ کیوں کھاتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہے۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ (۱۵/۷۲ الحجر)

(اے میرے حبیب محمدؐ) تیری جان کی قسم یقیناً وہ اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں۔

اعمش کہتا ہے حج کے تمام اعمال سے فارغ ہو کر واپس لوٹتے ہوئے میں نے دیکھا وہی کنیز اپنی آنکھوں کو کھول کر دیکھ رہی ہے اور جو بھی حاجی اُس کے قریب پہنچتا ہے اُس سے کہہ رہی ہے کہ علیؑ سے محبت کرو کیونکہ علیؑ ہی کی محبت تم کو جہنم کی آگ سے نجات دلائے گی۔

میں نے اُس کے قریب جا کر اُسے سلام کیا اور کہا تو نابینی تھی یہ تیری بینائی کیسے لوٹ آئی تو اُس نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو میری آنکھوں پر پھیرا پس وہ روشن ہو گئیں اور مجھے حکم دیا ہے رسول خدا نے کہ اسی جگہ پر کھڑی ہو جا اور جو بھی حاجی یہاں پہنچے اُسے کہدے کہ اگر تم لوگ جہنم کی آگ سے بچنا چاہتے ہو تو علیؑ سے محبت کرو

(سفینۃ البحار ص ۲۴۳ جلد اوّل)

Presented by Ziaraat.Com

پانی پلانے والی نابینی کنیز کو شفا مل گئی

یہی جناب اعمش کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک کالے رنگ کی اندھی کنیز تھی جس کا کام لوگوں کو پانی پلانا تھا اور وہ آواز دے کر کہتی تھی محبت علیؑ میں پانی پیو ——— اس کے بعد میں نے اُس کو مکہ میں دیکھا جب کہ اُس کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ دیکھ رہی تھی اور لوگوں کو پانی پلاتے ہوئے کہہ رہی تھی کہ آؤ اُس کی محبت میں پانی پیو جس کی محبت میں خداوند عالم نے مجھ کو آنکھیں عطا فرمائی ہیں۔ اعمش کہتا ہے میں نے اُس سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے کہ تو نابینی تھی اور اب دیکھ رہی ہے تو اُس نے جواب دیا ہاں میں اندھی تھی مگر ایک مرد نے میرے پاس آکر کہا کیا تو ہے وہ کنیز جو علیؑ سے عقیدت رکھتی ہے میں نے کہا ہاں میں ہی ہوں تو اُس نے کہا اللھم ان کانت صادقہ فرد علیھا بصرھا۔

خدایا اگر یہ کنیز عقیدت علیؑ کے بارے میں سچ کہہ رہی ہے تو اس کی آنکھوں کی بصارت درست فرمادے مجھے قسم ہے خداوند عالم کی اُسی وقت میری آنکھیں دیکھنے لگ گئیں اور میں نے اُس نیک مرد سے پوچھا آپ کون ہیں تو اُس نے کہا میں خضر ہوں اور علی بن ابی طالبؑ کا شیعہ ہوں۔

(سفینۃ البحار ص ۳۹۱ ج ۱)

Presented by Ziaraat.Com

نادر شاہ اور درِ علیؑ پہ نابینا

شاید آپ نے نادر شاہ کے حالات میں سماعت فرمایا ہوگا کہ جس وقت نادر شاہ حضرت علیؑ کے پاس آیا تو اُس نے دیکھا کہ صحن کے دروازہ پر ایک نابینا شخص بیٹھا ہوا ہے اُس نے پوچھا تو کتنے سال سے یہاں بیٹھا ہے اُس نے کہا بیس سال سے تو نادر شاہ نے کہا تو بیس سال سے یہاں بیٹھا ہے اور ابھی تک تو نے حضرت علیؑ سے آنکھیں نہیں حاصل کیں؟

میں اب تو اندر جا رہا ہوں اگر میری واپسی تک تو نے حضرت علیؑ سے آنکھیں حاصل نہ کیں تو میں تجھے قتل کروں گا۔

یہ نابینا شخص اُسی وقت بیچارگی کے عالم میں بارگاہ حضرت علیؑ میں عرض کرنے لگا قبلہ اب تو موت قریب ہے پس فوراً اُس کی آنکھیں دیکھنے لگ گئیں۔

اعمش کی وقت موت ابو حنیفہ سے گفتگو

شریک بن عبداللہ سے بحار الانوار ص ۲۹۰ جلد ۹ میں جناب اعمش کے بارے میں یہ حدیث منقول ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ اعمش کی بیماری موت میں میں اُن کے پاس حاضر تھا کہ ابن شبرمہ، اور ابن ابی لیلی، اور ابو حنیفہ عیادت کے لیے آئے اور بیمار پرسی کی۔

اعمش ــــ فرمایا۔ سخت کمزور ہوں اور گناہوں کی وجہ سے خوف زدہ ہوں پس

Presented by Ziaraat.Com

اِس کے بعد لرزہ طاری ہو گیا اور جناب اعمش رونے لگے۔

ابو حنیفہ ـــــ نے اعمش کی طرف منہ کر کے کہا اے ابا محمد خدا سے ڈر اور اپنے کئے ہوئے کاموں کی فکر کر کیونکہ آج تیری دنیاوی زندگی کا آخری دِن ہے اور آخری زندگی کا پہلا دن آنے والا ہے اور تو نے علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں جو حدیثیں نقل کی ہیں اگر اُن کے بارے میں اظہار برایت کرے تو تیرے حق میں بہتر ہوگا۔

اعمش ـــــ فرمایا مگر میں نے کیا کہا ہے جس سے رد گردانی کروں؟

ابو حنیفہ ـــــ کہنے لگا تو نے یہ کہا ہے کہ علیؑ بہشت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہے۔

اعمش ـــــ فرمایا مجھے بلند کرو اور اُٹھا کر بٹھاؤ ـــــ پس جب اُن کو بلند کر کے بٹھایا گیا تو ابو حنیفہ کی طرف منہ کر کے فرمایا اے یہودی کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ بات میں نے اپنی طرف سے کی ہے؟! ـــــ مجھے قسم ہے اُس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں ہم سب کی جان ہے میں نے یہ بات مُوسیٰ بن طریف سے سُنی ہے اس طرح کہ اُس نے عبائۃ بن ربعی سے سُنی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے بذات خود یہ بات اپنے مولا امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ سے سُنی ہے کہ اَنَا قَسِیْمُ الْجَنَّۃِ وَ النَّارِ۔ فرمایا جنّت اور جہنّم کو تقسیم کرنے والا میں علیؑ ہوں اور میں دوزخ سے کہوں گا کہ یہ شخص میرا دوست ہے اِس کو چھوڑ دے اور یہ شخص میرا دشمن ہے اِس کو پکڑ لے، اور حدیث بیان کی ہے مجھ سے ابوالمتوکل نے ابو سعید خدری سے، وہ کہتا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا جب قیامت برپا ہوگی تو میں اور علیؑ حکم خدا سے پلصراط پر بیٹھ جائیں گے

Presented by Ziaraat.Com

اُس وقت خداوند عالم کی طرف سے یہ فرمان جاری ہوگا کہ جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور تم دونوں کا دوست بنا رہا ہے اُسے داخل بہشت کرو، اور جو میرا منکر ہے اور تم دونوں کا دشمن ہے اُسے جہنم کی آگ میں جلا دو۔

ابو سعید کہتا ہے رسول خداؐ نے فرمایا اُس شخص کا قطعاً خدا اور رسول پر ایمان نہیں ہے جو علیؑ سے محبت نہیں کرتا اور اُس کے بعد آپ نے اِس آیہ مجیدہ کو تلاوت فرمایا۔

اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ (۵۰/۲۴ ق)

تم دونوں (محمدؐ و علیؑ) ہر عناد رکھنے والے کافر کو دوزخ میں ڈال دو۔

ابو حنیفہ ـــــ نے اپنی چادر اُٹھا کر سر پر رکھی اور یہ کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا کہ ہم چلتے ہیں تبل اِس کے یہ (دیوانہ علیؑ) ہمیں اِس سے بڑا کوئی جواب نہ دے دیوے۔

شریک ـــــ کہتا ہے اُسی روز اعمش نے اِس دار فانی کو الوداع کہا اور وہ پچیس ۲۵ ربیع الاوّل سنہ ۱۴۸ ہجری قمری کا دِن تھا۔

ابن عینیہ ـــــ کہتا ہے کوفہ کے لوگوں میں اعمش بہت بڑا عالم قرآن و حدیث کا بہت بڑا حافظ اور ادائیگی فرائض کا بہت بڑا عامل تھا۔

وکیع ـــــ کہتا ہے ستّر سال تک نماز جماعت کی پہلی تکبیر اُس سے قضا نہیں ہوئی اور اُس کے بعد اُن جیسا عظیم عابد امّت رسول میں ہم نے نہیں دیکھا۔

الغرض علمائے اہل سنت نے جناب اعمش کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔

(بحار الانوار صفحہ ۳۹۰ ج جلد ۹)

Presented by Ziaraat.Com

عامہ سے متعدد روایات

یہاں تک اہل سنّت نے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا اے علیؑ تو جہنمؔ کی پل صراط کے کنارے پر بیٹھا ہوگا اور اُس کی آگ پر تیرا قبضہ ہوگی جس کے بارے میں تو کہدے گا کہ اے نار جہنمؔ اِسے کچھ نہ کہنا تو وہ اُسے چھوڑ دے گی اور جس کے بارے میں تو حکم نہیں دے گا اُسے دوزخ کی آگ اپنی غذا بنالے گی۔

علاّمہ مجلسی علیہ الرحمہ اِن مذکورہ روایات کو شیعہ اور سنّی حضرات سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اِس حدیث میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔

علی حبّہ جنۃ قسیم النّار و الجنّۃ

وصی المصطفیٰ حقّا امام الانس و الجنّۃ۔

حضرت علیؑ کی محبّت کا نام جنّت ہے کیونکہ آپ ہی جنّت اور جہنّم کو تقسیم کرنے والے ہیں۔

آپ ہی حقیقت میں مصطفیٰؐ کے وصی برحق ہیں کیونکہ حضورؐ کے بعد آپ ہی انسانوں اور جنّوں کے امام و پیشوا ہیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

Presented by Ziaraat.Com

گیارہویں مجلس

بتاریخ ـــــ شب یک شنبہ (اتوار) ۲۴ر جمادی الاولیٰ

۷۵ ـــ ۱۷ ـــ ۱۰ ـــ ۳۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (۴۲/۲۳ الشوریٰ)

ولایت اہلبیتؑ ضرورتِ اسلام ہے

نواصب کے علاوہ تمام مسلمان اِس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اہلبیتؑ کی محبّت نہ صرف واجبات سے ہے بلکہ اِسلام ایسے مقدس دین کی ضروریات سے ہے (جس کا انکار خروج از دین اسلام کا باعث ہے) اور عامہ میں سے کچھ حضرات تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اِن مقدس ہستیوں کی محبّت خلفائے ثلاثہ کی خلافت کے منافی نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اِس کو جائز سمجھا ہے اِس کا جواب اپنے مقام پر موجود ہے فی الحال یہاں یہ چیز ہماری بحث سے خارج ہے۔

عامہ کے امام شافعی جو کچھ اہلبیت رسولؐ کے بارے میں اپنی عقیدت رکھتے ہیں اِس سلسلہ میں اُن کے دو اشعار پہلے پیش کئے جا چکے ہیں جن کے علاوہ اِس بات کو بھی انہی کی طرف نسبت دی گئی ہے یعنی امام شافعی کہتے ہیں۔

لو کان حبّ آل محمد رفضا فلیشھد الثقلان انی رافض۔

Presented by Ziaraat.Com

اگر اہلبیت رسولؐ کی محبّت رفض ہے یعنی دین سے خارج ہونے کا سبب ہے تو جنّ وانس گواہ رہیں میں رافضی ہوں۔

پھر کہتا ہے۔

لوان المرتضی ابدی محلّہ لخرالناس طرا سجدالہ

ومات الشافعی ولیس یدری علی ربّہ ام ربّہ اللہ

اگر حضرت علیؑ اپنے اصل مقام کو جو اُن کا ہے ظاہر فرما دیتے تو لوگ ہر حال میں اُن کو سجدہ کرنے لگ جاتے اور یہی وجہ ہے کہ شافعی مرگیا مگر یہ نہ جان سکا کہ اُس کا ربّ اللہ تعالیٰ ہے یا علی علیہ السلام ہیں۔

الغرض جملہ مسلمانوں میں یہ بات متفق علیہ ہے کہ اہلبیت رسولؐ کی محبت دین اسلام کی اُن ضروریات سے ہے جس سے اسلام وایمان کی تکمیل ہوتی ہے جس کے بغیر کسی اسلام کے دعویدار مسلمان کا اسلام قابل قبول نہیں ہوسکتا۔

وہ لوگ جن سے اللہ محبّت رکھتا ہے

حاجی نوری فرماتے ہیں چند گروہ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبّت رکھتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ۔ (۲/۲۲۲ البقرہ)

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (۲/۱۹۵ البقرہ)

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ۔ (۳/۱۵۹ آل عمران)

وَاللّٰہُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ۔ (۳/۱۴۶ آل عمران)

Presented by Ziaraat.Com

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ (۵/۴۲ المائدہ)

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (۳/۷۶ ال عمران)

اِن آیات میں خداوند عالم نے اُن لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔

(۱) تحقیق اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے توبہ کرنے والے رجوع کرنے والے اور وہ محبت رکھتا ہے یا کرتا ہے پاکیزگی اختیار کرنے والوں کے ساتھ۔

(۲) بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں کے ساتھ۔

(۳) تحقیق اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں کے ساتھ۔

(۴) اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے صبر کرنے والوں کے ساتھ۔

(۵) تحقیق اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(۶) یقیناً اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت و دوستی مخصوص ہے اُن لوگوں کے لیے جو توبہ کرنے والے ہیں، پاکیزگی اختیار کرنے والے ہیں، احسان کرنے والے ہیں۔ توکل کرنے والے ہیں، صبر کرنے والے ہیں، عدل کرنے والے ہیں، اور تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں۔

لہٰذا جس وقت بھی آپ دنیائے اسلام میں انصاف کی آنکھ سے نظر و فکر فرمائیں گے تو فقط اور فقط محمد و آل محمد علیہم السّلام ہی آپ کو مذکورہ صفات کے حامل نظر آئیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

آل محمدؐ محبوبین خدا کے سردار ہیں

کیا آپ نے صحیفہ علویہ سجادیہ کو دیکھا ہوا ہے؟ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور سید سجاد علیہ السلام کیا فرماتے ہیں اور کیا کرتے ہیں۔ کیا مقام توبہ یعنی خدا کی طرف رجوع کرنے کے سلسلہ میں کوئی شخص اِن کی منزل کو حاصل کر سکتا ہے یا مقام صبر میں کوئی شخص مقام حسین علیہ السلام تک پہنچ سکتا ہے جن کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔ لقد عجبت من صبرك ملائكة السماء تحقیق اے حسین! آپ کے صبر کی بلندی کو دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے بھی حیران ہو گئے یا مقام طہارت میں کوئی آل محمد علیہم السلام کا ہم پلہ ہو سکتا ہے جو آیۂ تطہیر کے تحت خدا کی طرف سے ہی ایسی مخلوق ہیں جن کی طہارت میں کوئی اُن کا شریک نہیں ہے یا پھر کون ہے جو توکل کی اُس منزل پر فائز ہو جو آل محمد علیہم السلام کو حاصل ہے جن کا قول و فعل توکل کی تصویر نظر آتا ہے۔

اور اگر اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (۳/۷۶ ال عمران) کہ خداوند عالم متقیوں سے محبت کرتا ہے تو پھر کون ہے جو اِن سے زیادہ متقی ہو جب کہ یہ تقویٰ کی تصویر ہیں۔

حضرت علیؑ کا خطبہ اور آخری ظاہری حیات کا یہ جملہ اِس موضوع کے لیے بہترین شاہد اور دلیل ہے کہ۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (۱۶/۱۲۸ النحل)

یقیناً خداوند عالم اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی اور نیکو کار ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ (۳۷/۶۱ الصّٰفّٰت)

پس عمل کرنے والوں کو چاہیئے کہ اِس کی مثل عمل کریں۔

اہلبیتؑ سے بڑھ کر نیکوکار ترہم نے نہیں دیکھا

دوسرا ارشاد یہ ہے کہ۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (۲/۱۹۵ البقرہ)

یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اب آپ فرمائیے کہ کیا اولین و آخرین میں کوئی شخصیت ایسی ہے جس کے احسانات اہلبیت رسولؐ سے زیادہ ہوں؟

اہلبیتؑ نے علم کے ذریعے احسان کیا مال اور طاقت کے ذریعے احسان کیا یعنی مخلوق خدا میں سے جو جاہل تھا اُس پر علم کا احسان کیا جو فقیر محتاج تھا اُس پر مال و دولت کے ذریعے احسان کیا جو کمزور تھا اُس پر طاقت کے ذریعے احسان کیا جو مظلوم تھا اُس کی تائید کر کے اُس پر احسان کیا۔

اِسی طرح کے کئی احسان ہیں جو آل محمدؐ نے مخلوقِ خدا پر فرمائے جن سے کم و بیش آپ واقفیت رکھتے ہیں۔

بہر حال ہماری غرض یہ ہے کہ مذکورہ آیات کے پیشِ نظر خالق کائنات کی مقرب ترین اور محبوب ترین ہستیاں اہلبیتؑ عصمت و طہارت ہیں لہٰذا جو شخص اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے اُس پر واجب ہے کہ اُس کی محبوب ہستیوں سے بھی دوستی رکھے۔

Presented by Ziaraat.Com

محبوب خدا کی محبّت خدا کی محبّت ہے

خداوند عالم کو دوست رکھنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ خدا کے دوستوں سے دوستی رکھیں کیونکہ خدا سے دوستی اور اہلبیتؑ سے دشمنی دو متضاد چیزیں ہیں جن کا ایک جگہ جمع ہونا محال ہے جس طرح خدا کے دشمن سے آپ دوستی نہیں کر سکتے اسی طرح خدا کے دوستوں سے آپ دشمنی نہیں کر سکتے یعنی یہ فیصلہ آپ خود فرمائیں کہ خدا سے آپ کو دوستی ہے اور آپ کے سامنے ایک دشمن خدا ہے دوسرا دوست خدا ہے کیا آپ خدا کے دشمن سے دوستی کریں گے یا خدا کے دوست سے ؟

سب سے زیادہ محبّت خدا اور رسول کیساتھ ہونی چاہیئے

ایک اور آیت جو شرعاً دوستی اہلبیتؑ کو واجب کرتی ہے جسے پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے وہ یہ ہے کہ۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (پ ۱۰ ع ۲ توبہ)

Presented by Ziaraat.Com

اے رسول کہدو اگر تمہارے باپ دادا، اور تمہارے بیٹے پوتے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری ازواج، اور تمہارے رشتہ دار، اور وہ مال جو تم نے جمع کر رکھے ہیں، اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جو تم کو پسند آگئے ہیں یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ سے اور اُس کے رسولؐ سے اور اُس کی راہ میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیاری ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا حکم لے آئے اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کی راہبری نہیں کرتا۔

رسولؐ کی دوستی بغیر آل رسولؐ کے مکمل نہیں ہوتی

اس حقیقت میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے کہ رسول خدا کی محبت اصل میں آل رسولؐ کی محبت میں مضمر ہے کیونکہ خود حضورؐ انور فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ علیؑ کو دوست رکھے۔ اور کتاب "غایۃ المرام" میں یہ فرمان بھی آپ ہی کا ہے کہ جو شخص خدا اور رسولؐ سے دوستی کا اظہار کرتا ہے ایسی صورت میں کہ وہ علیؑ سے دشمنی رکھتا ہے تو ایسا شخص جھوٹا ہے۔

اور یہ بھی حضور اکرمؐ ہی کا فرمان ہے کہ انا و علی من شجرۃ واحدۃ وسائر الناس من شجر شتی۔ کہ میں محمدؐ اور علیؑ ایک شجرہ سے ہیں اور دوسری تمام مخلوق جن کا تعلق انسانوں سے ہے وہ مختلف شجروں سے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اوّلنا محمدؐ، اوسطنا محمدؐ، آخرنا محمدؐ، وکلنا محمدؐ۔ ہمارا اوّل

پہلا بھی محمدؐ ہے، ہمارا اوسط درمیان والا بھی محمدؐ ہے، ہماری آخر والا بھی محمدؐ ہے، اور ہم سب کے مسبب محمدؐ ہیں۔

لہٰذا جب محمد و آل محمد علیہم السلام میں جدائی کا کوئی وجود نہیں ہے تو پھر اُن کی دوستی میں جدائی کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے اسی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ شخص جھوٹا ہے۔ جو محمدؐ رسول اللہ سے دوستی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن علیؑ اور اولاد علیؑ سے دشمنی کرتا ہے۔

محبت اہلبیتؑ اجر رسالت ہے

شرعی تکلیف کے پیش نظر مودت و محبت اہلبیت رسولؐ واجب ہے جس کی نص قرآن مجید میں موجود ہے اور وہی آیہ مودۃ اِن راتوں میں ہماری گفتگو کا عنوان و موضوع ہے جس میں ارشاد الٰہی ہے کہ۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (۴۲/۲۳ الشوریٰ)

اے رسولؐ کہدو کہ میں اِس رسالت پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اِس کے کہ میرے اقرباء سے محبت رکھو اور جو کوئی نیکی کمائے گا ہم اُس کے لیے اُس میں نیکی زیادہ کریں گے یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔

اِس آیۂ مودت کے شان نزول میں شیعہ و سنی دونوں حضرات نے یہ روایت نقل کی ہے کہ مدینہ والوں نے ایک دفعہ ایک جگہ پر جمع ہو کر کہا کہ

Presented by Ziaraat.Com

حبیب خدا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود اقدس کی برکت سے ہم لوگ خوش بخت ہوئے ہیں یعنی پہلے ایک دوسرے کے دشمن تھے اب دوست ہوئے ہیں پہلے غیر تھے اب اپنے ہوئے ہیں پہلے بے دین و بے ایمان تھے اب دین دار اور ایماندار ہوئے ہیں پہلے جہنم کی طرف راغب تھے اب صراط مستقیم کے ذریعے جنت کے راستے پر گامزن ہوئے ہیں وغیرہ وغیرہ الخ ــــ لہٰذا کچھ مال و دولت جمع کر کے ہم حضور اکرمؐ کی خدمت میں پیش کریں اُن کے اِس پروگرام پر خداوند عالم نے یہ آیۂ مودۃ نازل فرمائی کہ میرا حبیب اِن سے کہو میں تم سے اجر رسالت نہیں مانگتا مگر خدا کہہ رہا ہے کہ اجر رسالت کے لیے تم میری اہلبیتؑ سے دوستی رکھو۔

تکلیفی مبہم اور غیر مادی

اسی طرح شیعہ و سنی حضرات نے اِس روایت کو بیان کیا ہے کہ ایک دِن رسول خدا نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا کہ خداوند عالم کی طرف سے ایک شرعی ذمہ داری ہے اگر تم اُس پر عمل کرو تو میں اُسے بیان کروں ہ ــــ مگر اِس فرمان رسولؐ کے سامنے خاموشی چھائی رہی کسی نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ دوسرے دِن جب حبیب خدا نے بات کی تو پھر خاموشی ہی کا سماں تھا جواب نہ آیا حتیٰ کہ تیسرے روز حضورؐ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم سے کوئی سونا اور چاندی یا مال و دولت نہیں طلب کرنا چاہتا میری بات تو سنا کرو اُس وقت سب بولے کہ ہم حاضر ہیں تب حضورؐ نے اِس

Presented by Ziaraat.Com

آیہ مودۃ کو تلاوت فرمایا۔

دوستی واجب اور وصیّت علامہ حلیؒ

زیارت جامعہ میں آپ پڑھتے ہیں کہ ولکم المودۃ الواجبہ اور آپ کے لیے اہلبیتؑ کی مودۃ و دوستی کو خداوند عالم نے قرآن مجید میں واجب فرمایا ہے۔

علاوہ ازیں علامہ حلیؒ علیہ الرحمہ اپنے وصیّت نامہ میں اپنے فخر المحققین بیٹے کو فرماتے ہیں کہ

وعلیك بصلۃ الذرّیۃ العلویۃ ومودتھم فان اللہ قد آکد فیھم الوصیّۃ وجعل مودّتھم اجرا الرسالۃ۔

تم پر واجب ہے کہ ذریت علویہ سے دوستی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دوستی کی تاکید فرمائی ہے اور اِس کو اجر رسالت قرار دیا ہے۔

(اِس روایت کو اِسی کتاب کی چودھویں مجلس میں پیش کیا جائے گا)

اس محبّت کا فائدہ محبّ کے لیے ہے

اس سلسلہ میں پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ اِس شرعی تکلیف کا فائدہ صرف اس کے لیے ہے جو یہ عمل کرے گا۔ کیونکہ خداوند عالم اور اہلبیت رسولؐ اِس بات سے بے نیاز ہیں کہ مخلوق اُن سے دوستی کرے محبّت کرے یعنی وہ

Presented by Ziaraat.Com

مخلوق کی محبّت و دوستی کے محتاج نہیں ہیں اور نہ ہی مخلوق کی دوستی یا دشمنی اُن کے مقام و مرتبہ کو بڑھا گھٹا سکتی ہے ایسی صورت میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اِس دوستی و محبّت کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟ جواباً عرض ہے کہ اِس میں عوام کا مخلوق خدا کا دنیاوی اور اُخروی فائدہ ہے جیسا کہ فرمایا گیا کہ جو بھی محبت و دوستی کرے گا یہ محبّت و دستی محبّ کے گناہوں کو گھٹا دے گی اور اُس کی نیکیوں کو بڑھا دے گی ورنہ رسولؐ اِس اجر کا محتاج نہیں ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (۳۴/۴۷ سبا)

اے رسول کہدو میں نے تم سے جو اجر (دوستی اور خمس) مانگا ہے وہ تمہارے ہی لیے ہے میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

امراض در و نیّت اصلاح میشود

یہی محبّت و مودّت فقط اور فقط تمہارے لیے فائدہ مند ہے اِس کی وجہ سے آپ کی اصلاح ہو جاتی ہے اور جنّت میں جانے کے آپ مستحق ہو جاتے ہیں اور آپ کے مقام و مرتبہ کو بلند درجہ نصیب ہوتا ہے معتزلی مذہب رکھنے والے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں کہا ہے کہ کچھ عجائبات میرے دیکھنے میں آئے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ میں نے جس کو بھی علیؑ کا ماننے والا دیکھا ہے وہ خوش اخلاقی سے پیش آتا ہے مگر جب بھی میں نے عمر بن الخطاب

Presented by Ziaraat.Com

کے پیروکار کو دیکھا تو وہ تند مزاج اور شدید بداخلاق نظر آیا۔ شاید اپنے اپنے آقا کا یہ عقیدتی اثر ہے ــــ لیکن مخلوق میں ولایت کا نور بھی تو روشنی کرتا رہتا ہے جو اُس کی حالت کو بدل دیتا ہے۔

تکمیل و قبولیت عبادت کا ذریعہ محبّت اہلبیتؑ ہے

نصی روایات میں یہ بات ثابت ہے کہ ولایت اہلبیتؑ کا نور نماز روزہ جیسی عبادات میں نقائص و خامیاں کا بدل ثابت ہوتا ہے یعنی عبادات میں کمی کو دور کرتا ہے اور خامیاں کو ختم کر دیتا ہے جیسا کہ زیارت جامعہ میں آپ پڑھتے ہیں۔

وَبِمُوَالاتِکُمْ تُقْبَلُ الطَّاعَةُ الْمُفْتَرَضَةُ وَلَکُمُ الْمَوَدَّةُ الْوَاجِبَةُ ..... الخ۔

یعنی اے آل محمدؐ آپ کی محبّت واجبہ کا یقین رکھنے والے اور اِس امر الٰہی پر ایمان لانے والے اور آپ کی ولایت رکھنے والے موالی محبّ و مومن عیب بھی کوئی واجبہ عبادت بجالاتے ہیں تو آپ کی ولایت کی برکت سے اُن کے اعمال کو قبول کر لیا جاتا ہے۔

اگر آپ اِس سلسلہ کی تفصیل و تشریح دیکھنا چاہیئے تو بحار الانوار کی ساتویں جلد کی طرف رجوع فرمائیں اُس میں آپ کو بہت کچھ مل جائے گا۔

گزشتہ رات میں نے جناب اعمش کی روایت سے دو عجیب واقعات آپ کی خدمت میں پیش کئے تھے آج کی مجلس کو بھی میں جناب اعمش کی روایت

Presented by Ziaraat.Com

اور ایک واقعہ سے منوّر کرنا چاہتا ہوں۔

منکر زیارت حسینؑ زائر ہو گیا

بحار کی دسویں جلد میں مؤلف مزار کبیر نے اسناد کے ساتھ اعمش سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ شہر کوفہ میں میرے گھر کے ساتھ جو ہمسایہ تھا میری اُس کے پاس بہت زیادہ آمد و رفت رہتی تھی ایک دفعہ شب جمعہ کو میں اُس کے پاس تھا دوران گفتگو میں نے اُس سے کہا زیارت قبر حسین علیہ السلام کے بارے میں تو کیا کہتا ہے وہ کہنے لگا بدعت ہے اور بدعت کرنے والا گمراہ ہے اور ہر گمراہ کے لیے آگ ہے جس میں وہ جلے گا۔

اعمش کہتا ہے میں غصہ کی حالت میں اُس کے پاس سے اُٹھ آیا اور دِل میں یہ کہا کہ صبح آکر اِس اندھے کے سامنے جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کے فضائل بیان کروں گا تاکہ یہ گمراہ شخص راہ نجات پر آجائے ۔۔۔ کہتا ہے جب صبح میں نے جا کر اُس کے دروازہ پر دستک دی تو اندر سے آواز آئی وہ تو رات کے پہلے حصہ میں ہی زیارت کو چلا گیا ہے۔

میں جلدی کے ساتھ وہاں سے چلا تاکہ حائر پہنچ جاؤں جب وہاں پہنچا تو میں نے ایک بزرگ آدمی کو دیکھا جو حالت سجدہ میں ہے اور رکوع و سجود سے پریشان نہیں ہے میں نے اُس سے کہا کل تو زیارت کو تو نے بدعت کہا تھا کہ بدعتی گمراہ ہے اور گمراہ آگ میں جلے گا اور آج تو خود زیارت کو آگیا ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

زوّارِ قبر حسینؑ جہنّم کی آگ سے محفوظ ہے

اُس نے کہا اے سلمان اعمش اب ملامت نہ کرو میں پہلے تو اِس مقدس خاندان کی امامت کو جائز نہیں سمجھتا تھا یہاں تک کہ میں نے رات کو ہولناک خواب دیکھا ہے۔

اعمش کہتا ہے میں نے پوچھا وہ خواب کیا ہے؟ ــــ اُس نے کہا میں نے ایک ایسی مقدس نورانی عظیم شخصیت کو دیکھا ہے جس کے حسن و جمال کی تعریف بیان کرنا ناممکن ہے اُس کے اردگرد ایک بہت بڑا لشکر تھا جو ساتھ آرہا تھا اور وہ گھوڑے سوار حسین و جمیل انسان اُن کے آگے آگے تھا جس کے سر پہ چار کونوں والا تاج تھا جس کے ہر کونہ میں اسقدر چمکدار موتی تھے جن کی روشنی سے تین دن کا راستہ تلاش کیا جا سکتا ہے میں نے پوچھا یہ عظیم شخصیت کون ہیں؟ تو مجھے جواب ملا کہ یہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں نے پوچھا یہ دوسری عظیم شخصیت کون ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ جانشین مصطفیٰ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اُس کے بعد میں نے ایک نورانی اُونٹ پر نورانی کجاوہ دیکھا جس سے نور نکل کر زمین آسمان کے درمیان روشنی پیدا کر رہا تھا میں نے پوچھا اِس ناقہ میں کون ہے تو مجھے جواب ملا کہ اِس میں سیّدہ خدیجہ الکبریٰ دختر خویلد سلام اللہ علیہا ہیں اور سیّدہ فاطمہ زہراؑ دختر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر میں نے ایک خوبصورت نوجوان کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہیں تو مجھے جواب ملا کہ یہ سب کے سب اُس مظلوم حسین

Presented by Ziaraat.Com

ابن علی علیہما السلام کی زیارت کو جا رہے ہیں جو کربلا کے تپتے صحرا میں دشمنوں کے نرغہ میں کئی دِن کا بھوکا پیاسا بہنوں پھپھیوں کے سامنے بڑی بے رحمی و سنگدلی سے شہید کر دیا گیا تھا۔

پس میں نے اُس کجاوہ کا قصد کیا تو میں نے آسمان سے ایک رقعہ گرتے ہوئے دیکھا جب میرے سامنے آیا تو میں نے دیکھا کہ اُس میں لکھا ہوا تھا۔

اما نا من اللہ جلّ ذکرہ لذوار الحسین بن علی علیہما السلام لیلۃ الجمعۃ ۔ جو شخص شب جمعہ کو زیارت قبر حسین علیہ السلام کرے گا اُس کے لیے جہنّم کی آگ سے امان ہے اور یہ اعلان و وعدہ اُس خالق کائنات کی طرف سے ہے جس کا ذِکر سب سے بڑا ہے اور اُس کا وعدہ سچّا ہے۔

پھر اچانک آسمان کی طرف سے ہاتف نے آواز دی کہ ہم اور ہمارے شیعہ بہشت کے بلند ترین درجات میں ایک ساتھ ہوں گے

ای سلمان اعمش مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں اِس مقام کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ میری روح میرے بدن سے پرواز کر جائے گی

(ترجمہ نفس المہموم ص ۳۱۷ تا ص ۳۱۸)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بارہویں مجلس

بتاریخ ـــــ شب پنجشنبہ (جمعرات) ۲۸ جمادی الاولیٰ

۷۵ ـــ ۲۱ ـــ ۱۰ ـــ ۳۴

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ..... الخ (۴۲/۲۳ الشوریٰ)

قرآن میں ولایت اہلبیت کی آیات

مفسرین عامہ سے تعلق رکھنے والے بزرگ مفسر ثعلبی اپنی تفسیر ثعلبی میں سورہ حمد کی تفسیر کے سلسلہ میں آیہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ ۱ کے تحت فرماتے ہیں کہ "صراط" سے مراد علی بن ابی طالب اور اُن کی ذریہ طاہرہ علیہم السّلام ہیں۔

اور کتاب "کفایۃ الموحدین" میں ابوبکر شیرازی سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی لفظ "صراط" کا ذکر ہوا ہے اُس سے مراد ولایت آل محمد علیہم السلام ہے خصوصاً اس آیۂ شریفہ میں جس میں ارشاد ہو رہا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لائے یعنی ولایت آل محمد علیہم السلام کے قائل نہیں ہیں وہ ٹیڑھے راستہ پر چل رہے ہیں۔ اور اسی مناسبت سے دوسرے مقام پر فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ (۳۷/۲۴ الصّٰفّٰت)

اور اِن کو ٹھہراؤ یقیناً اِن سے سوال کئے جانے ہیں اِس کی تفسیر میں عامہ خاصہ سب نے تسلیم کیا ہے عن ولایۃ علی بن ابی طالبؑ۔ یہ سوال عَلِیٌّ وَّلِیُّ اللہ کے بارے میں ہوگا۔

صراط مستقیم علیؑ اور آل علیؑ ہیں

کتاب "غایۃ المرام" میں سُنّی حضرات کی طرف سے تیس۳۰ اور شیعہ حضرات کی طرف سے چوبیس۲۴ حدیثیں ہماری گفتگو کی شاہد ہیں کہ "صراط مستقیم" سے مراد رسول خداؐ اور امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ اور آئمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ یہاں صرف ایک روایت کو پیش کیا جاتا ہے۔

عن المفضل بن عمر قال سئلت اباعبد اللہ (ع) عن الصراط قال ھو الطریق الی معرفۃ اللہ تعالیٰ وھما صراطان صراط فی الدنیا وصراط فی الاخرۃ فاما الصراط فی الدنیا فھو الامام المفترض الطاعۃ من عرفہ فی الدنیا واقتدی بھداہ مر علی الصراط الذی ھو جسر جھنم فی الاخرۃ ومن لم یعرفہ فی الدنیا زلت قدمہ علی الصراط فی الاخرۃ فتردی فی نار جھنم۔

عمر کا بیٹا مفضل کہتا ہے کہ میں نے صادق آل محمد امام جعفر صادق علیہم السلام سے پوچھا کہ آپ مجھے "صراط" کے معنیٰ سے مطلع فرمائیے تو آپ نے فرمایا صراط وہ راستہ ہے جو معرفت خداوند عالم کی طرف لے جاتا ہے اور وہ دو صراط یعنی دو

Presented by Ziaraat.Com

راستے ہیں ایک صراط کا تعلق دنیا سے ہے اور دوسری صراط کا تعلق آخرت سے ہے۔

صراط دنیا سے مراد وہ امام ہے جس کی اطاعت خداوند عالم کی طرف سے واجب ہے لہٰذا جس شخص نے بھی اُسے پہنچان کر اُس کی اطاعت کی اُسے امام حق کی راہنمائی صراط آخرت پر اس طرح محفوظ و مامون بنا کر چلائے گی کہ وہ جہنمؔ کی پُل سے سلامتی کے ساتھ گزر جائے گا۔

اور جس شخص نے اس امام حق صراط دنیا کی پہنچان نہ کی اور اُس کی اطاعت نہ کی وہ صراط آخرت جو جہنمؔ کے اوپر ایک پل ہے اُس پر چلتے ہوئے اس طرح پھسلے گا کہ دوزخ کی آگ کا ایندھن بن جائے گا۔

اور کتاب "کفایۃ الموحدین" میں دو صفحے سُنّی حضرات کی طرف اس طرح پُر ہیں کہ اُس میں اپنی روایات کو نقل کیا ہے جن کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ قرآن مجید میں بھی حروف مقطعات ہیں اُن کو اگر جمع کیا جائے تو یہ جملہ بنتا ہے "صراط علی حق نمسکہ" کہ حضرت علیؑ کا راستہ ہی راہ حق ہے اُسی پر چلو۔

(صراط ولایت اور سنت ہے)

اگر کوئی اِس راستہ پر چلے یعنی ولایت آل محمدؐ کو قبول کرے، اور تمام واجبات کو ادا کرے، اور تمام محرمات کو ترک کرے، اور تمام مستحبات کو طاقت کے مطابق انجام دے، اور تمام مکروہات سے حتی الامکان پرہیز کرے تو کل قیامت کو وہ شخص جہنمؔ کی پل پر سے نہیں پھسلے گا بلکہ سیدھا جنّت میں چلا جائے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

دنیاوی اور اُخروی صراط میں فرق نہیں ہے دنیاوی صراط ولایت آل محمد علیہم السلام ہے اُن کی پیروی ہے لہٰذا جو شخص یہاں پیروی کرے گا وہ آخرت میں نجات پائے گا اگر اُس کے اعمال میں کچھ کمی ہوگی تو اُسی مقدار میں وہ جہنم کی پل پر چلتے ہوئے لڑکھڑائے گا مگر مصطفیٰؐ کی شفاعت اور آل محمدؐ کی فریادرسی اُس کو سنبھال لے گی لیکن جو شخص دنیاوی صراط یعنی ولایت آل محمد علیہم السّلام کا منکر ہوگا تمام اعمال کی تکمیل کے باوجود وہ جہنم کی پل سے گر کر سیدھا دوزخ کی آگ کی غذا بنے گا۔

دعا برای زیادہ و دوام ولایت

اِس گفتگو کا جو حصہ باقی ہے میں اُسے آج کی رات عرض کرنا چاہتا ہوں اور انسان کو چاہیئے کہ وہ کسی وقت بھی خدا سے طلب اور دعا کے سلسلہ میں غافل نہ ہو اگرچہ اُسے علم ہوگیا ہے کہ راہ نجات ولایت آل محمد علیہم السلام ہے مگر پھر بھی اُسے ہر ساعت آخری عمر تک ہمیشہ یہی دعا مانگنی چاہیئے کہ یا اللہ مجھے اِس ولایت پر قائم ودائم رکھ اور مجھے اِس سلسلہ کی اطاعت کی توفیق خاص عطا فرما اپنی اور اپنی محبوب ہستیوں کی پیروی کی طاقت عطا فرما اور پہلے سے زیادہ قوت عطا فرما، اور مجھے شیطان کے وسوسوں سے محفوظ فرما وہ شیطان انسانوں سے ہو یا جنّوں سے مجھے اُن سے بچا۔ یہی عقیدت یہی عمل ہر وقت ہر ساعت تواتر کے ساتھ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ دنیا فانی ہے نہ جانے کب اِس سے کوچ کا اعلان ہو جائے اور ایسا نہ ہو کہ وہ لمحہ ہماری اِس عبادت و

Presented by Ziaraat.Com

عقیدت سے خالی رہ جائے۔

نظری بسر گزشت قاتل علیؑ

عبدالرحمٰن ابن ملجم نامراد کو آپ سب جانتے ہیں اس بدبخت کا انجام آپ کے سامنے ہے حالانکہ ولایت علیؑ کے سلسلہ میں یہ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔

بحار الانوار کی نویں جلد میں مرقوم ہے کہ جس وقت یہ بدبخت یمن سے آکر خدمت علیؑ میں حاضری سے مشرف ہوا تھا تو اس نے شان علیؑ میں قصیدہ پڑھا تھا اور اتنا مانوس ہو گیا تھا کہ بالکل اُس کا دل نہیں چاہتا تھا کہ دربار علیؑ سے کہیں اور چلا جائے (بالکل شیطان کی طرح جو دربار الٰہی سے جدا نہیں ہوتا تھا) یہاں تک کہ بیمار ہو گیا اور حضرت علیؑ خود اُس کی تیمارداری اور دیکھ بھال فرماتے تھے۔

جنگ نہروان جسے حضرت علیؑ نے فتح کیا تھا یہی بدبخت ابن ملجم اُس لشکر میں ایک دستہ کا سپہ سالار تھا ــــ اس نے سب سے پہلے اجازت چاہی کہ آقا مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں کوفہ جا کر آپ کی فتح کی خوشخبری سناؤں آپ نے فرمایا تجھے اختیار ہے جا یا نہ جا۔ یہاں تک کہ حضرت علیؑ نے اس خبر سے ابن ملجم کو آگاہ کیا کہ تو میرا قاتل ہے اُس نے کہا مجھے آپ قتل کر دیں تاکہ میں اتنا بڑا گناہ نہ کر سکوں (فرمایا جرم سے پہلے سزا نہیں ہوتی)

آپ جانتے ہیں کہ بالآخر اس بدبخت نے دو خارجیوں کی صحبت کے اثر اور قطامہ نامی بدمعاش عورت کے عشق میں حضرت کو محراب عبادت و مسجد میں

Presented by Ziaraat.Com

شہید کر ڈالا اور اُس کے تمام اعمال عبادتیں عقیدتیں شیطان کی طرح ضائع ہو گئیں۔

کیا ہمارے خوف کے لیے یہ کافی نہیں ہے

یہ بات ہمارے خوف کے لیے کافی ہے تاکہ کسی وقت بھی ہم آخرت کے حساب وکتاب سے غافل نہ ہو سکیں اور ہر وقت ہمارے ہاتھ اُس کی بارگاہ میں رجوع کے لیے اُٹھے رہنے چاہییں اور یہی دعا مانگتے رہیں کہ یا اللہ ہم کو عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہ کی ولایت پر قائم ودائم رکھ اور ہمارے دِل میں ہر وقت عَلِیٌّ وَلِیُّ اللہ کا ورد جاری رکھ تاکہ ہم اِس سے کسی وقت بھی غافل نہ ہو سکیں اور اِس عقیدت کو دِن رات زیادہ سے زیادہ فرما۔

اور خدا سے یہی ہر وقت طلب کرنا چاہیئے کہ یا اللہ ہم کو اِس مقدس گھرانے (آلِ محمدؐ) کی محبّت ولایت میں اس قدر مضبوط اور مشغول فرما تاکہ ہمارا آخری سانس بھی اِن کی یاد میں نکلے اور ہم اِن کے خوبصورت دیدار سے دِل کو خوش کریں اور اِن کی شفاعت سے مسرت کی وادیوں میں جھومتے پھریں اور اِن کی اطاعت سے تیری خوشنودی کو حاصل کرتے رہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

فقراتی از زیارت جامعہ و عاشورا

جیسا کہ آپ زیارت جامعہ میں پڑھتے ہیں۔

فَثَبَّتَنِیَ اللّٰہُ اَبَدًا مَا حَیِیتُ عَلٰی مُوَالَاتِکُمْ وَ مَحَبَّتِکُمْ وَ دِینِکُمْ وَ وَفَّقَنِی لِطَاعَتِکُمْ وَ رَزَقَنِی شَفَاعَتَکُمْ وَ جَعَلَنِی مِنْ خِیَارِ مَوَالِیکُمُ التَّابِعِینَ لِمَا دَعَوْتُمْ اِلَیْہِ وَ جَعَلَنِی مِمَّنْ یَقْتَصُّ اٰثَارَکُمْ وَ یَسْلُکُ سَبِیلَکُمْ (الخ)

پس اللہ تعالیٰ مجھے ثابت قدم رکھے ہمیشہ جب تک میں زندہ ہوں (اے آل محمدؐ) آپ کی تابعداری پر۔ اور آپ کی محبت پر، اور آپ کے دین پر، اور اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے آپ کی اطاعت کی، اور آپ کی شفاعت کو میری روزی قرار دے، اور مجھے آپ کا نیک موالی تابعدار آپ کے حکم مطابق زندگی بسر کرنے والا بنائے اور آپ ہی کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے والا بنائے۔

اور زیارت عاشورا میں آپ پڑھتے ہیں۔

فَاَسْئَلُ اللّٰہَ الَّذِیْ اَکْرَمَنِیْ لِمَعْرِفَتِکُمْ وَ مَعْرِفَۃِ اَوْلِیَآئِکُمْ وَ رَزَقَنِی الْبَرَآئَۃَ مِنْ اَعْدَآئِکُمْ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مَعَکُمْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ۔

پس میں بارگاہ الٰہی میں التجا کرتا ہوں کہ یا اللہ مجھے آل محمدؐ کی معرفت اور اُن کے دوستوں کی معرفت کے سلسلہ میں صاحب عزت فرما اور اے آل محمدؐ آپ کے

Presented by Ziaraat.Com

دشمنوں سے اظہارِ برأت ہی میری غذا ہو۔ اور دنیا و آخرت میں آپ کے ساتھ رہوں ثابت قدم رہوں، ہاں دعا کے سلسلہ میں جو شرائط ہیں اُن کی بحث جداگانہ ہے۔[1]

[1] اِس سلسلہ میں خطبہ شعبانیہ کی شرح بنام ماہ خدا بہترین چیز ہے جو آیت اللہ دستغیب کے بیان کا مجموعہ ہے اُس کا ترجمہ آپ ہی کی کتاب سید الشہداء کے ساتھ مکتبہ۔ ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ نے شائع کر دیا دعا کے سلسلہ میں ایک بہترین راہنما ہے ہر مکتبہ سے دستیاب ہے خصوصاً نور شیر شاہ بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے طلب فرمائیں ـــــ حیدری

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیرھویں ۱۳ مجلس

بتاریخ ـــــ شب شنبہ (ہفتہ) ۳۰ر جمادی الاولیٰ

۷۵ ـــ ۲۳ ـــ ۱۰ ـــ ۳۴

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط .....

(۴۲/۲۳ الشوریٰ)

بزرگواری سادات ببرکت زہراؑ

خداوند عالم نے جس جگہ سے جو عظمت و شان اور مرتبہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو عنایت فرمایا ہے وہ اوّلین و آخرین میں سے کسی کو بھی نہیں دیا۔

ولھا جلال لیس فوق جلالھا الا جلال اللہ جل جلالہ

ولھا نوال لیس فوق نوالھا الا نوال اللہ عم نوالہ

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے لیے وہ بزرگی و عظمت ہے جس کے اوپر سوائے خداوند عالم کی جلالت و بزرگی کے کسی کو یہ مقام و منزلت نصیب نہیں ہے کیونکہ وہ بزرگیوں اور عظمتوں کا نہ صرف مالک اور عطا کرنے والا ہے بلکہ اُن کا خالق بھی ہے لہٰذا خداوند عالم نے ہر قسم کی عظمتوں شرافتوں اور منزلتوں

Presented by Ziaraat.Com

کا مرکز جناب زہرا کو قرار دیا ہے اور قیامت تک یہ مقام اُن کی ذریّت طاہرہ میں رہے گا اور اُن کی ذریّت میں جو بھی صاحب کمال و جلال ہوگا اُس کا ہر قسم کا عظیم رتبہ جناب زہراؑ سے ہی حاصل کیا ہوا ہوگا۔

ذرّیہ پیغمبرؐ از بطن زہراؑ

یہاں میں چند اہم مطالب کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں اُن میں سے ایک تو یہ ہے کہ اولاد جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا قیامت تک عموماً ذریّت اور اولاد رسول خدا ہیں اور وہ تمام بزرگوار شریف اور واجب الاکرام ہیں اور یوم قیامت اُن کو ذریّت رسولؐ ہی کے عنوان سے پکارا جائے گا۔

اور یہ مطلب مذہب شیعہ کے مسلمات سے ہے اور سُنّی علماء نے بھی اِس کی بہت زیادہ تصریح فرمائی ہے اور یہاں میں صرف ابن حجر مکّی اور طبرانی نے جو کچھ کہا ہے اُسے بیان کرنے میں اکتفا کرتا ہوں۔

ابن حجر اور طبرانی کے اقوال

ابن حجر منج میں کہتا ہے کہ اولاد جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور اُن کی ذریّت پیغمبر اسلام کے بیٹے اور ذریّت ہیں اور یہ نسبت جو اُن کی طرف دی گئی ہے حقیقی ہے جو صرف اولاد اور ذریّت ہی کے لیے دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہے رسول خدا کی اِس حدیث کو صحت کے ساتھ متصل کیا گیا ہے

Presented by Ziaraat.Com

کیونکہ کہا جاتا ہے کہ رحم رسول خدا بروز قیامت اُن کی قوم کے لیے فائدہ مند نہیں ہے بلکہ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں کہ قسم خدا کی میرا رحم دنیا و آخرت میں متصل ہے۔

اور طبرانی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا خداوند عالم نے ہر نبی کی ذریت اُن کے اپنے صلب میں قرار دی ہے مگر میری ذرّیت کو صلب علی بن ابی طالبؑ میں قرار دیا ہے یہاں تک کہ صحیح اسناد کے ساتھ عمر سے نقل ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے انہوں نے فرمایا قیامت کے دن ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائے گا بسوائے میرے سبب اور نسب کے۔

کتاب فضائل السادات میں اِس حدیث کو مسند احمد حنبل، اور حاکم، اور بیہقی، اور بغوی، اور قشیری، اور طبرانی اور دیگر علمائے عامہ سے نقل کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ آیہ فلا انساب بینھم کو اِس حدیث مسلم کے ساتھ تخصیص دی گئی ہے یعنی قیامت کے دن سوائے نسب رسول خدا(ص) کے کوئی نسب فائدہ مند نہ ہوگا اور فقط نسبت رسول خدا (ص) ہی دنیا و آخرت میں موجب نجات ہے۔

صحر و نسب کی روایات میں اِس فرمان رسولؐ کا اضافہ بھی موجود ہے کہ ہر پیغمبر اپنی بیٹی کی اولاد کو اُن کے باپ کی طرف نسبت دیتا ہے سوائے اولاد فاطمہؑ کے کیونکہ اُن کی اولاد کا باپ میں محمدؐ ہوں۔

(شفاء الصدور ص ۶۹)

Presented by Ziaraat.Com

روایتی مشہور از پیغمبر گرامی

اور یہ خبر تھوڑے سے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ کتب عامہ کی بہت سی کتب میں موجود ہے مثلاً اسعاف الراغبین مصری، اور اسد الغابہ ابن اثیر، اور ینابیع المودۃ قندوزی، اور نور الابصار شبلنجی وغیرھم میں متعدد طریق سے اور تذکرہ علامہ حلی میں بھی موجود ہے خبر کے لفظ یہ ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کل قوم فعصبتہم لابیھم الا اولاد فاطمہ عصبتہم وانا ابوھم۔

ہر قوم کی باگ ڈور اُن کے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر اولاد فاطمہؑ کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں ہے کیونکہ اُن کا باپ میں محمدؐ ہوں۔

اور دوسری روایت میں فرمایا۔

فانا ولیھم وانا عصبتہم وھم عصبتی خلقوا من طینتی ویل للمکذبین بفضلھم من احبھم احبہ اللہ۔

پس اولاد فاطمہؑ کا ولی میں ہوں میں اُن سے وابستہ ہوں اور وہ مجھ سے وابستہ ہیں اور وہ میری طینت سے ہی پیدا ہوئے ہیں، ہلاکت ہے اُس شخص کے لیے جو ان کی فضیلت کا انکار کرتا ہے اور میری بات کو جھٹلاتا ہے جو شخص اِن سے دوستی کرے گا خداوند عالم اُن سے دوستی کرے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

ہارون کا اعتراض اور امام موسیٰ کاظمؑ کا جواب

ہارون الرشید ــــــ

کتاب احتجاج طبرسی میں ہے کہ ہارون نے امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے کہا کہ آپ اولاد فاطمہؑ کس طرح جائز سمجھتے ہیں کہ آپ کو اولاد رسولؐ یعنی رسولؐ کے بیٹے کہا جاتا ہے جب کہ آپ کی والدہ عورت تھیں رسولؐ کا بیٹا نہ تھیں بلکہ بیٹی تھی اِس وجہ سے تو رسول اکرمؐ تمہارے نانا ہوئے ماں فاطمہؑ کی طرف سے آپ اُن کو باپ کیوں کہتے ہیں ؟

امام موسیٰ کاظمؑ ــــــ

فرمایا اگر رسول خدا (ص) دوبارہ ظاہری حیات میں آجائیں اور تم سے تمہاری بیٹی کا رشتہ طلب فرمائیں تو کیا تو اپنی بیٹی کو حضور اکرمؐ کی زوجیت میں دے دے گا یہ رشتہ تم کو قبول ہوگا۔

ہارون الرشید ــــــ

البتہ میں یہ رشتہ قبول کرلوں گا اور اِس رشتہ داری پر میں فخر بھی محسوس کروں گا۔

امام موسیٰ کاظمؑ ــــــ

فرمایا لیکن مجھ سے نہ تو میری بیٹی کا رشتہ حضور اکرمؐ طلب فرما سکتے ہیں اور نہ میں ہی ایسے رشتہ کو قبول کر سکتا ہوں۔

ہارون الرشید ــــــ کہنے لگا ایسا کیوں ہے ؟

Presented by Ziaraat.Com

امام موسیٰ کاظمؑ

فرمایا ایسا اِس لیے ہے کہ رسول خداؐ میرے باپ ہیں تیرے باپ نہیں ہیں لہٰذا وہ تیری بیٹی کا رشتہ قبول کر سکتے ہیں میری بیٹی تو اُن کی اپنی بیٹی لگتی ہے۔

ہارون الرشید

کہنے لگا میں تصدیق کرتا ہوں اور داد تحسین دیتا ہے آپ سچ کہتے ہیں۔

حسنؑ و حسینؑ رسول خداؐ کے بیٹے ہیں

دوسری روایت جو کافی میں موجود ہے اس میں امام جعفر صادقؑ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حسنین علیہم السلام کی ازواج کا نکاح بغیر کسی شک کے رسول خداؐ کے ساتھ حرام ہے پھر آپ نے دلیل کے طور پر اِس آیت کو تلاوت فرمایا۔

وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ۔ (پ ۴ النساء)

اور تمہارے اُن بیٹوں کی ازواج جو تمہارے صلب سے ہوں تم پر حرام ہیں۔

علاوہ ازیں آیہ مباہلہ کی تفسیر میں آپ جان چکے ہیں کہ خداوند عالم نے حسن و حسین علیہما السلام کو خود حضور اکرمؐ کا بیٹا قرار دیا ہے اور شیعہ و سنّی متواتر روایات سے بھی یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ رسول اکرمؐ نے خود بھی اِن کو اپنا بیٹا اور ذریّت قرار دیا ہے۔

لہٰذا حسنین شریفین علیہما السلام کے بیٹے قیام قیامت تک رسول خداؐ کے بیٹوں کی اولاد ہے اور عموماً اُن کا احترام واجب ہے اگرچہ اُن کا قول و فعل اچھا نہ ہی ہو کیونکہ رسول خداؐ فرماتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اَکْرِمُوْا اَوْلَادِیْ اَلصَّالِحُوْنَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحُوْنَ لِیْ۔

میری اولاد کا احترام کرو اُن میں جو نیک ہیں اُن کا احترام اللہ کے لیے کرو اور جو نیک نہیں ہیں اُن کا احترام میری وجہ سے کرو۔

کتاب کلمہ طیبہ نوری صفحہ ۳۳۰ میں اِس روایت کو کتاب "درۃ الباھرہ شہید اوّل" اور جامع الاخبار، اور منہاج الصفوی، اور مناقب دولت آبادی ہندی سے نقل کیا گیا ہے۔

اور کتاب "فضائل السادات" میں کتاب لوامع الالہیہ فاضل مقدار سے اِس طرح نقل ہوا ہے۔

ولقولہ (ص) اکرموا اولادی صالحھم للہ وطالحھم لاجلی۔

حضور اکرمؐ فرماتے ہیں میری اولاد کی عزّت کرو اُن میں جو نیک ہیں اُن کی عزّت اللہ کی خاطر کرو اور جو نیک نہیں ہیں اُن کی عزّت میری خاطر کرو۔

صاحب فضائل السادات کہتا ہے کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ "صالحین" سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں جن کے ساتھ دوستی خدا کی دوستی کی وجہ سے ہونی چاہیئے اور "طالحین" سے مراد تمام ذرّیت طاہرہ ہیں اور شاید اِس مطلب کا تعمیمی جملہ سورہ تحریم میں "صالح المومنین" ہے جس کی تفسیر میں علمائے عامہ و خاصہ نے لکھا ہے کہ اِس سے مراد امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اور درج ذیل اشعار کو کتاب مجمع المطالب سے نقل فرمایا ہے۔

اشعار در مدح سادات

سادات نور دیدۂ اعیان عالمند
از حرمت محمدؐ و از عترت علیؑ

فردا طعام لقمۂ دوزخ بود دلی
کہ امروز از محبتشان نیست ممتلی

راضی بود بھر چہ از ایشان بوی رسید
ہر کس کہ در پناہ نبی باشد و ولی

زیرا کہ گفت سید کونین و عالمین
الصالحون للہ والطالحون لی

اِن اشعار کا مطلب یہ ہے کہ سادات بنی فاطمہؑ تمام عالمین کی آنکھوں کا وہ نور ہیں جس سے بصارت کا کام لیا جاتا ہے یہ اس لیے کہ وہ نبیؐ کی حرمت ہیں اور علیؑ کی عترت ہیں لہٰذا جو شخص آج اِن کی محبت میں شامل نہیں ہوا وہ کل دوزخ کی اُس غذا میں شامل ہو گا جو اُس کا پسندیدہ لقمہ ہو گا۔

اِن کو ہر حال میں دکھ نہ پہنچایا جائے اگرچہ ان کی طرف سے تمہیں کوئی تکلیف ہی کیوں نہ پہنچی ہو کیونکہ جو شخص اِن کو راضی رکھے گا اُسے کل کو نبیؐ اور ولی کی پناہ نصیب ہو گی کیونکہ اِن کے بارے میں کونین اور عالمین کے سردار

Presented by Ziaraat.Com

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اولاد فاطمہؑ سے جو میری اولاد ہیں اگر کسی کو نیک پاؤ تو اُسے اللہ کا دوست سمجھ کر اللہ کی دوستی کی خاطر دوست رکھو، اور اگر کسی کو بُرا پاؤ تو اُس کی عزت میری خاطر کرو کہ وہ میری اولاد ہے۔

تائید مضمون حدیث بروایات

اِس حدیث رسولؐ کی تائید میں بہت سی روایات موجود ہیں مگر یہاں صرف ایک روایت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

کلمۂ طیبہ نوری صفحہ ۲۲۶ میں تاریخ قم سے اور کتاب دفضائل السادات صفحہ ۲۸۳ پر اِس روایت کو نقل کیا گیا ہے کہ حسین بن حسن بن حسین بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر الصادقؑ نے امام حسن عسکری علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے قم شہر میں اعمال قبیحہ کا مرتکب ہوا مثل شراب نوشی وغیرہ کے ــــ اُس وقت قم کی وقف شدہ املاک کا حاکم احمد بن اسحٰقؒ اشعری ایک ایسا مرد تھا جو صلاح و سداد کے زیورات سے آراستہ تھا ــــ ایک دِن وہ سید جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اِس حاکم قم کا دیدار کرنے آیا تو اِس نے حکم دیا کہ دروازہ بند کردو اور یہ سید جو آرہا ہے اِس کو اندر مت آنے دو میں اِس سے ملاقات نہیں کرنا چاہتا۔

اتفاقاً اسی سال اِس حاکم قم نے کعبہ بیت اللہ کی زیارت کا پروگرام بنایا اور حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضری دینے آیا جب دروازہ پر پہنچا تو

Presented by Ziaraat.Com

امامؑ نے حکم دیا کہ دروازہ کو بند کر دو ہم اِس سے ملاقات نہیں کرنا چاہتے۔

ذرّیت پیغمبرؐ کے ساتھ تو نے ایسا کیوں کیا

قم کے حاکم نے بہت گریہ وزاری منت وسماجت سے ملاقات کی اجازت لے کر قدموں پر سر رکھ کر نہایت خلوص کے ساتھ اپنے جرم کا پوچھا تو امامؑ نے فرمایا تو نے سید ابوالحسنؑ کے لیے ملاقات کا دروازہ بند کیوں کیا تھا؟

احمد اشعری ——

عرض کرنے لگا جی وہ شراب پیتا تھا۔

امام حسن عسکریؑ ——

فرمایا اُس کے بُرے اعمال کی جزا و سزا کا معاملہ دوسرا ہے تجھے اُس پر حکم چلانے کا کوئی اختیار نہیں ہے تجھ پر صرف یہ واجب ہے کہ فرمان رسول خدا پر عمل کرو جب کہ اُن کا حکم ہے کہ میری اولاد کا احترام کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری بدسلوکی کی وجہ سے وہ زیادہ گناہگار اور بے آسرا ہو جائے۔

احمد اشعری ——

نے روتے ہوئے عرض کی کہ میرا قطعاً ارادہ اُس کی توہین کا نہ تھا بلکہ میں نے تو تنبیہہ کے طور پر ایسا کیا ہے تاکہ وہ شراب سے توبہ کرے۔

امام حسن عسکریؑ ——

نے فرمایا۔ قال صدقت ولکن لابدّ من اکرامھم واحترامھم علی کل حال وان لاتحقرھم ولاتستھین بھم لانتسابھم الینا

Presented by Ziaraat.Com

فتکون من الخاسرین۔ (فضائل السادات ص ۳۸۳)

توسیح کہتا ہے میں تیری بات کی تصدیق کرتا ہوں لیکن تجھے چاہیئے کہ اولاد رسولؐ کی عزّت کرا کرام کرا اور کسی حال میں بھی اُن کی توہین نہ کر کیونکہ اُن کا تعلق ہمارے ساتھ ہے اگر تو اُن کی عزّت نہ کرے گا تو خود نقصان اٹھائے گا۔

توبہ سید ابوالحسن بواسطہ اکرام او

جب یہ احمد واپس قم آیا تو لوگ اُس کے دیدار کے لیے آئے جن میں سید حسین (ابوالحسن) بھی شامل تھا جونہی اِس کی سیّد پر نظر پڑی اُس کی طرف لپک کر اُسے سینے سے لگا لیا اور چومنا شروع کر دیا یہاں تک کہ سیّد کو ساتھ لے جا کر دربار میں تخت پر ساتھ بٹھا لیا اور بہت ہی عزّت و احترام سے پیش آنے لگا۔

سیّد حسین یہ سب معاملہ دیکھ کر بہت حیران ہوا اور اُس نے احمد سے سوال کیا کہ میری عزّت و احترام کا آج سبب کیا ہے؟ تو احمد نے جواب میں جو کچھ اُس کے اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے درمیان واقعہ گزر چکا تھا بیان کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

بانھی از منکر منافاتی ندارد

سوال ــــــ

اگر سیّد کی بُرائی دیکھ کر اُسے روکنا جائز نہیں ہے تو اِس کا مطلب تو یہ ہوا کہ خلاف شرع کاموں سے رُکنا یا روکنا صرف غیر سادات کے لیے واجب ہے؟

جواب ــــــ

اِس کا مطلب یہ نہیں جو آپ نے سوال میں لیا ہے کیونکہ غیر شرعی کاموں سے رُکنا یا روکنا واجب عمومی ہے سب کے لیے چاہے سیّد ہو یا غیر سیّد اس میں کس کے لیے تخصیص نہیں ہے سوائے مقام تقیہ کے جس کا ذکر اپنے مقام پر ہو چکا ہے۔

ہاں ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ سیّد اور غیر سیّد کے درمیان رشتہ محبّت و مودّت قائم ہونا چاہیے اور اُسے برائی سے روکنے کے لیے بھی اِسی رشتہ کے اصول و ضوابط کو مدِّنظر رکھنا چاہیئے یعنی اگر آپ کسی سیّد میں کوئی برائی دیکھیں تو آپ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ آپ محبّت و عقیدت سادات کو چھوڑ دیں یا آپ کے دِل میں جو مقام سادات ہے اُس کو ختم کر دیں بلکہ آپ پر یہ واجب و لازم ہے کہ اُس سے محبّت و پیار اور خلوص کے رشتہ کو پہلے سے زیادہ بڑھالیں اور بڑے پیارے انداز میں دھیمے لہجہ میں پُرسکون ماحول میں اچھے الفاظ اور خوبصورت گفتگو کے ساتھ اُس کو بُرے کاموں سے روکنے کی کوشش کریں نہ کہ آپ سختی کے ساتھ روکنا شروع کر دیں اِس سے آپ کی عقیدت ختم ہو جائے جو سادات سے آپ

Presented by Ziaraat.Com

کا رشتہ محبّت و مودّۃ ہے وہ ٹوٹ جائے گا۔

آپ کا انداز گفتگو یا طریقہ جستجو بالکل اُس باپ کی طرح ہونا چاہیئے جو اپنے بیٹے میں بُرائی کو دیکھتا ہے تو نہ شفقت پدری کو ختم کرتا ہے نہ اُس کا حقّہ پانی بند کرتا ہے بلکہ پیار و محبّت کے عجیب و غریب طریقے استعمال کر کے اُسے راہ راست پر لے آتا ہے جس سے نہ رشتہ میں کمی ہوتی ہے نہ ہی افہام و تفہیم میں سختی آتی ہے یہ کسی کو بھی بُرائی سے روکنے کا بہترین انداز ہے جو اکثر و بیشتر کارگر ثابت ہوتا ہے۔

ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ سیّد کے لیے گناہ کرنا جائز ہے بلکہ اُس کے لیے بھی وہی حکم ہے جو غیر سیّد کے لیے ہے ہم تو صرف اِس بات کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ گناہ یا کوئی بھی بُرائی کا اپنا مقام ہے اور عزّت سادات کا اپنا مقام ہے آپ کام بھی کریں اور یہ مقام بھی ضائع نہ کریں جس طرح عام مثال دی جاتی ہے کہ سانپ کو مارو مگر لاٹھی کو بچا کر اسی طرح آپ سیّد کی برائی کو ختم کریں مگر مقام و عزّت سادات کو بچا کر۔

اگر ایسا نہیں کرو گے تو جیسا وہ مجرم ہے گناہ کر کے ویسے ہی آپ مجرم بن جائیں گے توہین سادات کر کے پھر اُس میں آپ میں فرق نہیں ہو گا بارگاہ الٰہی میں وہ بھی اور آپ بھی ظالم کی حیثیّت سے پیش ہوں گے۔

مرتّب نہی از منکر باید رعایت شود

اور اگر یہ محسوس کر لیا جائے اب یقیناً یہ مارو محبّت کے کسی انداز سے بھی باز نہیں

Presented by Ziaraat.Com

آتا بلکہ کچھ سختی اور تیزی دکھائی جائے تو ممکن ہے یہ گناہ سے باز آجائے گا تو پھر ایسی صورت حال میں بھی ظاہری طور پر مناسب سی تیزی آپ کو کرنی چاہیئے اور اُس کے ساتھ جو آپ کے احسانات و معاملات ہیں اُن میں بھی مناسب کمی کر لینی چاہیئے اور حدِ واجب تک آپ کو صبر کر لینا چاہیئے یعنی ایسی حالت میں بھی آپ کے اندر دِل میں جو مقام سیّد ہے یا عزّت سادات ہے اُس کو ختم نہیں ہونا چاہیئے جیسے بُرے بیٹے کی ولایت ختم نہیں ہوتی اور اگر سختی یا تیزی دکھلانے سے بھی وہ باز نہ آئے اور یہ گمان غالب آجائے کہ مار پیٹ کے سوا یہ اپنے گناہ سے باز نہیں آسکتا تو ایسی صورت میں اُسے گناہ سے روکنے کے لیے اِس قدر مارنے کی اجازت ہے کہ نہ تو اُس کا خون نکلے اور نہ ہی اُس کے کسی زخم کا نشان بنے اور اگر مارنے سے بھی وہ اپنے گناہ کو نہ چھوڑے تو پھر اُس وقت تک اُس سے قطع تعلقی کر کے اُسے اپنی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے جب تک وہ اپنے گناہ کو چھوڑ کر توبہ نہ کرے اور آپ کے ساتھ اُس کی جو محبّت اور اخوّت تھی اُس کا دوبارہ اظہار نہ کرے اور جو کچھ گناہوں کی وجہ سے اُس میں سختی تند مزاجی آگئی تھی اُس کو نرمی اور خوش اخلاقی میں تبدیل نہ کر لے ایسی تمام صورتوں میں عزّت سادات کا جو مقام ہے وہ آپ کے دِل میں بدستور قائم رہنا چاہیئے جیسا کہ بُرے بیٹے کی ولایت ہر حال میں قائم رہتی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

نوکری در مقابل شاھزادہ

جس طرح اپنے بُرائی سے روکنے کے سلسلے میں رعایت اور مناسبت سے کام لیا ہے بالکل اسی طرح سید کے مقابلہ میں آپ کو ایک غلام کی طرح رہنا چاہیئے جیسا کہ آپ بادشاہ کی وجہ سے اُس کے بیٹے کا احترام کرتے ہیں اُس سے پیار کرتے ہیں جس کی وجہ صرف یہ ہوتی کہ بادشاہ کی اولاد کا احترام نہیں کریں گے تو بادشاہ ناراض ہوگا اور اُس کی جو مجھ پر عنایات ہیں وہ ختم ہو جائیں گی اسی طرح پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ بذاتِ خود گناہ نہ کریں حکم خدا و رسولؐ کی پابندی کریں ادب و احترام کی زندگی گزارنے کی کوشش کریں اور پھر آپ اولادِ رسولؐ کا احترام اِس لحاظ سے کریں کہ اِس سے رسولؐ خوش ہوگا اور شفاعت کی بخشش سے ہم کو نوازے گا۔ اِس محبت اور بغض کی تفصیل کتاب "قلب سلیم" میں موجود ہے۔

ذرّیت طاہرہ کی موت ایمان کیساتھ ہوتی ہے

دوسری بات یہ ہے کہ بہت سی روایات رسول خدا اور آئمہ ھدیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہم تک پہنچی ہیں کہ نسل فاطمہؑ عمومی طور پر خداوند عالم کی مغفرت اور رسول خدا (ص) کی شفاعت کی مستحق ہے اور وہ دوزخ میں نہیں جائے گی، کیونکہ خداوند عالم نے اُن کی جدّہ پاک جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو ذاتی طور پر

Presented by Ziaraat.Com

عصمت و طہارت کا مرکز بنایا ہے جس کا اثر اُن کی اولاد میں بھی موجود ہے یعنی سیّد عمومی طور پر ذات کے اعتبار سے پاک و پاکیزہ ہے ہاں اگر وہ کردار و عقیدہ کے اعتبار سے ہیر پھیر کرتا ہے اور گناہ و خطا کا مرتکب ہوتا ہے تو یہ اُس کے گناہ وقتی اور عارضی ہوتے ہیں کیونکہ موت سے پہلے ہی وہ تائب ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ اُسے اپنے کچھ گناہوں کی وجہ سے عالم برزخ میں عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا مگر آخرت میں وہ یقیناً اپنے جدّ کی شفاعت سے جنّت میں چلا جائے گا اور جہنّم کی آگ سے بچ جائے گا چونکہ تمام روایات کو بیان کرنے سے گفتگو میں طوالت آجائے گی لہٰذا چند روایات کی طرف اشارہ کرنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

اہل کتاب تین گروہ ہیں

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۳۵/۳۲ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ (۳۵/۳۳ فاطر)

پھر ہم نے کتاب کا وارث اُن لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے مصطفیٰ کیا ۱ پس اُن میں کچھ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں۔ ۲ اور کچھ اُن میں سے میانہ رو ہیں ۲ اور کچھ اُن میں سے اللہ تعالیٰ کے اذن سے نیکیوں میں آگے بڑھنے والے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے (یہ) ہمیشہ

Presented by Ziaraat.Com

رہنے کی جنتوں میں داخل ہوں گے اس میں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائیں جائیں گے اور ان جنتوں میں اُن کا لباس ریشم ہوگا۔

۱ الظالم لنفسه من يحوم حوم نفسه والمقتصد من يحوم حوم قلبه والسابق الى الخيرات من يحوم حوم ربه۔

۱ ظالم لنفسہ وہ ہے جو اپنے نفس کی رضا پہ چلتا ہے۔

۲ اور مقتصد وہ جو اپنے قلب کی رضا پہ چلتا ہے۔

۳ اور سابق بالخیرات وہ جو اپنے ربّ کی رضا پر چلتا ہے۔

تفسیر آیۂ بذریۂ طیّبہ

کتاب "غایۃ المرام" میں دو حدیث عامہ کی طرف سے اور اُٹھارہ حدیثیں خاصہ کی طرف سے متعدد طریقوں سے مرقوم ہیں جن میں امام اوّل حضرت علیؑ اور امام پنجم محمد باقرؑ اور امام ششم جعفر صادقؑ اور امام ہفتم موسیٰ کاظمؑ اور امام ہشتم علی رضاؑ اور امام یازدہم حسن عسکری علیہم السّلام کے ارشادات کو نقل کیا گیا ہے جن روایات کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیۂ شریفہ میں "ورثنا الکتاب" سے مراد قرآن مجید ہے، اور "الذین اصطفینا" سے مراد اولادِ علی و بتول علیہم السلام ہے جو مخلوق خدا میں سے خالق کائنات کے برگزیدہ اور چنے ہوئے لوگ ہیں۔

اور اس بات میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ علم قرآن اہل بیتؑ کے پاس ہے اور قرآن مجید وہ وراثت الٰہیہ ہے جس کو رسول خداؐ نے اپنی اہلبیتؑ کے سپرد فرمایا ہے اس سلسلہ میں شیعہ و سنی کتب مسلّمہ اور متواتر حدیث

Presented by Ziaraat.Com

رسولؐ سے بھری پڑی ہیں جس حدیث میں آپ نے فرمایا۔

انی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی لن یفترقا حتّٰی یردعلی الحوض۔

میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں ایک اللہ کی کتاب۔ قرآن مجید، اور اپنی عترت "اہلبیتؑ" یہ دونوں آپس میں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔

اِس وراثت قرآن کے اعتبار اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے اعتبار سے یہ وراثت جناب فاطمہ زہرا طاہرہ کی پاک اولاد کے لیے مختص ہے۔

سادات کی بھی تین اقسام ہیں

(۱) ظَالِمٌ لِنَفْسِہٖ ۔ یہ وہ سیّد ہیں جو اپنی نیکیوں اور بھلائیوں کے مقابلہ میں گناہ بھی کرتے ہیں یا پھر وہ ہیں جو اپنے امام زمانہ کے حق کو نہیں پہنچانتے۔

(۲) مُقْتَصِدٌ ۔ یہ وہ سیّد ہیں جو اپنے ذمہ گناہ نہیں رکھتے نیکی میں مشغول رہتے ہیں اور دن رات یہ یادِ خدا میں لگے رہتے ہیں۔ یا پھر وہ ہیں جو اپنے امام زمانہ کا حق پہنچانتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

(۳) سَابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ ۔ اِس سے مراد بارہ معصوم امام علیہم السلام ہیں جن کا ہر قول و فعل رضائے الٰہی کا مظہر ہوتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر آئیہ از امام جعفر صادق علیہ السّلام

المیزان میں معانی الاخبار کے حوالہ سے صادق آل محمد علیہم السلام کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے کہ "ظالم لنفسہ" سے مراد وہ شخص ہے جو خواہشات نفسانی کی پیروی کرتا ہے اور اُسی کی خوشیوں کو حاصل کرتا ہے۔ اور "مقتصد" سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے قلب دِل کی اصلاح خود کرتا ہے یعنی اپنے دِل کو برائیوں سے پاک کرکے اُسے اچھائیوں کا گھر بناتا ہے (اِس کی تفصیل کتاب قلب سلیم میں موجود ہے) اور "سابق بالخیرات" وہ شخص ہے جو ہر ساعت یاد خدا میں مشغول رہتا ہے ایک لحظہ بھی وہ یاد خدا سے غافل نہیں ہوتا، اور وہ کچھ نہیں چاہتا مگر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی اور وہ کچھ نہیں چاہتا مگر قرب الٰہی کا حصول۔

اور تفسیر درّ منثور سے رسول خدا کی اِس روایت کو بیان کیا گیا ہے کہ۔

"ظالم لنفسہ" بہت طویل اور سخت حساب و کتاب کے بعد جنّت میں داخل ہوگا اور "مقتصد" اہل نجات ہے مگر آسان حساب کے بعد، اور "سابق بالخیرات" بغیر حساب و کتاب کے سیدھا جنّت میں داخل ہوگا۔

اِن روایات کے پیش نظر اِن تینوں دستوں کا تعلق ذرّیت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے ہے جیسا کہ اُن کی نجات کا قرآن کی آیت میں وعدہ کیا گیا ہے البتہ اُن کے مراتب و درجات میں فرق ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

سیّد کی عیب جوئی سے صادق آل محمدؐ کا ڈرانا

کتاب "فضائل السادات" میں صـ ۲۱ پر معانی الاخبار صدوق سے ابوسعید مکاری سے اِس روایت کو نقل کیا گیا ہے جس میں ابوسعید کہتا ہے کہ ایک دفعہ ہم کافی لوگ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں موجود تھے کہ زید بن علی بن الحسین علیہم السلام اور اُن کے ساتھ جن لوگوں نے خروج کیا تھا کا نام لیا گیا اور محفل امامؑ میں موجود بعض لوگوں نے چاہا کہ زید کی عیب جوئی اور برائی بیان کی جائے مگر امام جعفر صادقؑ نے اُن کو ڈراتے دھمکاتے ہوئے فرمایا۔

وقالؑ مهلا ليس لكم ان تدخلوا فيما بيننا الا بسبيل خير انه لم تمت نفس منا الا وتدركه السعادة قبل ان يخرج نفسه ولو بفواق ناقة قال قلت وما فواق ناقه قال حلاوبها۔

کہ ٹھہر جاؤ تم کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہم اولاد فاطمہؑ کے درمیان کسی بھی معاملہ میں دخل اندازی کرو مگر اچھے طریقہ اور بہتر سلوک کے ساتھ، کیونکہ ہم سے کوئی بھی اِس دنیا سے رخصت نہیں ہوتا مگر نیکی اور ایمان کے ساتھ قبل اِس کے کہ اُس کی روح بدن سے پرواز کرے اگرچہ وہ اونٹنی کے دودھ کی ایک دھار کی مثل ہی کیوں نہ ہو۔ یا اُس سوراخ کی مانند جس سے دودھ نکلتا ہے یا اُس کے دہانے کی مانند۔

Presented by Ziaraat.Com

اقرار امامت وقت موت

کتاب خرائج میں حسن بن راشد روایت کرتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ۔ انا اھل بیت لا یخرج احد نا من الدنیا حتی یقر بکل ذی فضل فضلہ۔ اے حسن ہم آل رسولؐ سے کوئی بھی دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہوتا مگر موت سے پہلے ہر صاحب فضیلت کی فضیلت کا اقرار کر لیتا ہے۔ یعنی اعتقادات حقہ اور امامت آئمہ اثنی عشر علیہم السلام پر ایمان لا کے اور اُن کو تسلیم کر کے دنیا سے جاتا ہے۔

ہماری اِس ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اولاد فاطمہ سے کوئی بھی اگر اصل عقیدہ یا اچھے کردار سے انحراف کرتا ہے تو اپنی موت سے پہلے وہ حق کی بصیرت اور توبہ کی سعادت حاصل کر لیتا ہے اگرچہ اِس مطلب یا حقیقت کی شاہد بہت روایات وحکایات ہیں مگر یہاں صرف ایک سید بزرگوار عمر بن حمزہ کی داستان کو پیش کیا جاتا ہے جو بارھویں سرکار عجّل اللہ فرجہ، کے معجزہ پر مشتمل ہے اور اِس کو ہم بحار کی تیرھویں جلد سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

کوفے کا بزرگ آدمی ـــــ شریف عمر حمزہ

تنبیہ الخاطر والا لکھتا ہے کہ سیّد اجل علی بن ابراہیم عریضی علوی حسینی نے

Presented by Ziaraat.Com

علی بن علی بن نما سے میرے لیے نقل کیا کہ حسن بن علی بن حمزہ اقساسی نے شریف علی بن جعفر بن علی مدائنی علوی کے گھر میں اِس چیز کو نقل کیا ہے کہ کوفہ میں ایک بوڑھا دھوبی مرد رہتا تھا جس کا نام زہد کے ساتھ لیا جاتا تھا جو سیاحت کے راستے سے منسلک تھا جس نے عبادت کے سلسلہ میں گوشہ نشینی اختیار کر لی جو طلب آثار و اخبار میں خوب تھا۔

ایک دِن میں اپنے باپ کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ یہ بوڑھا آدمی میرے باپ کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا اور میرا باپ غور سے اُس کی باتیں سن رہا تھا۔

وہ بوڑھا آدمی کہہ رہا تھا کہ ایک رات میں مسجد جعفی میں تھا جو ایک قدیمی مسجد ہے اور کوفہ سے باہر واقع ہے آدھی رات گزر چکی تھی اور میں نے اُس مقام کو اپنی عبادت کے لیے خلوت گاہ دیکھا ــــ لیکن اچانک تین آدمی اُس مسجد میں داخل ہوئے جس وقت وہ مسجد کے احاطہ کے درمیان پہنچے تو اُن میں سے ایک زمین پر بیٹھ گیا اور اُس نے اپنے دائیں بائیں ہاتھ کو زمین پر پھیرا تو وہاں سے پانی باہر آنے لگا۔ پھر اُس نے اُسی پانی سے وضو کیا اور دوسرے دونوں ساتھیوں کو بھی اشارہ کیا کہ تم بھی یہاں سے وضو کرو لہٰذا اُن دونوں نے بھی وضو کیا۔

پھر وہ اُن کے آگے کھڑا ہو گیا اور دوسرے دونوں اُس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے میں نے بھی اُن کے ساتھ آکر نماز پڑھی جب نماز سلام کے بعد ختم ہوئی تو میں چونکہ اُن کی حالت سے حیران تھا اور خصوصاً مسجد کے صحن سے اُن کا پانی نکالنا میری نظر میں ایک معجزانہ قسم کی کرامت تھی تو میں اُن دو آدمیوں سے جو میرے ساتھ پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے ساتھ والے سے پوچھا کہ یہ بزرگ آدمی کون ہے ؟ ــــ تو اُس نے کہا یہ نرجس کا چاند اور امام حسن عسکریؑ کا

Presented by Ziaraat.Com

لعل صاحب العصر والزمانؑ یعنی ہمارے بارہویں امامؑ ہیں یہ سُن کر میں اٹھا اور اُن کے نزدیک جاکر اُن کے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور عرض کی یا ابن رسول اللہ آپ شریف عمر بن حمزہ کے بارے میں خصوصاً کیا فرماتے ہیں؟ کیا وہ حق پر ہے تو امامؑ نے جواب دیا کہ نہیں وہ حق پر نہیں ہے لیکن مرنے سے پہلے میری زیارت کرے گا اور ہدایت یافتہ ہو جائے گا اِس خبر کے راوی حسن بن علی بن حمزہ اقساسی کہتے ہیں کہ اِس ممتاز حدیث کو ہم نے محفوظ رکھا جب اس واقعہ کو بہت عرصہ گزر گیا تو شریف عمر بن حمزہ نے وفات پائی اور یہ بات ہمارے سننے میں آئی کہ اُس نے امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ کا دیدار کیا ہے۔

ایک دن میں اُس بوڑھے زاہد کے پاس اُس مقام میں پہنچا تو اس سے ملاقات کی اور یہ گزرا ہوا واقعہ اُسے یاد کرایا کہ آپ یہ نہیں کہتے تھے کہ مجھے اِس بات کا اشارہ ہوا ہے کہ شریف عمر اپنی موت سے پہلے امام زمانہؑ کی زیارت کرے گا؟ تو اُس نے کہا تو نے یہ کہاں سے جان لیا ہے کہ اُس نے حضرت کو نہیں دیکھا ہے؟

بہر حال میں نے اُس بزرگ زاہد کے ساتھ شریف عمر کے بیٹے سے ملاقات کی اور اُس سے اُس کے باپ کے بارے میں یہ گفتگو کی تو شریف ابوالمناقب نے کہا کہ میں اپنے باپ کی مرض موت کے آخری ایام میں ایک رات اُن کے پاس بیٹھا تھا اُن کی بدنی حالت بہت کمزور اور آواز بہت لاغر ہو چکی تھی ہمارے کمرہ کا دروازہ بند تھا اچانک میں نے دیکھا کہ ایک آدمی ہمارے پاس آگیا اور میں خوفزدہ ہو گیا اِس وجہ سے کہ دروازہ تو بند تھا یہ آدمی آیا کہاں سے ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ آدمی آیا اور میرے باپ کے پہلو کے ساتھ بیٹھ گیا اور کافی دیر تک آہستہ آہستہ اُن سے باتیں کرتا رہا اور میرا باپ روتا رہا۔ اُس کے بعد وہ مرد اُٹھا اور چلا گیا جب ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا تو میرے باپ نے سخت صدمہ کی حالت میں کہا کہ مجھے اُٹھا کر بٹھاؤ ہم نے اُن کو اُٹھا کر بٹھایا تو اچانک اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ کہنے لگے کہ یہ شخص جو ابھی میرے پاس تھا کہاں چلا گیا؟ ہم نے کہاں جہاں سے آیا تھا وہاں چلا گیا تو ہمارے باپ نے کہا کہ جاؤ اُسے تلاش کرو لیکن جب ہم اُس کے پیچھے تلاش کے لیے چلے تو ہم نے دیکھا تو دروازے اس طرح بند ہیں کہ آنے جانے کے اثرات معلوم ہی نہیں ہوتے لہٰذا ہم واپس آکر کہنے لگے کہ دروازے بند ہیں وہ کہاں سے آئے اور کہاں چلے گئے جو آنے جانے میں دروازے بند یا کھلنے کا محتاج نہیں ہے اُس کو ہم کہاں تلاش کریں۔

پھر ہم نے اپنے باپ سے پوچھا کہ آپ سے باتیں کرتے رہے ہیں آپ کو نہیں پتہ وہ کون تھے تو انہوں نے بتایا کہ یہ امام زمانہ تھے۔ یہ کہا اور دوبارہ مرض نے حملہ کیا اور وہ بے ہوش ہو گئے

(مہدی موعود صفحہ ۷۹۲ تا ۷۹۳)

فضائل دیثرۂ سادات فاطمی

سوال ــــ

اگر کوئی کہے کہ ہم نے بعض سیّد ایسے بھی دیکھے ہیں جو ظلم و کفر یا فسق کی حالت

Presented by Ziaraat.Com

ہیں مرے ہیں تو اُن کے بارے میں کیا خیال ہے۔

جواب ــــ

اِس بات کا یقین آپ نے کہاں سے کر لیا کہ موت سے پہلے توبہ کر کے وہ ایماں کے ساتھ نہیں مرا۔

اور اگر بالفرض محال یقین کر بھی لیا جائے کہ سیّد کفر ظلم یا فسق کی حالت میں مرا ہے تو یہ بات بھی آپ کو جان لینی چاہیئے کہ وہ سیّد اولاد فاطمہؑ سے نہیں ہوگا اُس کا صحیح نسب کسی دوسرے سلسلہ سے رسولؐ کے ساتھ ملتا ہوگا جیسے رسول خدا کے چچا عباس کی اولاد کیونکہ وہ اِس لیے اقارب رسولؐ سے متعلق ہیں کہ سب کی نسبت جناب ہاشم تک جاتی ہے جو حضور اکرمؐ کے دادا ہیں اور وہ تمام مستحق خمس ہیں اور وہ جو مقام فضیلت کا ہم نے ذکر کیا ہے جن کا انجام اچھا ہوگا اس بہتر انجام کا تعلق رسولؐ کی اُس نسل سے ہے جن کا تعلق اولاد فاطمہؑ سے ہے۔

بدن ذرّیت فاطمہؑ پر جہنم کی آگ حرام ہے

کتاب خرائج و جرائح قطب راوندی میں حسن بن راشد سے امام جعفر صادق علیہ السلام کے اِس فرمان کو روایت کیا گیا ہے کہ۔

قالؑ یاحسن ان فاطمة حرم الله ذرّیتها علی النار و فیهم تزلت ثمّ اورثنا الکتاب۔

فرمایا اے حسن تحقیق اللہ تعالیٰ نے ذرّیت فاطمہؑ پر جہنم کی آگ کو حرام فرمایا

ہے اور اُن ہی کی شان میں آیۂ تم اور ثنا الکتاب ۔ کو نازل فرمایا ہے۔

اِس روایت کو صدوق نے عیون اخبار الرضا" میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور ظاہر ہیں قیام قیامت تک اِس میں عمومی طور پر ذرّیت فاطمہؑ شامل ہے ۔ اس کی تائید میں ایک روایت شیخ مفید نے بھی مجالس میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے نقل کی ہے۔

خرج علینا رسول اللہ (ص) آخذ بید الحسن والحسین فقال ان ابنی ھذین ربیتھما صغیرین ودعوت لھما کبیرین وسئلت اللہ لھما ثلثا فاعطانی اثنین ومنعنی واحدہ سئلت اللہ لھما ان یجعلھما طاھرین مطھرین زکیین فلجا بنی الی ذلک وسئلت اللہ ان یقیھما وذرّیتھما وشیعتھما من النّار فاعطانی ذٰلک ۔

اور اسی طرح کشف الغمہ" میں پیغمبر اسلامؐ سے نقل ہوا ہے۔

سئلت ربی ان لا یدخل النّار احد امن اھل بیتی فاعطانی ذٰلک.

اور فہرست شیخ نجاشی باب العین میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے یہ روایت بھی نقل کی گئی ہے کہ۔ ان اللہ حرم لحم ولد فاطمہؑ علی النّار۔

اِن سب روایات کا خلاصہ یہ کہ اولاد فاطمہؑ مطلقاً ہمیشہ دوزخ کی آگ میں نہیں جلے گی کیونکہ اِس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے ذرّیت فاطمہؑ موت سے پہلے توبہ کر لینے اور اُس کے قبول ہو جانے کی وجہ سے باایمان مرتی ہے اور صاحب ایمان کے قریب جہنّم کی آگ آ ہی نہیں سکتی اور پھر شفاعت فاطمہؑ میں وہ طاقت ہے کہ اُس کی اولاد نجات یافتہ ہوگی۔

Presented by Ziaraat.Com

فرمائش حضرت رضاؑ بزید النار

اگر یہ کہا جائے کہ ان روایات کی حقیقت مختص ہے ساتھ اُس اولاد کے جو بلا واسطہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا سے متعلق ہے حسنؑ و حسینؑ اور زینب و کلثوم سلام اللہ علیہم، جیسا کہ عیون اخبار الرضاؑ کے باب ۵۸ اٹھاون میں نقل ہوا ہے کہ زید النار مجلس امامؑ میں بیٹھا لوگوں پر فخر کر رہا تھا کہ ہمارا مقام یہ ہے وہ ہے تو امامؑ نے اُس کی بات سن کر فرمایا کہ کیا تجھے اہل کوفہ کی روایت نے مغرور کر دیا کہ خداوند عالم نے اولاد فاطمہؑ پر جہنمؑ کی آگ کو حرام کر دیا ہے ۔ خدا کی قسم یہ حقیقت مختص ہے حسنؑ و حسینؑ اور اُس اولاد کے ساتھ جو جناب زہراؑ سے بلا واسطہ متعلق ہیں۔

تیرا باپ موسیٰ بن جعفرؑ خداوند عالم کی فرمانبرداری کرے دن کو روزہ رکھے اور رات عبادت میں بسر کرے اور تو خدا کی نافرمانی کرے اور پھر قیامت کو تو اپنے باپ کے ساتھ بیٹھے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ خداوند عالم کے نزدیک تیری عزت تیرے باپ سے زیادہ ہے۔

علی ابن الحسین علیہما السلام فرماتے ہیں ہمارے نیک لوگوں کو دوہرا ثواب ملے گا اور ہمارے سلسلہ سے منسلک لوگوں کو اُن کی بدی کے مقابلہ میں ڈبل عذاب ہوگا۔

(فضائل السادات ص ۴۹۱)

Presented by Ziaraat.Com

روایات را نباید سادات را جری کند

ایسی روایات یا اِس کی مثل دوسری روایات جن میں ان اللہ حرم ذریۃ فاطمہ علی النار۔ کا ذکر ہوا ہے سادات کے سامنے نہیں بیان کرنی چاہیئے تاکہ وہ اِس سے غلط استفادہ نہ کریں اور مغرور ہو کر برائی زیادہ نہ کریں اِس گمان میں کہ وہ جتنا بھی گناہ کریں گے اُن کو عذاب نہیں ہوگا اور وہ اپنے آپ کو جنتی تصور نہ کریں اور اِن بشارتوں اور خوشخبریوں کی وجہ سے خداوند عالم کا شکر ادا کرنے کی بجائے کفران نعمت نہ کریں اور زیادہ گناہ نہ کریں اور اُن کو احساس ہوتا ہے کہ ایک دِن ہم نے اپنی معصوم پاک و پاکیزہ طہارت و صداقت کی ملکہ جناب بتولؑ جیسی ماں کے دربار میں پیش ہونا ہے اگر وہاں ہمارے اِن اعمالوں کا تذکرہ ہوگا تو ہمارا حشر کیا ہوگا اور ہماری مقدس ماں کیا سوچے گی کہ یہ ہماری اولاد ہے۔

رستگاری استحقاقی و رستگاری تفضلی

لہٰذا امامؑ نے سادات کو صاحب ہوش رکھنے کے لیے اِن نصیحتوں سے نوازا ہے کہ جن لوگوں پر جہنم کی آگ حرام ہے اور تقاضائے عدل الٰہی سے جن کا حق بھی بنتا ہے وہ فقط جناب بتول کی پہلی اولاد حسن و حسین اور زینب و کلثوم صلوات اللہ علیہم ہیں اور اُن پر جہنم کی آگ کے حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اعمال بد جو جہنم میں جانے کا سبب بنتے ہیں اِس اولاد میں پائے ہی نہیں

Presented by Ziaraat.Com

جاتے لیکن جناب فاطمہؑ کی اولاد کی جو اولاد ہیں وہ اِس مقام کو سوائے نیکیوں کے حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ساری زندگی گناہوں میں گزار دیں اور پھر جہنم سے بچ جائیں۔ یا اُن سے وہ اعمال صالحہ سرزد ہی نہ ہوں جو جنت کے حصول کا سبب بنتے ہیں تو پھر وہ جنت کے درجات کو کس طرح حاصل کر سکتے ہیں لہٰذا بغیر شک و شبہ کے یہ شرعی تکلیف اور ثواب و عذاب کا استحقاق تمام مخلوق کے برابر ہے۔

پرسش اسماعیل از پدرش امام صادقؑ!

صدوق نے عیون الاخبار میں ابا ملت سے حضرت رضا علیہ السلام کی اِس روایت کو نقل کیا ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ اسماعیل نے اپنے باپ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا یَا اَبَتَا مَا تَقُوْلُ فِی الْمُذْنِبِ مِنَّا وَمِنْ غَیْرِنَا اے بابا آپ کیا فرماتے ہیں گناہگار کے بارے میں وہ اولاد فاطمہؑ کی وجہ سے ہم سے ہو یا ہمارا غیر ہو؟ —— تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے جواب میں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔ لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَا اَمَانِیِّ اَھْلِ الْکِتَابِ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ وَلَا یَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۱۲۳ سورہ نساء

کہ — نہ تمہاری جھوٹی آرزوؤں سے اور نہ اہل کتاب کی ٹھہرائی ہوئی امیدوں سے کچھ ہو سکتا ہے —— جو شخص بھی بُرائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا —— اور وہ خدا کے سوا کسی کو نہ اپنا ولی پائے گا اور نہ مددگار۔

Presented by Ziaraat.Com

خلاصہ کے طور پر عرض ہے کہ سیّد اور غیر سیّد شرعی تکالیف واجبات و محرمات میں سب برابر ہیں یہاں تک کہ مودت اہلبیتؑ سادات پر بھی واجب ہے یعنی ہر سیّد پر واجب ہے کہ وہ تمام سادات ذرّیت پیغمبر اسلامؐ کو دوست رکھے۔

توفیقہای الٰہی برائے سادات ببرکت زہراؑ!

البتہ جو حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے حرمت و شرافت جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے پیش نظر اُن کی اولاد کو کفر کی اُس موت سے محفوظ رکھا ہے جو ہمیشہ جہنّم میں رہنے کا سبب بنتی ہے ــــ لیکن دوسرے گناہ جو اُن سے سرزد ہوتے ہیں اُن میں جو بخشش کے قابل ہیں بخش دیئے جائیں گے اور گناہوں کا ایک حصّہ توفیق توبہ اور اُس کی قبولیت کے وسیلہ سے بخش دیا جائے گا اور دوسرا حصّہ دنیاوی مصیبتوں کی سختیوں کو برداشت کرنے اور عالم برزخ میں عذاب الٰہی کا مزہ چکھنے اور طویل و سخت حساب قیامت کی وجہ سے بخش دیا جائے گا اور بالآخر وہ اس طرح پاک ہو جائے گا کہ قیامت کے آخری وقت میں اپنی جدّہ جناب زہراؑ کی شفاعت کے وسیلہ سے دوزخ کے عذاب سے بچ جائے گا۔

اب اگرچہ ایمان کی موت مرنے کی وجہ سے یا دوسرے وسائل سے جنّت میں جانے کا اُن کو حق حاصل ہو جائے گا لیکن جنّت کے وہ بلند و بالا مقامات و درجات جن کو حاصل کرنے کے لیے دنیا میں انہوں نے وہ اعمال نہ کئے ہوں گے

Presented by Ziaraat.Com

جواُن کا حق ثابت کر سکیں تو پھر اُن کو وہی مقامات و درجات نصیب ہوں گے جن کی قابلیت و استعداد اُن میں موجود ہو گی ممکن ہے شفاعت جناب زہراؑ اور دوسرے تمام شفاعت کرنے والوں کی شفاعت اُن کی دستگیری کر سکے بہرحال اِس حدیث ان اللہ حرم ذریۃ فاطمہ علی النار کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح اِس کا اطلاق کیا گیا ہے اُس میں اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اُس فضل و کرم کی طرف جو اولاد زہراؑ کے لیے مخصص ہے اور یہ بطور فضیلت زہراؑ ہے نہ کہ اولاد کا حق بنتا ہے۔ کیونکہ حدیث کا استحقاق اور اختصاص عدل الٰہی کے مطابق فقط بتولؑ کی اولاد اوّل یعنی حسن و حسین اور زینب و کلثوم صلوات اللہ علیہم کے لیے ہی ہے۔

دوہرا ثواب اور عذاب

اور یہ حدیث جس میں کہا گیا ہے کہ۔

للمحسن منا اجران و للمسیئ منا عقابان

ہمارے نیکوکار کے لیے ڈبل ثواب ہے اور ہمارے بدکرداروں کے لیے دوہرا عذاب ہے اِس حدیث میں اشارہ ہے اُس فضل و عدل الٰہی کی طرف جو ذریت فاطمہؑ کے لیے مخصص ہے یعنی سادات بنی فاطمہؑ کو شرافت فاطمہؑ کی وجہ سے ڈبل اجر ملے گا ایک اجر تو اُس کی اپنی نیکی کا ہو گا اور دوسرا اجر اِس فضیلت کی وجہ سے کہ اُس کا سلسلہ نسب شرافت و عصمت کی ملکہ جناب زہراؑ سے ملتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور بدکرداروں کو دوہرا عذاب عدل و استحقاق کی وجہ سے ہوگا ایک عذاب تو اُس کو اپنے اصل گناہ کی وجہ سے ہوگا اور دوسرا عذاب اس لیے ہوگا کہ اُس نے اپنے شریف نسب کا لحاظ نہ کیا ہوگا اور احترام زہرا کی توہین کا مرتکب ہوا ہوگا۔

چونکہ دُبل عذاب کا استحقاق عدل کی بنیاد پر ہے لہٰذا اس کا ٹکراؤ اس وعدے سے نہیں ہوتا جس میں کہا گیا ہے کہ شفاعت بتولؑ کا اُن کی اولاد کو فائدہ ہوگا کیونکہ اُس شفاعت کا تعلق فضل الٰہی سے ہے۔

سادات کو بھی ڈرنا چاہیئے

سادات کو بھی چاہیئے کہ اس شفاعت سے مغرور ہو کر گناہ در گناہ ہی نہ کرتے چلے جائیں کیونکہ عذاب کا حق قطعی ہے اور مختلف سختیوں کے جھیلنے اور عالم برزخ میں عذاب الٰہی کا مزہ چکھنے اور روز قیامت کے طویل و سخت حساب سے قبل اس شفاعت کا حاصل ہونا مشکوک ہے۔

اور سادات کو اس وجہ سے بھی ڈرنا چاہیئے کہ دوسرے لوگ تو اُن کے ساتھ محبت و احسان اور اکرام کی وجہ سے رسول اکرمؐ کے سامنے سفید منہ اور صاحبان عزت و احترام بن کر آئیں اور اپنے نیک اعمالوں کی وجہ سے بارگاہ الٰہی میں بلند مقامات و درجات حاصل کریں اور یہ سید صاحبان اپنے بُرے کردار کی وجہ سے یا خدانخواستہ اپنے گناہوں کی وجہ سے اپنے جدّ رسولؐ کے سامنے سیاہ چہرے اور جھکی ہوئی گردنیں لے کر آئیں اور ثواب و درجات سے محروم ہو جائیں۔

Presented by Ziaraat.Com

وظیفہ مردم فرق نمی کند

اب تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ سادات بنی فاطمہؑ کے حالات اور اُن کے وظائف کے بارے میں تھا اب دوسری مخلوق کے واجبات کو بیان کیا جاتا ہے کہ اُن کا وظیفہ کیا ہے۔

لہٰذا غیر سادات کو چاہیئے کہ تمام ذریت طیبہ کو دِل و جان سے زیادہ دوست رکھے اور جب کوئی سیّد سامنے آئے تو اُس کا ادب اور احترام کرے۔ کیونکہ خدا و رسولؐ کو اپنے سے بڑا اور بزرگ جاننے کے لیے اور اُن پر اپنے ایمان کو ثابت کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ سادات کو ایک شہزادہ کی حیثیت سے دیکھا اور اُس کا احترام کیا جائے اور خود کو اِس خاندان کا غلام تصور کیا جائے اور اِسی مناسبت سے اِس خاندان کے ساتھ احسان و اکرام کر کے اپنے آپ کو بارگاہ خدا و رسولؐ میں منظور نظر کیا جائے اور اپنے آپ کو حق پر ثابت کیا جائے۔

نیش و نوش بر ایش یکسان باشد

اگر کوئی سیّد غیر سیّد سے خلاف توقع برا سلوک کرے بلکہ ناجائز ظلم بھی کرے تو اُسے اِس طرح درگزر کرنا چاہیئے کہ دِل میں دشمنی کو جگہ نہ دے کیونکہ فرمان رسولؐ السطالحون لی، کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہماری اولاد سے جو بُرا ہو اُس کا

Presented by Ziaraat.Com

احترام اس وجہ سے کرو کہ وہ میری اولاد ہے اِس کا اجر تم میں دوں گا ـــــ لہٰذا جو سیّد سے دشمنی کرتا ہے وہ اجر رسولؐ کو ضائع کر دیتا ہے۔

فاضل دولت آبادی اپنی کتاب مناقب میں اِس بیان کے سلسلہ میں آیۂ مودت کے تحت خاندان رسولؐ کے لیے اِس طرح کہتا ہے کہ۔

اہلبیتؑ رسولؐ سے محبت اُن کو تمہارا محبوب بنا دیتی ہے لہٰذا محبوب کے ظلم و ستم کو شفاء سمجھا کرو، اور اُن کے جُرم و خطاؤں کو وفا تصور کیا کرو یعنی اُن کی طرف سے پہنچنے والی ہر سختی ہر مصیبت اور دکھ کو دِل میں جگہ دے کر دشمنی نہ کیا کرو تاکہ تمہاری جو اُن سے مودت ہے وہ کامل ہو جائے (تمہارا اپنا فرض ہے اُن کا اپنا فرض ہے) اور اُن کی مودّت قرآن مجید میں خدا نے تم پر واجب کی ہے اور جو بھی اِس امر واجب کی تعمیل کرتا ہے وہی مومن کامل ہوتا ہے۔

دشمنی سادات جہنمی بنا دیتی ہے

دشمنی سادات کو دِل میں جگہ دینے سے ڈرانے کے لیے کافی روایات کتاب فضائل السادات میں موجود ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علیکم بحب اولادی یدخلکم الجنۃ لا محالہ و ایاکم و بغض اولادی یدخلکم النار

رسول خداؐ نے فرمایا تم پر واجب ہے کہ میری اولاد سے دوستی کرو کیونکہ اُن کی دوستی تم کو یقیناً جنّت میں داخل کرے گی اور اُن کی دشمنی سے خاص کر پرہیز کرو کیونکہ اُن کی دشمنی تم کو جہنّم کے عذاب میں داخل کرے گی۔

Presented by Ziaraat.Com

اور اگر کسی سید کو خلاف شرع کام کرتے دیکھو تو رعایت اور ادب و محبت کے ساتھ اُس کو بُرے کاموں سے روکنے کی کوشش کرو۔ اِس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

سادات کے ساتھ احسان کی دنیا میں آخرت میں برکات

نیکیوں کے باب میں سادات بنی فاطمہؑ کے ساتھ احسان و اکرام کی جو بزرگ کرامات ہیں جن کا تعلق دنیا اور آخرت سے ہے اُن کو شیعہ و سُنّی علماء نے اپنی اپنی کتب میں لکھا ہے اُن میں میر داماد کی کتاب، فضائل السادات ہے، جس میں بہت سی روایات و حکایات کا ذکر کیا گیا ہے اور کتاب کلمہ طیبہ نوری میں چالیس احادیث و روایات و حکایات نقل ہوئی ہیں اُن میں سے صرف دو داستانیں یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

قرض سادات در حساب علیؑ

کتاب فضائل السادات میں شیخ جلیل شاذان بن جبرائیل سے اور شیخ منتخب الدین صاحب فہرست مشہور سے اور کتاب ثاقب المناقب سے ابراہیم بن مہران کے اِس روایت شدہ واقعہ کو نقل کیا گیا ہے جس میں وہ کہتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ کوفہ شہر میں ابو جعفر نامی ایک تاجر تھا جو اپنے لین دین کے معاملات میں خوش رفتار تھا جب بھی کوئی سید اُس سے قرض لینے جاتا تو اُس کی مطلوبہ رقم دے کر اُسے رخصت کر دیتا اور اپنے غلام سے کہتا کہ یہ رقم علی ابن ابی طالبؑ کے نام اُن کے کھاتے میں لکھ لو کہ انہوں نے خود ہم سے اپنی ذات کے لیے یہ قرض لیا ہے۔

انہی حالات پر اُس تاجر نے ایک طویل عرصہ گزارا یہاں تک کہ گردش حالات نے اُسے تنگدست کر دیا اور وہ پائی پائی کا خود محتاج ہو گیا اِس صورت حال کے پیش نظر اُس نے قرضہ لینے والوں کی کتاب کو کھولا اور اُن کی چھان بین شروع کر دی جو زندہ ہوتا اُس کی طرف آدمی بھیج کر دیا ہوا قرض وصول کر لیتا اور جس کے بارے میں علم ہو جاتا کہ وہ مر گیا ہے اُس کے نام پر قلم پھیر دیتا۔

ایک دِن وہ تاجر اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ایسا آدمی جو دشمن علیؑ تھا وہاں سے گزرا اور تاجر کی زبانی کلامی زخم لگانے والی گفتگو سے بے عزتی کرنے لگا کہ تجھ سے قرض لینے والا ایک علی بن ابی طالبؑ بھی تھا جس کا تو نے علیحدہ کھانا کھولا ہوا تھا اُس نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے ــــ یہ طعن و تشنیع والی باتیں سن کر تاجر پریشان حالت میں گھر کے اندر آیا اور رات کو جب غمگین حالت میں سو گیا تو عالم خواب میں اُس نے رسولؐ خدا کو دیکھا جب کہ حسن و حسین علیہم السلام بھی اُن کی خدمت میں موجود تھے حضور اکرمؐ نے ان سے پوچھا تمہارا باپ علیؑ کہاں ہے ؟ تو اچانک حضرت علیؑ نے خود جواب دیا کہ یا رسول اللہ میں یہاں حاضر ہوں ــــ اس وقت رسول اکرمؐ نے فرمایا اے علیؑ تو نے اِس تاجر مرد کا حق ادا کیوں نہیں کیا ؟ امیر المومنینؑ نے فرمایا میں اِس کا حق ادا کرنے کے

Presented by Ziaraat.Com

لیے ساتھ لایا ہوں تاکہ آپ کے حضور میں اِسے پیش کروں۔ فرمایا پھر اِسے دیدو ـــــ حضرت علیؑ نے پشم سفید کا ایک تھیلا اُس تاجر کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا یہ تمہارا حق ہے لے لو اور ہاں یہ بات یاد رکھو اگر اب بھی ہماری اولاد سے کوئی تجھ سے کچھ لینے آئے تو اُس کی خدمت سے مُنہ نہ پھیرنا ـــــ اگر ایسا ہی کرو گے تو میں علیؑ تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ بقایا ساری زندگی تم غربت کا سامنا نہیں کروگے ہمیشہ دولتمند ہی رہو گے۔

وہ تاجر کہتا ہے جب میں بیدار ہوا تو وہ زر کا تھیلا میرے ہاتھ میں تھا میں نے اپنی بیوی کو آواز دے کر جگایا اور کہا کہ پکڑو یہ زر کا تھیلا ـــــ تمہارا اعتقاد تو بہت کمزور تھا دیکھو اس میں کیا ہے جب دیکھا تو اُس میں ایک ہزار اشرفی تھی۔

تاجر نے کی بیوی کہنے لگی خدا سے ڈرو تجھے غربت نے اتنا مجبور کر دیا ہے کہ کسی کا مال اٹھا کر لایا ہے جس پر تیرا کوئی حق نہیں ہے اگر تو نے کسی تاجر کو دھوکہ دے کر یہ مال لیا ہے تو اُسے واپس کر آ اور اُس سے معافی مانگ اور خدا پر یقین رکھ جو صابرین کی مدد کرنے والا بہترین رازق ہے۔

تاجر خواب والا واقعہ بیوی کو سنایا تو وہ کہنے لگی اگر تو سچا ہے تو حساب کی کتاب لے آ تاکہ میں دیکھوں علیؑ کے ذمّہ کتنا قرض بنتا ہے اور اِس تھیلی میں کیا ہے۔ وہ تاجر کہتا ہے میں نے جب حساب کی کتاب کو کھول کر بیوی کو دِکھلایا تو قدرت خدا سے اُس میں وہی کچھ لکھا تھا جو ہم تھیلی میں وصول کر چکے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

حکایت قاضی بصرہ اور سیّد زادی اور مجوسی!

بصرہ شہر میں ایک غریب سیّد زادی نسل علیؑ سے رہتی تھی اور چار یتیم بچیاں بھی اُس کے ساتھ تھیں جو غذا اور پوشاک کے سلسلہ میں تنگدست تھیں ادھر عید کے دِن آ گئے تو اُس کی سب سے چھوٹی یتیم بیٹی رونے لگی اور کہنے لگی کہ اے اماں کیا یہ ممکن ہے کہ اِن عید کے دِنوں میں ہم بھی جو کی روٹی سے ہی پیٹ بھر لیں یعنی جی بھر کر روٹی کھالیں۔ بچی کی باتیں سن کر ماں کا جگر پھٹنے لگا اور وہ پریشان حالت میں روتی ہوئی گھر سے باہر آ گئی تاکہ اپنی اِس چھوٹی اور بھوک سے نڈھال بچی کے لیے کہیں سے کھانا لے کر آئے مگر وہ اتفاقاً قاضی شہر ابوالحسن کے پاس اُن کے گھر کے دروازہ پر آ گئی اور اپنے حالات سے قاضی کو آگاہ کرتے ہوئے کہا میں علویہ سیّد زادی ہوں محتاج ہوں چار یتیم بیٹیاں بھی میرے ساتھ ہیں میرے حالات پر نظر و فکر کرو کیونکہ کل قیامت کو تجھ سے اِس کا سوال ہو گا کہیں ایسا نہ ہو کہ حقوق اہلبیتؑ ہی تیرے ایک حال کو دوسرے حال میں بدل دیں ـــ قاضی نے محبت و تکریم سے کہا کل آنا جو کچھ ممکن ہوا میں کوتاہی نہیں کروں گا۔

علویہ خاتون گھر واپس لوٹ آئیں اور بچیوں کو قاضی کا وعدہ احسان بتلایا تو اُن میں سے ایک بچی کہنے لگی اے ماں اگر قاضی نے تجھے چاندی کے چند درہم دیئے تو میرے لیے تو کون سی چیز خرید کر لائے گی؟ ـــ کہا بیٹی تو کیا چاہتی ہے۔ اُس نے کہا اماں میرے لیے اتنی روئی لانا تاکہ میں اُسے کات کر اپنا قمیص سی لوں ـــ دوسری بیٹی نے کہا ہمارا مرحوم باپ بازار سے جو پکی پکائی ڈبل روٹی لاتا

Presented by Ziaraat.Com

تھا اگر وہ لادیں تو مجھے بہت پسند ہے دوسری بچیوں نے بھی یہی کہا تو اُن کی ماں دوسرے دن صبح سویرے جلدی کے ساتھ قاضی ابوالحسن کے گھر پہنچیں اور وہاں ایک جگہ پر بیٹھ گئیں جہاں دوسرے مختلف لوگ بیٹھے ہوئے تھے جب قاضی آیا تو اُس سے کہا میں وہی علوی عورت ہوں جو کل آئی تھی اور تو نے اپنے احسان کا وعدہ کیا تھا۔

قاضی بے حیاء نے برا بھلا کہا اور نوکروں کو حکم دیا کہ اس عورت کو باہر نکال دو وہ علوی عورت پریشان حالت میں روتی ہوئی گھر سے باہر آگئی اور دردناک نالہ و فریاد کرنے لگی اور کہنے لگی اب میں اپنی چھوٹی بیٹی فاطمہ اور بڑی بیٹی زینب اور اُن کی بہنوں سے کیا جاکر کہوں گی جو گھر میں اپنی اپنی امید لگائے بیٹھی ہیں ان انتظار کرنے والی یتیم و بے کس بچیوں سے اب میں کیا بہانہ کروں اور کس زبان سے عذر خواہی کروں؟

اُس کے بعد بارگاہ رب العزت میں التجا کرتے ہوئے کہا۔

اللّٰھم لا تخیب ظنی فانی رفعت الیک قصتی ومنک سئلت حاجتی انک علی کل شیء قدیر۔

اے خدا میرے گمان کو باطل نہ کر مجھے ناامید نہ کر میں اپنے حالات کو تیری بارگاہ میں پیش کر کے تجھ سے اپنی حاجت طلب کرتی ہوں تو ضرور میری امید کو پورا کرے گا اس لیے کہ تو ہر شئے پر قادر ہے۔

بازار میں یہ مظلومہ علوی خاتون نالہ و فریاد کر رہی تھی کہ سیدوک نامی مجوسی کی سواری وہاں سے گزری جب کہ وہ حالت مدہوشی میں تھا۔ مگر جب اُس نے یہ پر درد آواز سُنی تو کہنے لگی کتنی اچھی اور پر درد آواز ہے یہ خاتون دل میں درد پیدا کر

Presented by Ziaraat.Com

رہی ہے ـــــ سیدہ عورت نے سمجھا کوئی چالاک مسلمان آدمی ہے لہٰذا اپنے تمام حالات سے اُس کو آگاہ کر دیا مجوسی مرد نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اِس خاتون کو عزت و احترام کے ساتھ میرے گھر لے آؤ جب وہ آگئیں تو وہ گھر سے ایک صندوق باہر لایا جس میں چار سو اشرفیاں تھیں اور پانچ جوڑے لباس تھا سیدزادی سے کہنے لگا یہ تمہارے اور تمہاری بچیوں کیلئے ہے، سید زادی مجوسی کو دعا دیتی ہوئی وہ صندوق لے کر گھر آگئی جب یتیم بچیوں نے اشرفیوں اور لباس کو دیکھا تو وہ بھی مجوسی کے حق میں دعا کرنے لگیں کہ اے خدایا تو اِس مجوسی کو بہشت کے بلند تر مقامات میں جگہ عطا فرما اور اِس کو اپنے دوستوں اور محبت کرنے والوں میں شمار کر۔

قاضی نے جب اپنا مقام دیکھا

اُسی رات کو خواب میں قاضی نے دیکھا کہ وہ ایک ایسے باغ کی فضاؤں میں داخل ہو گیا ہے جس میں بہت خوبصورت اور دلکش محلات ہیں لیکن جب اُس نے اُس کے ایک محل میں داخل ہونا چاہا تو وہاں کے محافظ نے اُس کو روک لیا ـــ قاضی نے دربان سے کہا تو مجھے کیوں داخل نہیں ہونے دیتا؟ تو اُس نے کہا کہ یہ مقام تیرے ہی لیے ہوتا اگر تو اُس علویہ خاتون کی پریشانی کو دور کرتا لیکن نہ صرف اُس کی تو نے توہین کی ہے بلکہ اُس سے وعدہ خلافی بھی کی ہے لہٰذا اِس نعمت الٰہی کو تیرے نام سے ہٹا کر سیدوک نامی مجوسی کے نام کر دیا گیا ہے۔

قاضی خوفزدہ ہو کر خواب سے بیدار ہوا اور حیرانی و پریشانی و شرمندگی کے

Presented by Ziaraat.Com

عالم میں مجوسی کے گھر آیا اور اُس سے پوچھا کہ تو نے آج کل کون سا نیک کام انجام دیا ہے؟ مجوسی نے کہا میں تو سات دِنوں سے مستی کے عالم میں ہوں مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں نے اِن دِنوں میں کیا کچھ کیا ہے قاضی کہنے لگا تم غور و فکر کرو تم نے کوئی اچھا کام ضرور کیا ہے مگر جب مجوسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تو اُس کے غلاموں اور نوکروں نے اُسے یاد دلایا کہ تو نے اُس سیدہ عورت کو چار سو اشرفی اور پانچ لباسوں سے نوازا ہے۔

قاضی نے کہا کیا تو وہ ثواب جو اس عمل خیر سے تجھے حاصل ہوا بیچنا چاہتا ہے تو میں تجھے ایک ہزار اشرفی پیش کرتا ہوں؟ ــــ مجوسی نے پوچھا تو ایسا کیوں کرنا چاہتا ہے؟ قاضی نے اُس علوی خاتون اور خواب کا سارا واقعہ بیان کیا تو مجوسی کہنے لگا اے قاضی تو نے بہت کم قیمت لگائی ہے اب جب کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ خداوند عالم نے میرے اِس تھوڑے سے عمل کو اتنے بڑے اجر سے نوازا ہے تو پھر مجھ جیسا کون بیوقوف ہوگا جو آخرت کے اتنے بڑے اجر کو دنیا کے اتنے سے قلیل مال کے عوض بیچ دے ــــ اب تم اپنے ہاتھ دراز کرو تاکہ میں تم کو گواہ بنا کر شہادتین کا اقرار کروں اور مسلمان ہو جاؤں پس اُس نے شہادتین کا اقرار کیا اور نیک مسلمان ہو گیا اور اُس علوی خاتون کو بلا کر اپنی ساری جائداد سے جس کا وہ مالک تھا آدھا حصہ اُس کے نام کر دیا۔

(فضائل السادات ص ۳۵۷ تا
ص ۳۶۱ متن عربی و ترجمہ)

Presented by Ziaraat.Com

ذریّت فاطمہؑ کا چہرہ دیکھنا عبادت

ایک آدمی نے مجلس امام رضا علیہ السلام میں بیٹھے ہوئے سوال کیا کہ آقا آپ اِس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ اولاد فاطمہؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے کیا اِس سے مراد صرف آئمہ اطہار علیہم السلام ہیں یا ہر سیّد؟

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا اِس فرمان کا اطلاق ہر سیّد پر ہوتا ہے مگر اُس پر نہیں جو حق سے منحرف ہو گیا ہو یا گناہوں کی گندگی میں آلودہ ہو چکا ہو اِس کے علاوہ ہر شریف نیک اور اعمال صالحہ بجا لانے والے سیّد کی طرف جس کا تعلق اولاد فاطمہؑ سے ہو دیکھنا عبادت ہے۔

نہی عن المنکر مقدم ہے یا مودّت

جس طرح کہ پہلے بھی اِس طرف اشارہ ہوا اور موضوع کی اہمیّت کے پیش نظر دوسری عبادات کے ساتھ تکرار بھی عرض کیا گیا جو نہی عن المنکر اور مودّت کے علیحدہ علیحدہ مقام کو ظاہر کرتا ہے کہ اِن میں سے مقدم کون ہے اور کون مؤخر ـــــ مثلاً ایک سیّد ہے نسل زہراؑ سے ہے جس کا اکرام واجب ہے اور وہ ننگا پھرتا ہے لیکن نماز نہیں پڑھتا اور آپ اُس کو لباس پہنائیں یا نہ پہنائیں اُس کی حالت میں فرق نہیں آتا اور نمازی نہیں بنتا تو ہر حال میں اُس کا اکرام واجب ہے اور اُس کے ساتھ مودّت کا حکم بدستور باقی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اگر اثر قبول کرے تو نہی عن المنکر مقدم ہے

جس وقت احتمال پیدا ہو کہ وہ تاثیر قبول کرے گا تو اس وقت مراتب نہی عن المنکر کو مقدم کرنا چاہیئے مگر رعایت کے ساتھ یعنی پہلے تو شیریں زبان اور نرم لہجہ سے اُس کو میدان حق میں لانے کی ترغیب اور شوق دلانا چاہیئے اگر یہ کام موثر ہو جائے تو اکرام و دوستی میں علیحدگی نہ ہوگی بلکہ ایک تیر سے دو نشان لگائے جائیں گے ایک تو نہی عن المنکر کا معاملہ آسانی سے طے ہو جائے گا اور دوسرا ذریت طیبہ کے ساتھ مودت ارادت کا اظہار ہو جائے گا۔

اور اگر اُس پر آپ کی عقیدت و احترام کا اثر نہ ہو یا یعنی آپ اُس کی عزت کریں یا نہ کریں وہ ویسا ہی رہے جیسا ہے تو ایسی صورت میں بھی بہر حال اُس کے لیے وجوب مودت کا مقام باقی ہے جس کا لحاظ ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے اُس کو احساس ہو جائے کہ لوگ احترام پیغمبرؐ کی وجہ سے اُس سے محبت کرتے ہیں تو شرمندگی محسوس کرے صحیح ہو جائے۔

اور اگر آپ محسوس کریں کہ اس کے ساتھ حسن سلوک کو ترک کر دیا جائے تو نمازی بن جائے گا تو ایسی صورت میں نہی عن المنکر کو محبت پر مقدم کیا جائے تاکہ وہ سیّد اس سے درست ہو جائے کیونکہ اُس کو برائی سے ہٹا کر اچھائی کی طرف لانا ہی حقیقی احسان ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

نرم رویہ بہتری کو اچھی طرح ظاہر کرتا ہے

لیکن اِس چیز کا بہت کم اتفاق ہوا کہ سیّد اِس راستہ کی تنبیہہ کو قبول کر لے جیسا کہ آپ نے سنا ہوا ہے کہ تارک الصلوٰۃ کو روٹی کا ایک لقمہ دینا کعبہ کو خراب کرنے کے مترادف ہے اِس وجہ سے کہ یہ نماز ترک کرنے کی مدد ہو رہی ہے لیکن اگر وہ کوئی اثر قبول نہ کرے یعنی آپ اُس کو روٹی دیں یا نہ دیں وہ نمازی نہیں بنے گا تو ایسی صورت میں اُس کے ساتھ اُس کی کوئی عزت نہیں ہے اگرچہ احسان بہت دفعہ اثر دکھا دیتا ہے جس سے انسان ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے جیسا کہ اِس سلسلہ میں پہلے ہی سید ابوالحسن جو شرابی تھا کا ذکر ہو چکا ہے جو احمد بن اسحٰق کی تنبیہہ سے تو درست نہ ہوا مگر جب اُسے علم ہوا امام زمانہ نے اُس کے مقام کا یوں احساس کیا ہے تو وہ برائی سے اچھائی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی زندگی کے آخری ایّام تک وہ دوبارہ شراب کے نزدیک نہ گیا بلکہ ایک عابد و زاہد اور اچھا انسان بن گیا جیسا کہ اُس کا ذکر گزر چکا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

Presented by Ziaraat.Com

چودھویں مجلس

بتاریخ ——— شب سہ شنبہ (منگل) ۳ر جمادی الثانی

۷۵ — ۲۶ — ۱۰ — ۵۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی ؕ وَ مَنۡ یَّقۡتَرِفۡ حَسَنَۃً نَّزِدۡ لَہٗ فِیۡہَا حُسۡنًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ ۴۲/۲۳ الشوریٰ

دوسروں کی محبّت سے اپنے دِل کو خالی کردو

اِس آیۂ شریفہ میں ایک باریک سا نکتہ ہے جس کا بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ اِس آیۂ میں اِلَّا الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبٰی۔ فرمایا گیا ہے فقط اَلۡقُرۡبٰی نہیں ——— جس کا مقصد یہ ہے کہ اہل ایمان کا دِل مقام دوستیٔ اہلبیتؑ کی خاطر غیر کی محبّت سے بالکل خالی ہونا چاہیے یعنی وہ فقط ایک ایسا ظرف ہو جس میں خدا و رسولؐ اور اُس کی آل ہی کی محبّت ہو دوسرے الفاظ میں خداوند عالم نے مومنین کے قلوب کو "فِی الۡقُرۡبٰی" کہہ کر ایک ایسا ظرف قرار دیا ہے جو مودّت اہلبیتؑ کے لیے مختص ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ذوی القربیٰ کی حضورؐ نے پہچان کرائی ہے

زمخشری جو علمائے عامہ کے بزرگوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی طرح ثعلبی اور امام احمد حنبل جو سنی حضرات کے آئمہ اربعہ سے ایک ہیں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ سے سوال کیا گیا کہ قرآن مجید میں جس "ذوی القربیٰ" کی دوستی کو ہم پہ واجب کیا گیا ہے اُن سے مراد کون سی ہستیاں ہیں؟ تو پیغمبر اسلام نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسن و حسین علیہم السلام کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ ذوی القربیٰ یہ ہیں دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا ذریتھما اِن دونوں کی یعنی علی و فاطمہؑ کی اولاد۔

ذریت زہراؑ ذوی القربیٰ ہے

دوسری روایت کے مضمون میں فرمایا اے علیؑ جو لوگ سب سے پہلے جنت میں جائیں گے وہ میں محمدؐ اور تو علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور ہماری ذریت و ازواج ہیں ـــــ ایک اور روایت میں فرمایا اولاد زہراؑ کے حقوق کی رعایت واجب و لازم ہے یہ اولاد زہراؑ کے لیے ایک ایسا شرف ہے جو اُن کی جدہ زہراؑ کی وجہ سے اُن کو حاصل ہوا ہے لہٰذا تمام مخلوق کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جناب زہراؑ کی خوشنودی اور اُن کی شفاعت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اُن کی اولاد کے ساتھ احسان کیا جائے جو ایک رابطہ کا سبب ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضورؐ نے چار دستوں کی شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے

صدوق نے روایت کی ہے اور علامہ حلیؒ نے بھی اپنے وصیت نامہ کے اُس جز میں جس میں انہوں نے اپنے بیٹے فخر المحققین کے لیے وصیت لکھی ہے ذکر کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا قیامت کے دِن چار گروہ ایسے ہوں گے جن کی شفاعت میں محمدؐ کروں گا۔ اگرچہ وہ کتنے ہی گناہگار کیوں نہ ہوں گے۔

پہلا گروہ ——— جس نے میری ذرّیت کے ساتھ مواسات قائم کی،

دوسرا گروہ ——— جس نے میری ذرّیت کی مظلومیت کے عالم میں مدد کی،

تیسرا گروہ ——— جس نے میری ذرّیت کی حاجات کو پورا کیا۔

چوتھا گروہ ——— جس نے دِل و جان سے میری ذرّیت کی دوستی کی یعنی واقعاً اُن کے دِل اُن کی محبت کے لیے مخلص ہوں گے، دل میں محبت ہوگی اور زبان پہ اقرار ہوگا منافقت ہوگی۔

وہ لوگ جو محمدؐ مصطفیٰ پر حق رکھتے ہیں

اسی طرح شیخ صدوق علیہ الرحمہ اور علامہ حلیؒ علیہ الرحمہ نے اپنے وصیت نامہ میں اِس روایت کا ذکر کیا ہے جس کا اسناد صادق آل محمد علیہم السلام سے متصل ہے فرماتے ہیں کہ قیامت کے دِن خداوند عالم کی طرف سے ایک منادی ندا کرے گا لوگو خاموش ہو جاؤ، ہمارا محبوب محمدؐ تم سے کوئی بات کرنا چاہتا ہے لہٰذا جب سب لوگ خاموش ہو کر بات سننے کی طرف متوجہ ہو جائیں گے تو حضور اکرمؐ اپنی

Presented by Ziaraat.Com

گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے ـــــ اے لوگو تم میں سے جس جس نے مجھ پر احسان کیا ہے اُن کا مجھ پر حق بنتا ہے لہٰذا ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں تاکہ میں اُن کو اُن کے احسان کا بدلہ دے دوں۔ اُس وقت لوگ جواب میں عرض کریں گے کون ہے وہ جس نے آپ پر احسان کیا ہے یا اُس کا کوئی آپ پر حق بنتا ہے جب کہ ہر قسم کا احسان اور حق اور نیکی خدا اور رسول کی طرف سے ہے یعنی آپ کا حق ہم پر ہے ہمارا آپ پر کوئی حق نہیں ہے تب حضورؐ وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمائیں گے کہ تم میں سے جس جس نے میری اولاد ذریت فاطمہؑ کے کسی بے گھر کو گھر بنا کے دیا ہو، یا کسی بے لباس کو لباس دیا ہو، یا کسی بھوکے کو کھانا کھلایا ہو، یا کسی بے آسرا کو پناہ دی ہو وہ کھڑے ہو جائیں تاکہ آج میں اُن کے احسان کی تلافی کر کے اُن کا حق اُن کو دیدوں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں اُس وقت بہت زیادہ تعداد میں ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں گے جنہوں نے یہ کارِ خیر کیا ہو گا ـــــ ایسے ہی موقعہ پر خداوند عالم کی طرف سے آواز آئے گی اے ہمارے محبوب محمدؐ اِن کا بدلہ آپ پر ہے لہٰذا جنت میں جہاں جہاں آپ چاہتے ہیں اِن کو جگہ دے دیں۔

نجاشی کا خط صادق آل محمدؐ کے نام

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے عبداللہ بن سلیمان سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے میں ایک دِن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ عبداللہ نجاشی کا غلام امامؑ کے پاس آیا سلام کیا اور نجاشی کا خط امامؑ کی خدمت میں پیش کیا جس میں

Presented by Ziaraat.Com

لکھا ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں آج کل حکومت کے کاموں میں مبتلا ہو چکا ہوں اور آپ کی خدمت میں استدعا کرتا ہوں کہ اے میرے آقا و مولا آپ میرے لیے کچھ ایسی حدود بیان فرما دیں جن کی وجہ سے مجھے علم ہو جائے کہ کون سی چیز اور کون سا عمل مجھے اللہ و رسولؐ کے قرب سے نوازے گا اور مجھے کون سے کام کرنے ہوں گے جن کی وجہ سے اللہ و رسولؐ کی خوشنودی حاصل ہو گی، اور میں اپنی زکوٰۃ کے مال کو کس کے ہاتھ میں دوں، اور کس پر میں اعتماد کروں، اور میں اپنا راز کس کے سپرد کروں، تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی ہدایت کی وجہ سے اپنے انجام سے نجات بخشے کیونکہ آپ عالمین میں مخلوق اور خدا کے درمیان حجت اور امین کی حیثیت رکھتے ہیں اور تمام شہروں میں اللہ تعالیٰ کی نعمات آپ ہی کے طفیل ملتی ہیں اللہ کی نعمات اور فیوضات آپ پر ہمیشہ رہیں۔

صادق آل محمدؐ کا نجاشی کو خط کا جواب

عبداللہ بن سلیمان کہتا ہے صادق آل محمدؐ نے اُس کے جواب میں لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے اپنے احسان کے ساتھ، اور آپ پر لطف و کرم فرمائے اتمنان کے ساتھ، اور آپ کا حامی و ناصر ہو اپنی رعایت کے ساتھ، کیونکہ کائنات کے تمام امور اُس کی قدرت کے تحت ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اما بعد! ــــ آپ کا بھیجا ہوا آدمی میرے پاس آپ کا خط لے کر آیا، میں نے اُس کو پڑھا اور اُس کے مقاصد کو جانا۔

آپ نے لکھا ہے کہ میں حکومت اہواز میں مبتلا ہو گیا ہوں، مجھے اِس خبر کو پڑھ کر خوشی بھی ہوئی ہے اور دکھ بھی، خوشی اس وجہ سے ہوئی ہے کہ شاید خداوند عالم آپ کے ذریعے سے آل محمدؐ کے مظلوم پریشان اور خوف زدہ افراد کی فریاد رسی فرمانا چاہتا ہے، اور اُن میں سے جن کو ظالم زمانہ نے ذلیل کر رکھا ہے تیرے ذریعے سے صاحب عزّت بنانا چاہتا ہے اور اُن کے ننگوں کو تیرے سبب سے پوشاک دینا چاہتا ہے، اور اُن کے کمزوروں کو تیرے واسطہ سے طاقتور بنانا چاہتا ہے، اور تیری مہربانی کے پانی سے اُن ــــــــ کے دشمنوں کی ظالمانہ آگ کے شعلوں کو بجھانا چاہتا ہے۔

رہا میرے دُکھ کا معاملہ تو وہ ایک چھوٹی سی بات ہے جس کا مجھے تیرے لیے ڈر ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اپنی حکومت کے کاموں کے سلسلہ میں ہمارے دوستوں شیعوں کو تنگ کرے گا اور اُن کی تنگدستی میں اُن سے مال طلب کرے گا یہ وہ سبب ہوگا جس کی وجہ سے تیرے مشام میں بہشت کی بُو بھی نہ آسکے گی بلکہ فردوس کو تیرے لیے حرام کر دیا جائے گا اور یہ سب کچھ تیرے کاموں کی وجہ سے ہوگا۔

(فضائل السادات ص۱۰۰ اور ص۱۰۱)

اِس واقعہ میں ہماری غرض صرف مطلب اوّل کی طرف ہے جس میں امامؑ نے اپنی خوشی کا اظہار کیا ہے کہ تیری وجہ سے سادات کو خوشحالی نصیب ہوگی۔

Presented by Ziaraat.Com

خانۂ در بہشت در جوار اہلبیتؑ

ہشام بن حکم کہتا ہے کہ شام کے شہروں میں سے ایک شہر "جبل" کا رہنے والا ایک مالدار آدمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس حج کے دِنوں میں آیا، حضرت نے مدینہ میں اپنے گھر میں اُس کو رہنے کے لیے جگہ دی اُس کے حج اور نزول کے عرصہ نے طویل مدّت اختیار کی جب جانے لگا تو مبلغ دس ہزار درہم اُس نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیے اور عرض کی اب جب میں حج کے لیے آؤں تو آپ میرے علیحدہ گھر کا تدارک فرمائیں۔

جب وہ آئندہ حج کر کے آپ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوا تو عرض کرنے لگا میری جان آپ پر قربان ہو کیا آپ نے میرے لیے علیحدہ گھر خریدا ہے جس کی میں نے استدعا کی تھی؟

امامؑ نے فرمایا ہاں میں نے جو گھر تیرے لیے خریدا ہے یہ رجسٹری ہے سند ہے اِسے لے لو۔ جب اُس دولتمند حاجی صاحب نے وہ نوشتہ لے کر پڑھا تو اُس پر لکھا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ مکتوب معاملہ ہے جعفر بن محمدؑ کا فلاں بن فلاں جبلی کے لیے، جس کے لیے میں نے بہشت (جنّت) میں ایک گھر خریدا ہے جس گھر کا حدود اربعہ اِس طرح ہے کہ اُس کے ایک طرف رسول اللہ کا گھر ہے دوسری طرف امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کا گھر ہے، تیسری طرف حسن مجتبیٰؑ کا گھر ہے اور چوتھی طرف حسین علیہ السلام کا گھر ہے۔

جب اُس دولتمند نے یہ نوشتہ پڑھا تو کہنے لگا میں ہر حالت میں خوش ہوں خداوند عالم میری جان کو آپ پر قربان کرے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے بھی تیرے مال کو اولاد امام حسن اور امام حسین علیہما السلام میں تقسیم کر دیا ہے اور امید رکھتا ہوں کہ خداوند عالم قبول فرمائے گا اور تجھ کو اِس مال کے عوض بہشت عطا فرمائے گا۔

امام نے اپنا وعدہ پورا کر دیا

راوی کہتا ہے وہ دولت مند حج سے واپس جا کر اپنے وطن جبل میں بیمار ہو گیا یہاں تک کہ مرض موت اُس پر طاری ہو گئی جس وقت موت بالکل اُس کے قریب آ گئی تو اُس نے اپنے عزیز و اقربا کو جمع کر کے کہا کہ میں تم کو قسم دے کر وصیّت کرتا ہوں کہ میرے امامؑ کے اِس نوشتہ کو میرے کفن کے ساتھ دفن کر دینا ــــ انہوں نے وصیت پر عمل کرتے ہوئے اُس تحریر کو ساتھ ہی دفن کر دیا دوسرے دِن جب اُس کے رشتہ دار قبر پر حاضر ہوئے تو قبر کے

Presented by Ziaraat.Com

اوپر انہوں نے اُسی نوشتہ کو دیکھا جب اُٹھایا تو اُس کی دوسری طرف قلم قدرت سے یہ لکھا ہوا تھا کہ۔

وفی لی واللہ جعفر بن محمد بما قال۔ ایک دوسرے نسخہ میں لکھا ہوا تھا وفی ولی اللہ جعفر بن محمد بما قال قسم خدا کی جعفر بن محمدؑ نے جو میرے ساتھ وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا۔ ولی خدا جعفر بن محمدؑ نے جو کچھ وعدہ کیا تھا اُسے پورا کر دیا۔

(فضائل السادات ص ۱۰۱ تا ص ۱۰۲)

Presented by Ziaraat.Com

پندرہویں مجلس

بتاریخ ـــــ شب چہارشنبہ (بدھ) ۴ ۔ جمادی الثانی

۷۵ ـــ ۱۷ ـــ ۱۰ ـــ ۳۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۴۲/۲۳ الشوریٰ

چودہ معصوم ایک نور ہیں

ولایت کے موضوع میں ایک ایسی بحث ہے جو اہلبیتِ عصمت و طہارت کی فضیلت کو تمام انبیاءِ کرامؑ یہاں تک کہ اولوالعزم پر بھی ظاہر کرتی ہے اسی طرح اِن چودہ معصوموں کی فضیلت ایک دوسرے پر یعنی مقام نورانیت و حقیقت میں اِن چودہ کی نورانیت و افضلیت کا ایک دوسرے پر مقدم ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہے لیکن کسی غیر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس سلسلہ میں کوئی بات کر سکے کیونکہ کوئی غیر اُس وقت افضلیت کا تعین کر سکتا ہے جب مقابلہ میں کوئی کھڑا ہو لہٰذا اسی بنیاد پر اُن حضرات نے خود ایک دوسرے کو جو فضیلت دی ہے اُس کی پیروی ہم پر واجب ہے۔

بہت سی شیعہ و سنی روایات سے استفادہ ہو سکتا ہے جن میں رسول اکرمؐ نے فرمایا انا و علی من شجرۃ واحدۃ و سائر الناس من شجرۃ شتّٰی کہ

Presented by Ziaraat.Com

میں اور علیؑ ایک شجرہ سے ہیں اور دوسرے تمام لوگ مختلف شجروں سے ہیں۔
اور دوسری روایت میں فرمایا کہ خداوند عالم نے اِن چودہ معصوموں کی صورتوں یعنی نورانی شبیہوں کو اور ان کے اسماء کو حضرت آدمؑ ابوالبشر کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے ساق عرش پر خلق فرمایا۔

اور کتاب "غایۃ المرام" کے باب اوّل میں سنّی حضرات کی طرف سے انیس[۱۹] اور شیعہ حضرات کی طرف سے چودہ[۱۴] احادیث کو نقل کیا گیا ہے کہ رسول خدا اور امیر المومنین حضرت علیؑ اور باقی گیارہ معصوم امام ایک نور سے ہیں اور شیعہ روایات کے پیش نظر ہم اِس کا پہلے بھی ذکر کر آئے ہیں کہ اولنا محمد، اوسطنا محمد آخرنا محمد وکلنا محمد۔ صلی اللہ علیہم اجمعین۔

افضلیّت اہلبیتؑ بجہات عرضی

اور عالم ظہور کی مناسبت سے چونکہ رسول اکرمؐ تمام انوار کا مبدا ہیں ہر شئے پر مقدم اور افضل ہیں اور اسی طرح حضرت علیؑ چونکہ نفس رسول خدا ہیں اور باقی تمام آئمہ اطہار علیہم السلام کے باپ ہونے کی وجہ سے سب سے افضل ہیں۔ اور حسنین علیہما السلام کی نسبت محدّث جزائری نے انوار نعمانیہ میں کچھ روایات نقل کی ہیں کہ یہ دونوں بھائی آپس میں برابر ہیں اور کسی کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جاسکتی کیونکہ خدا ایسا ہی چاہتا ہے جیسا کہ اس واقعہ سے حقیقت عیاں ہے۔
کہ بچپن کے زمانہ میں ان دونوں آقازادوں نے علیحدہ علیحدہ تختی لکھی اور اپنے نانا رسولؐ کے پاس آکر کہنے لگے نانا جان بتلائیے ہم دونوں سے کس کا خط بہتر

Presented by Ziaraat.Com

ہے؟ رسول خداؐ نے فرمایا تم دونوں میری آنکھوں کا نور ہو اس کا فیصلہ تم اپنے باپ علیؑ سے جاکر کراؤ، دونوں بھائی مل کر اپنے بابا کے پاس آئے اور فیصلہ کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا اس کا فیصلہ تو تمہاری امی زہراؑ ہی فرمائیں گی۔

گلوبند کے دانوں سے جناب زہراؑ کا فیصلہ

جناب زہراؑ نے فرمایا میرے اس گلوبند کے سات دانے ہیں میں ان کو زمین پر پھینکتی ہوں تم میں سے جس نے بھی چار دانے اٹھالیے اس کا حظ بہتر ہوگا۔

حسنؑ و حسینؑ نے جب تین تین دانے اٹھالیے تو خداوند عالم نے جبرائیل کو حکم دیا کہ باقی ایک دانہ جو بچا ہے اسے پیس کر دو برابر حصوں میں تقسیم کر دو تاکہ دونوں بھائی ایک ایک حصہ اٹھالیں اور حظ میں برابر ہو جائیں ــــ تو اس روایت سے ہمیں معلوم ہوا کہ خداوند عالم نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ ان دونوں کو ایک دوسرے پر ترجیح دی جائے۔

خصائص حسینؑ اور ان کی افضلیت

ہاں مگر حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے کچھ خصائص مخصوص ہیں یعنی ان کی تربت میں شفاء کا ہونا اور ان کے روضہ کے نیچے دعا کا قبول ہونا، اور یہ کہ باقی تمام اماموں کا ان کی نسل سے ہونا، لیکن یہ خصائص افضلیت پر حسنؑ کی دلیل نہیں

Presented by Ziaraat.Com

ہیں بلکہ اُن کے ذاتی خصوصیات اور امتیازات ہیں اِن روایات سے یہ فائدہ حاصل ہوا ہے کہ یہ دونوں بھائی دوسرے تمام اماموں سے افضل و مقدم ہیں اور تمام اماموں کے لیے محدث مذکور نے شیخ صدوق سے روایت کی ہے کہ ایک دِن خاتم المرسلینؐ نے امام حسنؑ کو اپنے دائیں زانوں پر اور امام حسینؑ کو اپنے بائیں زانوں پر بٹھا کر اُن کو خطاب فرمایا کہ۔

بابی انتما اختارکما اللہ تعالیٰ منّی ۔ ثم قال ۔ یا حسین اختیار اللہ من صلبک تسع ائمہ ۔ علی، محمد، جعفر، موسیٰ، علی، محمد، علی، حسن، محمد (علیہم السلام) و کلھم عند اللہ فی الفضیلۃ سواء ۔

میرا باپ تم دونوں پر قربان اے حسنؑ و حسینؑ ۔۔۔ خداوند عالم نے مجھ سے تم دونوں کو پسند فرمایا پھر فرمایا کہ اے حسینؑ ! خداوند عالم نے تیری صلب سے نو افراد کو یعنی علی و محمد و جعفر و موسیٰ و علی و محمد و علی و حسن و محمد علیہم السلام کو امامت کے لیے پسند فرمایا اور وہ سب کے سب فضیلت کے اعتبار سے خدا کے نزدیک برابر ہیں ۔ اور دوسری تمام روایات میں ہے کہ اُن میں سے آخری تمام سے افضل ہو گا۔

افضلیّت اہلبیتؑ از پیغمبران گزشتہ

تمام مسلمان فرقوں میں یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ہمارے آخری نبیؐ پہلے تمام اولوالعزم یا غیر اولوالعزم سے افضل و اعلیٰ ہیں اور یہ امر ضروریاتِ اسلام سے تعلق رکھتا ہے ۔۔۔ اور باقی بارہ آئمہ علیہم السلام کی فضیلت کے سلسلہ میں

Presented by Ziaraat.Com

اکثر محققین نے آیات واخبار کے ذریعے استنباط کیا ہے کہ اہلبیتؑ رسولؐ سوائے خاتم المرسلینؐ کے باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں اُن کے دلائل بہت زیادہ ہیں لہٰذا یہاں صرف ایک لطیف دلیل کو علمائے عامہ کے بزرگ کی تفسیر سے پیش کیا جاتا ہے اور اِسے باقی دلیلوں پر مقدم کیا جاتا ہے امام فخرالدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

آیۂ مباہلہ کے تحت فخرالدین رازی کا کلام

فخرالدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں آیۂ مباہلہ کے تحت کہتا ہے کہ شیعان علیؑ میں سے ایک شیعہ جس کا نام محمود بن الحسن الحصمی ہے وہ آیۂ مباہلہ سے استدلال پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں جیساکہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں اُن کو انفسنا فرمایا ہے جس کے بارے میں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اِس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں یعنی علیؑ رسول کی جان کی منزل رکھتے ہیں اور اِس پر بھی تمام مسلمان متفق ہیں کہ ہمارے آخری رسولؐ تمام پیغمبروں سے افضل ہیں جس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ علیؑ باقی تمام رسولوں سے افضل ہیں اور اِس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے جس کو شیعہ وسنی علماء نے تسلیم کرکے اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا۔

من اراد ان یری آدم فی علمہ و نوحا فی طاعتہ و ابراھیم فی خلتہ و موسی فی ھیبتہ و عیسی فی صفوتہ فلینظر الی علی

Presented by Ziaraat.Com

ابن ابی طالب۔

یعنی تم میں سے جو شخص چاہتا ہے کہ حضرت آدمؑ کو اُن کے علم میں دیکھے، اور جناب نوحؑ کو اُن کی اطاعت میں دیکھے، اور جناب عیسیٰؑ کو اُن کی صفوۃ میں دیکھے، وہ حضرت علیؑ کی طرف دیکھے تمام نبیوں کی صفات نظر آجائیں گی کیونکہ جو کچھ تمام نبیوں میں ہے وہ سب کچھ علیؑ میں ہے۔

فخرالدین رازی کے کلام پر اعتراض اور اُس کا جواب

اِس کے بعد فخرالدین رازی اِس حدیث کی سند اور ولایت پر اعتراض نہیں کرتا بلکہ وہ فقط اپنی طرف سے ایک اشکال پیدا کرتا ہے۔

اشکال ـــــ چونکہ اِس بات پر اجماع ہے کہ پیغمبرؐ کو غیر پیغمبر پر فضیلت حاصل ہے لہٰذا حضرت علیؑ جب پیغمبرؐ نہیں ہیں تو وہ پیغمبرؐ سے افضل کیسے ہو سکتے ہیں؟

جواب ـــــ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے پاس اِس قسم کا کوئی اجماع نہیں ہے دوسرا جو کچھ اجماع ہے یا متفقہ و مسلّمہ حقیقت ہے وہ یہ ہے کہ ہر نبی کی فضیلت اُسی کی اُمّت پر ہی ہے نہ کہ غیر اُمّت پر لہٰذا حضرت علیؑ کی فضیلت کا اس حقیقت کے ساتھ ٹکراؤ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ آپ اُمّت مصطفیٰؐ سے ہیں اس کی وضاحت اپنے مقام و محل پر ہو جائے گی۔

Presented by Ziaraat.Com

فضیلت علیؑ کے سلسلہ میں روایات

روایت کی حیثیت سے بہت زیادہ خبریں ہمارے پاس موجود ہیں جن کا ذکر سُنّی حضرات نے بھی کیا ہے منجملہ اُن کے حضور اکرمؐ کا ایک فرمان یہ بھی ہے کہ

لولا علی لما کان لفاطمۃ کفو آدمؑ ومن دونہ

اگر علیؑ نہ ہوتے تو زہراؑ کے لیے کوئی کفو نہ ہوتا آدمؑ سے لے کر دوسرے تمام انبیاءؑ تک ـــــ کفو بمعنیٰ شوہر یعنی زوج بتولؑ علیؑ ہیں یہاں تک کہ انبیاءؑ کرام علیہم السلام میں بھی کوئی فضیلت کی اِس منزل پر نہیں ہے کہ جناب زہراؑ کا کفو ہو سکے پس اِس روایت سے یہ حقیقت آپ پر واضح ہو گئی ہو گی کہ شرافت کے جس مقام پر جناب زہراؑ موجود ہیں وہاں کسی نبی کی رسائی بھی نہیں ہے لہٰذا زوجہ علیؑ کی شرافت و منزلت اور فضیلت تمام نبیوں سے زیادہ ہے تو اُن کے شوہر نامدار علی ابن ابی طالبؑ کا مقام کتنا بلند ہو گا۔ فافہم و تدبر۔

علم موسیٰ آب دریا کا قطرہ ہے

حتیٰ کہ بعض روایات میں یہاں تک آیا ہے کہ سوائے خاتم المرسلینؐ کے باقی انبیاءؑ اکرام اپنے مقام پر شفاعت اہلبیتؑ کے محتاج ہیں اور دوسری روایات جو ان کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں کمالات نفسانیہ کے اعتبار سے

Presented by Ziaraat.Com

اُن میں ایک علم بھی ہے۔

جیسا کہ روایت میں فرمایا گیا ہے کہ موسیٰ بن عمران اور خضر علیہما السلام دریا کے کنارے پر کھڑے ہوئے تھے کہ انہوں نے دیکھا ایک پرندہ آیا ہے جس نے اپنی چونچ کے ذریعے دریا کے پانی سے ایک قطرہ بلند کیا اور مشرق کی طرف پھینک دیا اور دوسرا قطرہ اٹھا کر مغرب کی جانب پھینک دیا اور تیسرا قطرہ اٹھا کر آسمان کی طرف پھینک دیا اور چوتھا قطرہ اٹھا کر نیچے کی جانب پھینک دیا جب کہ موسیٰ اور خضر کھڑے دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور اِس کا کیا مقصد ہے۔

جب کہ وہ پرندہ اُن کو سمجھا رہا تھا کہ زمین و آسمان اور مشرق و مغرب میں رہنے والی مخلوق کا علم جو انہیں خداوند عالم نے عطا فرمایا ہے پیغمبر اسلامؐ اور اُس کے وصی کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ اس دریا کا ایک قطرہ یعنی محمد و آل محمد علیہم السلام کا علم دریا ہے اور باقی تمام مخلوق کا علم اِس قطرہ دریا کی مانند ہے۔

(انوار نعمانیہ۔ محدث جزائری)

البتہ اِس موضوع کا تعلق یعنی انبیاء پر افضلیت آل محمد علیہم السلام کا مسئلہ اُن کے مقام نبوت سے نہیں ٹکراتا جس کی وجہ سے یہ دلیل قابل قبول کی جائے کہ پیغمبر سے غیر پیغمبر افضل نہیں ہو سکتا۔

اور محدث جزائری نے انوار نعمانیہ میں بہت زیادہ روایات کو نقل کیا ہے مگر یہاں صرف ایک روایت کو پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حجاج بن یوسف اور حرّہ دختر حلیمہ سعدیہ کا مناظرہ

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ایک ثقہ جماعت سے نقل فرمایا ہے کہ جس وقت رسول اکرمؐ کی رضائی اور حلیمہ سعدیہ کی بیٹی حرّہ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس آئی تو اُس کے برابر میں بیٹھ گئی۔

حجّاج ـــــ کہنے لگا میں نے سُنا ہے کہ تو علیؑ کو ابوبکر و عمر و عثمان پر ترجیح دیتی ہے؟

حرّہ ـــــ کہنے لگی جھوٹ کہتا ہے وہ شخص جو صرف یہ کہتا ہے کہ میں حضرت علیؑ کو فقط اِن پر ترجیح دیتی ہوں۔

حجّاج ـــــ کہنے لگا دوسرے وہ کون سے لوگ ہیں جن پر تو علیؑ کو ترجیح دیتی ہے؟

حرّہ ـــــ میں حضرت علیؑ کو آدمؑ و نوحؑ، اور لوطؑ و ابراہیمؑ، اور موسیٰؑ و داؤدؑ، اور سلیمانؑ و عیسیٰؑ بن مریم پر ترجیح دیتی ہوں۔

حجّاج ـــــ ولائے ہو تجھ پر میں تو صرف اِس بات پر تجھ سے جواب طلبی کرنا چاہتا تھا کہ تو علیؑ کو اصحاب ثلاثہ پر ترجیح کیوں دیتی ہے مگر تو پورے آٹھ نبیوں پر جن میں اولوالعزم نبی بھی ہیں علیؑ کو ترجیح دے رہی ہے اب اگر تو نے کوئی دلیل نہ پیش کی تو میں تیری گردن اڑا دوں گا

حرّہ ـــــ میں حضرت علیؑ کو اِن پیغمبروں پر ترجیح نہیں دے رہی بلکہ خداوند عالم نے

Presented by Ziaraat.Com

قرآن مجید میں اِن پر حضرت علیؑ کو افضلیّت دی ہے۔

کلام خدا اور مقام آدمؑ و علیؑ

حرّہ کہنے لگی خداوند عالم نے جناب آدمؑ کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۲۰/۲۱ طٰهٰ

اور نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی پس گمراہ ہوگیا۔

اور وہی خداوند عالم اُسی قرآن مجید میں حضرت علیؑ کے کام کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۷۶/۲۲ الدھر

اور تمہاری کوشش شکر گزاری کے قابل ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ جناب آدمؑ کو جس شجرہ ممنوعہ سے رد کا گیا تھا وہ اُسی کے نزدیک چلے گئے لیکن حضرت علی علیہ السلام کے لیے جن دنیادی خوشیوں کو خداوند عالم نے حلال کیا تھا حضرت علیؑ نے اُن کو حاصل کرنے کی بجائے دنیادی زہد کو پسند فرمایا جو قرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

نوحؑ و لوطؑ کی بیویاں اور زوجہ علیؑ

حجّاج ـــــ نے کہا بہت خوب اے حرّہ۔ یہ بات تو نے درست کی ہے مگر نوحؑ پر حضرت علیؑ کو کس بنا پر ترجیح دیتی ہو؟

حرّہ ـــــ میں جناب نوحؑ پر حضرت علیؑ کو ترجیح اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق دیتی ہوں جیسا کہ وہ اپنے کلام میں فرماتا ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا۔ ۶۶/۱۰

جو لوگ کافر ہو گئے اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے نوح کی عورت اور لوط کی عورت کی مثال بیان کی کہ وہ دونوں ہمارے دو صالح بندوں کے تحت تھیں پس اُن دونوں عورتوں نے اِن دونوں صالحین سے خیانت کی۔

لیکن حضرت علیؑ کی بیوی جناب فاطمہ زہراؑ ہیں جو ہمارے نبیؐ اکرم کی بتول بیٹی ہیں جس کی خوشنودی خدا کی خوشنودی ہے اور جس کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے۔

حجّاج ـــــ یہ بھی تو صحیح کہتی ہے۔ لیکن نبیوں کے باپ، اللہ کے خلیل جناب ابراہیم پر تو نے علیؑ کو کیسے ترجیح دی ہے اِس کی بھی تو وضاحت کرو۔

Presented by Ziaraat.Com

داستان ابراہیمؑ اور چار پرندے

حرّہ ـــــ کہنے لگی یہ بھی میں قرآن سے ثابت کرتی ہوں جیسا کہ قول ابراہیمؑ کو بیان کرتے ہوئے خالق کائنات فرماتا ہے کہ۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۲/۲۶۰ البقرۃ۔

اے رسول وہ وقت یاد کرو جب کہ ابراہیمؑ نے کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مُردے کس طرح زندہ کیا کرتا ہے فرمایا کیا تمہیں اِس کا یقین نہیں اُس نے عرض کی ہاں یقین تو ہے لیکن میں اپنے دِل کا اطمینان کرنا چاہتا ہوں اللہ نے فرمایا پھر تو چار پرندے لے اور اُنہیں اپنی طرف سدھا لے پھر اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُن میں سے ایک ایک حصّہ لے کر ہر ایک پہاڑ پر رکھ دو پھر انہیں بلاؤ وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ بہت غالب حکمت والا ہے۔

پردہ ہٹانے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا

لیکن ہمارے مولا علیؑ نے ایک ایسی بات کہی جس کا آج تک کسی مسلمان نے

Presented by Ziaraat.Com

انکار نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی ذات پر میرا اسقدر یقین محکم ہے کہ اگر تمام پردے ہٹا بھی دیئے جائیں تو کوئی چیز بھی میرے یقین کو بڑھا نہ سکے گی کیونکہ یقین کا جو بھی مقام ہے میں پہلے اُس منزل پر فائز ہوں اور حضرت علیؑ کا یہ وہ جملہ ہے جو علیؑ سے پہلے یا بعد میں کسی نے بھی نہیں کہا۔

حجّاج ـــ کہنے لگا بہت خوب یہ بھی تو نے ٹھیک کہا ہے اب یہ بھی بتا دے کہ موسیٰؑ جیسے صاحب شریعت نبی پر علیؑ کو کس طرح ترجیح دیتی ہو؟

شب ہجرت علیؑ کا سکون اور موسیٰ کا خوف

حمیرہ ـــ یہ فیصلہ بھی قرآن سے ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے کہ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ پس وہ موسیٰؑ اس شہر سے ڈرتا ہوا راہ دیکھتا ہوا نکلا، اور یہ کہہ رہا تھا خوف کی وجہ سے کہ۔

قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

اے میرے پروردگار! مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے۔ لیکن جب شب ہجرت بستر رسولؐ پر علیؑ سو رہے تھے تو کسی قسم کا کوئی خوف نہ تھا اور یہ اسقدر پر سکون نیند تھی محبتِ خدا و رسولؐ میں کہ خود خالق کائنات قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۲/۲۰۷ البقرۃ

Presented by Ziaraat.Com

اور لوگوں میں وہ کون ہے جو رضائے الٰہی کو خریدنے کے لیے اپنی جان کو بیچ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں پر بڑا ہی شفقت کرنے والا ہے۔

حجّاج ـــ بہت خوب یہ بھی تو نے صحیح کہا ہے اب داؤد پر علیؑ کی فضیلت کی وجہ بھی بتا دے۔

داؤدؑ کی حکومت اور حق کا فیصلہ

حرّہ ـــ داؤدؑ پر علیؑ کی فضیلت بھی قرآن مجید سے ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی ۔ ۳۸/۲۶ ص

اے داؤدؑ یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا پس تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا کر اور خواہش کی پیروی نہ کر۔

حجّاج ـــ داؤدؑ کی حکومت میں وہ فیصلہ کیا تھا؟

حرّہ ـــ اُس کی حکومت میں دو مردوں کے درمیان فیصلہ تھا جن میں سے ایک کھیتی باڑی کا کام کرتا تھا اور دوسرے کے پاس بکریاں تھیں اور وہ اپنی بکریوں کو زراعت والے کی کھیتی باڑی میں چرانے لے جاتا تھا جس کی وجہ سے اُس کی زراعت خراب ہو گئی اُن دونوں میں جو تنازعہ تھا وہ داؤدؑ کے پاس اُس کا فیصلہ کرانے آئے تھے جس میں جناب داؤدؑ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ اِن بھیڑ بکریوں کو بیچ کر اُن کی قیمت زراعت والے کو دے دی جائے تاکہ اُس کا نقصان

Presented by Ziaraat.Com

پورا ہو سکے۔

اس وقت اُن کے بیٹے سلیمانؑ نے کہا تھا بابا جان اس طرح تو بکریوں والے کا نقصان ہوگا انہوں نے کہا پھر کیا کیا جائے تو جناب سلیمانؑ نے کہا اس طرح کیا جائے کہ بکریاں زراعت والے کے حوالہ کر دی جائیں وہ اِن کا دودھ پیئے اور کھال پر جو اُون ہے وہ بیچتا رہے یہاں تک کہ اُس کی زراعت والا نقصان پورا ہو جائے اور نقصان پورا ہو جائے تو زراعت والا بکریوں کو اصل مالک کی طرف لوٹا دے اِس فیصلہ پر قرآن کہتا ہے کہ۔

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۲۱/۷۹ الانبیاء

پھر ہم نے وہ فیصلہ سلیمانؑ کو سمجھا دیا تھا جو مطابق حق تھا۔

پوچھ لو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھ کو نہ پاؤ

لیکن ہمارے مولا علی علیہ السلام نے تو یہ دعویٰ فرمایا تھا کہ۔

اسالونی عما فوق السماء اسالونی عما تحت العرش اسالونی قبل ان تفقدونی۔ (انوار نعمانیہ ص۲۲۶)

پوچھ لو مجھ سے جو کچھ آسمانوں کے اوپر ہے، پوچھ لو مجھ سے جو کچھ عرش کے نیچے ہے، پوچھ لو مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے قبل اِس کے تم مجھے نہ دیکھ سکو۔

اور فتح خیبر کر کے جب علیؑ نبیؐ کے پاس آئے تھے تو حضورؐ نے حاضرین کو فرمایا تھا کہ تم سب سے افضل اور داناترین علی بن ابی طالبؑ ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

حجّاج ـــ آفرین ہے تمہارے لیے اے حرّہ! اب یہ بھی بتا دو کہ علیؑ سلیمانؑ سے کس طرح افضل ہیں؟

مُلک سلیمان اور طلاق دینا

حرّہ ـــ یہ بھی قرآن میں ثابت ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔ ۳۸/۳۵ ص

جناب سلیمانؑ نے اپنے رب سے ملک عظیم دنیاوی بادشاہی مانگتے ہوئے کہا۔ اے میرے پروردگار تو مجھے ڈھانپ لے اور مجھے ایک ایسا مُلک دے جو میرے بعد کسی اور کے لائق نہ ہو۔

لیکن ہمارے مولا علیؑ نے دنیاوی حکومت کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ۔

یا دنیا قد طلقتك ثلاثا لا رجعة لی فیك (انوار نعمانیہ ص۲۶)

اے دنیا میں نے تجھ کو تین طلاق اس لیے دی ہیں تاکہ تیری طرف رجوع نہ ہو سکے۔ اُس وقت خداوند عالم نے اِس آیت کو نازل فرمایا۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۲۸/۸۳

یہ آخرت کا گھر ہم اُن لوگوں کے لیے مقرر کر دیتے ہیں جو زمین میں نہ تو بلند ہونا چاہتے ہیں اور نہ فساد چاہتے ہیں اور اچھا انجام پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حجّاج ـــــ یہ درست ہے اور تو نے بہت اچھی بات کی ہے اب عیسیٰ بن مریمؑ پر افضلیّت علیؑ ثابت کر۔

عیسیٰؑ پر اعتراض ہوا ہے علیؑ پر نہیں

حرّہ ـــــ خداوند عالم نے ایک فرمان کے ذریعے عیسیٰؑ پر علیؑ کو فضیلت دی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں عیسیٰؑ سے خطاب کرنے کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ ۱۱۶ المائدہ ۵

اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالیٰ کہے گا اے عیسیٰ ابن مریمؑ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ تعالیٰ کے سوا دو خدا بنالو۔ عیسیٰؑ کہیں گے تیری ذات پاک ہے میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس کا مجھے حق نہ تھا۔

لیکن ہمارے مولا علیؑ کو غالیوں نے خدا کہا ہے مگر خداوند عالم نے اس پر کوئی عتاب نہیں فرمایا۔

حجّاج ـــــ شاباش اے حرّہ تو اپنے دعویٰ میں بہت خوبی کے ساتھ دلائل کے ساتھ کامیاب ہو گئی ہے سچّی ثابت ہو گئی ہے ورنہ میں تمہارے عقائد پر تم کو بہت ظالمانہ سزا دیتا۔

بہرحال حجّاج نے آخر میں جناب حرّہ کو انعام واکرام سے نوازا اور عزت و احترام

Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ رخصت کیا۔

حکم تحقیر سادات اور نظر عالم سُنّی

اگر کوئی شخص ذرا غور و فکر کے ساتھ سُنی کتب کا مطالعہ کرے تو واقعی وہ حیران ہو جائے گا کہ جب اسقدر وضاحت کے ساتھ مقام سادات موجود ہے تو پھر اُن کی یہ حق تلفی اور گردن کُشی کس وجہ سے کی گئی ہے ایک سُنّی عالم۔ فاضل دولت آبادی جس کا تعلق علمائے ہندوستان سے ہے اُس نے کتاب "فضائل السادات" کے صفحہ ۶۸ پر اس جملہ کو تفسیر آیۂ مودّت کے ضمن میں لکھا ہے اور فتویٰ کی صورت میں یہ جملہ وہاں موجود ہے کہ اگر کسی نے اولاد زہراؑ کی توہین کی اِس لحاظ سے کہ اُس نے سادات کو حقیر اور چھوٹا تصور کیا تو وہ شخص کافر ہو گیا کیونکہ حقیقت میں اُس نے جدِّ سادات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی توہین کی ہے۔

کیا تمہارا آقا کافر نہیں ہوا

اب کیا اِس سوال میں جان پیدا نہیں ہوتی کہ اگر اولاد زہراؑ کی توہین کرنے والا اور اُس کو مقام سیادت سے گرانے والا کافر ہو جاتا ہے تو پھر اُس شخص کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو دروازہ "بتولؑ" پر آکر اُن کے گھر کو آگ لگاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ اُس آگ لگانے والے شخص سے کہا گیا کہ قالوا ان فیھا فاطمۃ قال و ان کیا تو اُس گھر کو آگ لگانا چاہتا ہے جس میں ہمارے نبیؐ کی بیٹی فاطمہؑ رہتی ہیں تو اُس نے کہا رہتی ہو گی۔

اور پھر اِس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ عمر نے اجتہاد کیا تھا تاکہ ابوبکر کی خلافت مستحکم ہو جائے۔

ابن جبیر اندلسی کیا کہتا ہے

محمد بن احمد بن جبیر الاندلسی المتوفی سن ۶۱۴۔ المعروف "ابن جبیر" جو کہ اہل سنّت والجماعت کے بڑے علماء سے تعلق رکھتا ہے کتاب "غدر" میں زید بن اسلم سے روایت کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اُن لوگوں میں شامل تھا جو جناب فاطمہ زہراؑ کا گھر جلانے کے لیے عمر کے ساتھ خشک لکڑیاں کھینچ کر لا رہے تھے۔ یہ معاملہ اُس وقت ہوا جب علیؑ اور اصحاب علیؑ نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔

عمر نے جناب فاطمہؑ سے کہا کہ جو لوگ تیرے گھر میں ہیں اُن کو باہر بھیج دے ورنہ اِس گھر میں جو بھی ہیں میں اُن کو آگ میں جلا دوں گا ــــ رسول کی بیٹی زہرا نے کہا کیا تو علیؑ کو اور میرے بیٹے حسنؑ و حسینؑ کو آگ میں جلائے گا تو عمر نے کہا خدا کی قسم اگر انہوں نے ابوبکر کی باہر آکر بیعت نہ کی تو میں ایسا ہی کروں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

گفتار صفدی در مسقط محسن

اور صلاح الدین خلیل بن ابیک الصفدی بھی کتاب وافی بالوفیات ترجمہ ابراہیم بن سیار معروف بنظام میں اس طرح کہتا ہے۔

قال النظام ان النبیؐ نص علی ان الامام علی وعینہ و عرفت الصاحبۃ ذلک ولکن کتمہ عمر لاجل ابی بکر وقال ضرب بطن فاطمۃ یوم البیعۃ حتی القت المحسن من بطنھا ۔ بنابر نقل جلد اوّل حدیث غدیر از عبقات الانوار طبع ۔۲۔ ص ۵۰۱

نظام کہتا ہے حضرت علی علیہ السلام کی امامت کے لیے پیغمبر اسلام نے نص فرمادی تھی کہ میرے بعد تمہارا سرپرست علیؑ ہے اور صحابہ کرام نے اُن کو پہچان بھی لیا تھا مگر عمر نے ابوبکر کی خاطر رسولؐ کے اِس فرمان کو پس پشت ڈال دیا۔ اور وہ کہتا ہے کہ اُس دن عمر نے جناب فاطمہؑ کو اس طرح مارا کہ اُن کا بچہ محسن شہید ہو گیا۔

اِس سلسلہ کے لیے وضاحت اڑتیس ۳۸ طریق سے کتاب ریاحین الشریعہ جلد اوّل ص ۲۸۱ تا ص ۲۹۲ پر موجود ہے جس کا موضوع ہے "قضیہ حرق باب نزد اہل سنّت"۔

Presented by Ziaraat.Com

ظاہری حکم کے مقابلہ میں اجتہاد؟

علمائے عامہ اِس جرم کو خلیفہ عمر کا اجتہاد کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ دہلوی جو صاحب تحفہ کے باپ ہیں اور متعصب ترین سنّی ہیں کتاب۔ "ازالۃ الخفا" کے مقاصد سے متاثر ابوبکر میں مقصد دوم میں اِس روایت عمر کا ذکر کرتے ہیں جس میں اُس نے دروازہ فاطمہؑ پر آگ لگائی اِس واقعہ کو شاہ ولی اللہ صحیح درست اور ثابت تصور کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ابوبکر اور عمر کی ایک خوبصورت تدبیر تھی کہ رسول کی بیٹی کے گھر کو جلایا جائے۔ (ریاحین الشریعہ)

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ تعصب حق کو پامال کرتا ہے اور باطل کی تائید کرتا ہے ورنہ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا و رسولؐ کے حکم ظاہر کے مقابلہ میں اجتہاد کیا جائے کیا اِس گھرانے کی عزت و احترام کے لیے کوئی ابہام تھا کہ اُس پر خلیفہ نے اجتہاد کیا ہے۔ پس ایسا کرنے والے اور کہنے والے خود کو اُسی آگ کے تازہ شعلوں میں جلتے ہوئے پائیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

سولھویں مجلس

بتاریخ ـــــ شب پنجشنبہ (جمعرات) ۵ ۔ جمادی الثانی

۷۵ ـــ ۲۷ ـــ ۱۰ ـــ ۳۴

فدک اور اُس کی بے شمار آمدنی

بعض ساتھیوں کی خواہش ہے کہ مسئلہ فدک پر بحث کی جائے اور اِس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے کیونکہ اِس کا تعلق بھی اہلبیت رسولؐ کے ساتھ ہے۔

فدک وہ زمین تھی جو مدینہ سے دو یا تین دِن کے راہ پر تھی جس کی زیادہ تر آمدنی کھجور سے تھی اور اُس کی سالانہ آمدنی چوبیس ۲۴ ہزار دینار اور ایک قول کے مطابق ستّر ہزار دینار لکھی ہوئی ہے جس کا ہر دینار ایک مثقال طلائی کے برابر تھا یعنی سونے کا۔

فتح خیبر کے بعد مسئلہ فدک تسلیم ہوا

فدک کو جس طرح رسول خدا نے حاصل کیا اُس کی کیفیت کچھ اِس طرح ہے فتح خیبر علیؑ کے ہاتھوں سے ہوئی جس کی وجہ سے فتح کے بعد مسلمانوں کے حصّہ

Presented by Ziaraat.Com

میں بہت سا مال غنیمت آیا۔ فدک کے رہنے والے یہودی اِس فتح خیبر سے بہت مرعوب ہوئے اور انہوں نے جان لیا کہ لشکرِ اسلام کا مقابلہ ہمارے بس کا روگ نہیں ہے ناچار انہوں نے رسول خدا کے ساتھ صلح کو ترجیح دی اِس شرط پر کہ اگر فدک والوں سے کوئی مسلمان ہو جائے گا تو اپنے مال کا تیسرا حصہ دے کر امان میں آجائے گا اور اگر مسلمان نہیں ہوگا تو جو کچھ اُس کا مال ہے وہ رسول خدا کی ملکیت ہو جائے گا۔

جب جنگ نہ ہوئی تو مال پیغمبرؐ ہے

سورہ حشر کی یہ آیت تکلیف غنیمت کا تعین کرتی ہے کہ۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۔ ۵۹/۶

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اُن سے دِلوایا پس تم نے نہ اُس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اِس آیت میں مسلمانوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ اگر لشکرِ اسلام جنگ کی وجہ سے کوئی مال و جائداد حاصل کرے تو اپنا اپنا حصہ جو مقرر ہے لے سکتے ہیں لیکن اگر کوئی مال یا جائداد بغیر جنگ کے صلح کی بنیاد پر حاصل ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مال رسول ہے اُس میں کسی غیر کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اِسی ارشاد الٰہی کے پیش نظر جب جاگیر فدک بغیر جنگ کے مال رسولؐ قرار پائی کیونکہ یہودیوں نے لشکر رسولؐ سے مرعوب ہوکر یہ فدک رسول کے حوالہ کر دیا تھا کہ جنگ نہ کرو اور یہ مال لے لو تو وہ فدک ملکیت رسولؐ ہوا۔

مخریق یہودی کی املاک بمقام عوالی

عوالی نام کے سات قطعات اور بھی ہیں جو فدک کے نواح میں تھے جس کی آمدنی بہت اچھی تھی یہ صرف ایک آدمی مخریق نامی یہودی کی ذاتی ملکیت تھی یہ شخص جس وقت مدینہ میں وارد ہوا تھا تو جنگ احد شروع ہو چکی تھی اِس نے سب سے پہلے تو اسلام قبول کیا اور اپنا سارا مال اور عوالی نام کی زرعی جائداد جس میں سات باغ تھے رسول خدا کو بخش دیا اور جنگ میں شامل ہو کے شہید ہوگیا، جس کی شہادت کے بعد رسول خدا نے فرمایا کہ مخریق جنتی لوگوں میں شامل ہوگیا اگرچہ اُس نے دو رکعت بھی نماز نہیں پڑھی تھی۔

اِس عوالی کو فدک کے ساتھ جمع کرنے کے بعد تو اِس کی آمدنی ستر ہزار طلائی مثقال سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

اپنوں کو اُن کا حق دے دو

جس طرح کہ کتب عامہ میں روایات موجود ہیں اُن کے مطابق جونہی جاگیر فدک حضورؐ اکرم کی ملک میں آئی تو یہ آیۂ مجیدہ نازل ہوئی۔

Presented by Ziaraat.Com

وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ ۔۔۔۔ ۱۷/۲۶ بنی اسرائیل

اور قرابت والوں کو اُن کا حق دے دو۔

رسول خدا فرماتے ہیں میں نے جبرائیل سے پوچھا ذی القربیٰ کون ہیں اور اُن کا حق کیا ہے تو اُس نے کہا خداوند عالم فرماتا ہے ذی القربیٰ سے مراد "جناب زہراؑ ہیں اور اُن کا حق یہ ہے کہ جاگیر فدک اُن کے حوالے کر دو۔

محتاج مومنین کی امداد

یہ جاگیر فدک جو جناب زہراؑ کی ملکیت میں آگئی آپ کا گھرانہ چونکہ دنیادار نہیں تھا اِس لیے آپ اپنے ہاتھوں سے اِس کی آمدنی کو غریب و محتاج مومنین میں تقسیم فرما دیتے۔ رسول خدا نے اِس فدک کے علاوہ عوالی نامی جائداد کو بھی جناب زہراؑ کی ملکیت قرار دے دیا تھا اور یہ جائداد رسول اکرمؐ کی زندگی میں اور بعد کا کچھ عرصہ جس کی مدت تین سال بنتی ہے جناب زہراؑ کے تصرف میں رہی یعنی تین سال تک آپ اِس کی آمدنی کو اپنے عاملوں کے ذریعے وصول کر کے غریب مومنین میں تقسیم کرتے رہے یہ بات عامہ و خاصہ کے اقوال کے مطابق ہے۔

فدک پر زہراؑ کا قبضہ اور عاملین کا تعیّن

جو کچھ ابن ابی الحدید اور ابن حجر اور اِن دونوں کے علاوہ دوسرے لوگوں نے

Presented by Ziaraat.Com

لکھا ہے اُس کی بنیاد پر یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ جناب زہراؑ نے فدک کو اپنی ملکیت میں لینے کے بعد اُس پر اپنے کارندے اور عمّال مقرر فرمائے جو آمدنی کے مواقع پر مال کو جمع کر دیتے تھے اور یہ چیز صاف وضاحت کر رہی ہے کہ جناب زہراؑ کا فدک پر قبضہ تھا اور اُس کا کام اور آمدنی کا تصرف آپ کے ہاتھ میں تھا۔

یہاں ضمناً آپ کی توجہ علی و زہراؑ کی طرز زندگی پر مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وہ ہستیاں جن کی سالانہ آمدنی ستّر ہزار مثقال سونا کے برابر یا زیادہ تھی۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اُن کا لباس جوتا اور دیگر اشیاء ظاہراً شاہانہ انداز میں ہوتیں مگر یہ کیسی حقیقت تھی کہ اتنی جائداد کی ملکہ کی چادر میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے اور وہ بھی آپ نے ایک سائل کو دے دی تھی۔ اور جو کچھ فدک اور عوالی کے سات باغوں سے آمدن ہوتی تھی سب آپ محتاج مومنین میں تقسیم فرما دیتے۔

وقف برادلاد زہراؑ

اب آپ اچھی طرح غور و فکر کر کے بتلائیں کہ جس جائداد پر تین سال تک جناب زہراؑ کا تصرف اس حیثیت سے رہا کہ وہ اُن کی ملکیت ہے تو کیا اب بھی کوئی صاحب عقل کہہ سکتا ہے کہ جناب بتولؑ پیغمبر اسلام کی وارثہ نہ تھیں۔

لہذا جناب زہراؑ نے بھی اپنے وصیّت نامہ میں فدک کو اپنی اولاد کے نام

Presented by Ziaraat.Com

وقف کر دیا تھا اور اُس کی سرپرستی حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دے دی تھی اور بعد میں حسن و حسین علیہما السلام اور اُن کی اولاد کے نام قیامت تک وقف تھی۔

غصب فدک کا راز استحکام خلافت تھا

رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ یہ فدک ایک بہت بڑی جاگیر ہے جو علیؑ و بتولؑ کے ہاتھ میں ہے جسے یہ مخلوق میں تقسیم کر کے اُن کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کر سکتے ہیں اور یہ چیز ہماری خلافت کی بنیادوں کو نہ صرف ہلا سکتی ہے بلکہ ہماری خلافت کا وجود بھی مٹا سکتی ہے لہٰذا جس طرح بھی ہو سکتا ہے یہ جاگیر ان کے ہاتھوں سے لے لی جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی یہی کچھ کہا اور عمرؓ کی تصدیق کر دی اور کچھ لوگوں کو بھیجا جنہوں نے جا کر جناب زہراؑ کے کارندوں اور عمّال کو وہاں سے باہر نکال دیا اور خود جاگیر فدک پر قبضہ کر لیا اس طرح مسلمانوں نے اللہ و رسولؐ کی طرف سے دی ہوئی جائداد اپنی حکومت کے تحفظ کے لیے بنت رسولؐ سے چھین لی۔

عمر بن عبدالعزیز کا فدک کو واپس کرنا

حضرت ابوبکرؓ وہ پہلے شخص تھے جس نے فدک اور عوالی کی جائداد رسولؐ کی بیٹی بتولؑ سے چھین لی اور بعد میں عمرؓ اُس پر قابض رہے جس کے بعد عثمانؓ نے اُس جائداد

Presented by Ziaraat.Com

زہراؑ کو مروان کے حوالے کر دیا اسی طرح یہ فدک بنی امیہ کے ہاتھوں میں چلا گیا یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ آگیا اور اُس کی حکومت کے بڑے دینی کاموں سے یہ کام بھی بہت بڑے تھے ایک تو یہ کہ جس بھونکنے والی کتیا نے اپنے کتوروں کے ذریعے حضرت علیؑ پر سبّ شروع کرائی ہوئی تھی اور وہ منبروں پر ہوتی تھی اس بھونک کو بند کرا دیا اور دوسرا اولاد زہراؑ کو اُن کی ماں کا حق وراثت لوٹا دیا یعنی جاگیر فدک اولاد زہراؑ کے حوالے کر دی۔

شیخین کے افعال سے اعراض

بعض سنّی حضرات نے عمر بن عبدالعزیز پر اعتراض کیا کہ تو نے یہ جو کیا ہے یعنی فدک کو وراثت زہراؑ ثابت کر کے اُسے بتولؑ کی اولاد کو لوٹا دیا ہے اِس سے تو شیخین کی تو نے تکذیب کر دی ہے کہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ غلط تھا یعنی ابوبکر غاصب تھا اور عمر اُس کی حفاظت کرتا تھا اِس کا جواب عمر بن عبدالعزیز نے یہ دیا کہ اجمالاً میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ یہ ملکیت و جائداد تصرف زہراؑ میں تھی اور میں نے اِس یقین کامل کے ساتھ اِس جائداد کو اولاد زہراؑ کی طرف لوٹا دیا ہے تاکہ رسولؐ کی بیٹی بتولؑ خوش ہو جائے کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کسی کام کے ذریعے جناب زہراؑ کو خوش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے لہٰذا میں نے تو خدا اور رسول اور جناب بتول کی خوشی اور رضا کو حاصل کرنے کے لیے یہ کام کیا ہے اور یہ فدک اور عوالی کی جاگیر کو مدینہ میں جناب باقرؑ کے حوالے کر دیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

غصب کرنے والے اور واپس کرنے والے

فدک اور عوالی کی جاگیر اسی طرح اولاد فاطمہؑ کے ہاتھ دوبارہ آئی اور یزید بن عبدالملک نے پھر چھین لی جس کے بعد وہ احمد سفاح کے زمانہ تک بنی امیہ کے ہاتھ میں رہی پھر پہلا یہ عباسی خلیفہ تھا جس نے اولاد زہراؑ کو یہ جائداد لوٹا دی لیکن منصور دوانقی نے تیسری مرتبہ اس کو پھر غصب کر لیا۔

کہا جاتا ہے کہ منصور دوانقی کے بیٹے مہدی عباسی نے ایک بار پھر اہلبیتؑ کو لوٹا دی جس کے بعد پھر اُس کے بیٹے ہادی نے غصب کر لی۔

اور جب مامون خلیفہ ہوا جس نے علماء عامہ کو دعوت دے کر ایک مجلس کمیٹی تشکیل دی اور یہ فدک کا معاملہ اُن کی بحث میں رکھا اور تمام علماء کے سامنے یہ حقیقت مکمل سامنے آگئی کہ یہ جاگیر فدک جناب زہراؑ کی ملکیت تھی اور اُن کی اولاد کا یہ حق ہے۔

اُسی محفل میں یہ سند لکھی گئی کہ فدک اولاد زہراؑ کو لوٹا دیا جائے اور اُس کی آمدنی بدستور امام رضا علیہ السلام کے پاس پہنچنے لگی اور پھر امام جوادؑ محمد تقیؑ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ متوکل عباسی نے ایک بار پھر اس جائداد زہراؑ کو اولاد زہراؑ سے چھین لیا اور وہ آج تک ظالموں اور غاصبوں کے قبضہ میں ہے۔

یہ سچ ہے جس دیوار کی بنیاد ہی ٹیڑھی سے مستری نے ٹیڑھی رکھی تو وہ آخر تک اُسی پہلے معمار کے مطابق رہتی ہے۔

یہ فدک کی مختصر تاریخ تھی اب اس کے لیے طرفین کے دعوی و دلیل کی طرف

Presented by Ziaraat.Com

توجہ فرمائیے۔

حق متصرف کے ساتھ ہے مگر دلیل کیساتھ

اِس مسئلہ کا تعلق اصول فقہ سے ہے اور فقہ کا وہ اصول اور قاعدہ جس کو تمام مسلمانوں کے مذاہب نے تسلیم کیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی مال کسی کے تصرف میں ہے اور تصرف مضبوط ہے تو کوئی اُس میں مزاحمت نہیں کر سکتا مگر مضبوط دلائل اور بیّنات کے ساتھ جو اُس کا حق ظاہر کر رہے ہوں یعنی اگر کوئی چاہے کہ یہ مال جو فلاں کے تصرف میں ہے اُس سے لے لیا جائے تو اُسے پہلے ثابت کرنا پڑے گا کہ یہ میرا مال ہے اور اُس کے دلائل اور بیّنات ہی ثابت کریں گے کہ یہ مال اُس کا ہے چونکہ قبضہ اور اُس کا حساب وکتاب دلیل ملکیّت ہے۔

گواہی مدعی پر ہے نہ کہ انکاری پر!

لہٰذا بعد اِس کے کہ جناب زہراؑ مسجد میں آئیں اور ایک روشن خطبہ بیان فرمایا اور اپنے حق کا مطالبہ کیا اور کسی نے اُن کی بات نہ سُنی (جیسا کہ بعد میں ذکر آئے گا) ایک دِن بعد حضرت علی علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر کی طرف مُنہ کر کے فرمایا اے ابوبکر اگر کوئی شخص ملکیّت رکھتا ہو اور اُس پر قابض بھی ہو اور میں دعویٰ کروں کہ یہ میرا مال ہے تو تم گواہ اُس سے طلب کرو گے یا مجھ سے؟

ابوبکر نے کہا تجھ سے طلب کروں گا حضرت علیؑ نے فرمایا پھر تو نے جناب زہراؑ سے گواہ کیوں طلب کئے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

جب کہ تین سال تک اُن کا فدک اور عوالی کے باغوں پر قبضہ رہا ہے تو نے کس دلیل سے اُن کے کارندوں کو نکال کر وہاں ذاتی تصرف شروع کیا ہے۔

جھوٹی حدیث کا رسولؐ کی طرف منسوب کرنا

حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ ایک جھوٹی اور من گھڑت حدیث کے ساتھ چمٹ گئے کہ رسولؐ نے فرمایا ہے نحن معاشر الانبیاء لا نورث کہ ہم انبیاءؑ کوئی وراثت نہیں چھوڑتے اور جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور اُسے ہمارے جانشین کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے جو اُسے غریب مسلمانوں میں تقسیم کرے پس اسی لحاظ سے فدک ہمارے قبضہ میں رہے گا اور ہماری زیر نگرانی اُس کا مال تقسیم ہوگا۔

حدیث پیغمبرؐ قرآن کے مخالف نہیں ہوتی

جناب زہراؑ نے اپنے روشن خطبہ میں اشارہ فرمایا کہ اولاً تو فدک میرے قبضہ میں تھا اور میری ملکیت تھا اور ہے دوسرا بالفرض محال یہ مال پیغمبرؐ بھی ہو تب بھی اُس کی وارث میں ہوں کیا تم اپنے باپ کی وراثت کے مالک ہو سکتے ہو اور میں اپنے باپ کی وراثت کی مالک نہیں ہو سکتی؟ اگر تم کہو کہ حدیث پیغمبرؐ اس طرح ہے تو میں کہوں گی کہ تم رسولؐ پر جھوٹ بول رہے ہو کیونکہ رسولؐ کا کوئی فرمان قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتا اور یہ جو تم کہہ رہے کہ ہم نبیوں کا کوئی ورثہ نہیں ہوتا تو پھر قرآن یہ کیوں کہتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وَوَارِثَ سُلَيْمٰنَ دَاوٗدَ ۲۷/۱۶ النمل

اور سلیمانؑ داؤدؑ کا وارث ہوا۔

اور دوسرے مقام پر جناب زکریاؑ کے قول کو قرآن میں نقل فرمایا کہ۔

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۱۹/۵،۶ مریم۔

اور یقیناً میں اپنے پیچھے اپنے وارثوں سے ڈرتا ہوں اور میری عورت بانجھ ہے پس مجھے اپنی درگاہ سے ایک وارث عطا کر جو میرا وارث ہو اور آل یعقوبؑ سے بھی ورثہ پائے اور اے میرے پروردگار اُسے پسندیدہ قرار دے۔

کیا اِس حدیث کو تیرے سوا کسی نے نہیں سُنا

فرمایا تو جو وراثت کی من گھڑت حدیث پیش کر رہا ہے کیا تیرے علاوہ کسی اور نے یہ حدیث نہیں سُنی اگر تو ایسے آدمی پیدا کر بھی لے تب بھی تو جھوٹا ثابت ہوگا اس لیے کہ یہ بات قرآن کے خلاف ہے اور میرا باپ قرآن کے خلاف کوئی بات نہیں کہہ گیا اور قرآن مجید میں جو قانونِ وراثت بتایا گیا ہے اُس میں اگر تو اپنے باپ کا وارث ہو سکتا ہے تو مجھے اِس قانون سے تو کیسے خارج کر سکتا ہے۔

دوسرا یہ کہ تیری بنائی گئی حدیث کا رسولؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اِسی کی تائید میں ابن ابی الحدید لکھتا ہے کہ اِس حدیث کو سوائے ابوبکر کے کسی نے رسولؐ سے نہیں سُنا اور نقل نہیں کیا۔ لہٰذا مناسب نہیں ہے کہ یہ بات صرف ابوبکر کو حضورؐ

Presented by Ziaraat.Com

نے بتائی ہو اور کسی سے نہ کہی ہو۔

حق کا اظہار ضروری ہے

اس کے ضمن میں یہ عرض بھی کرتا چلوں کہ جناب زہراؑ کو اگرچہ مال دنیا کی کوئی پرواہ نہ تھی اُن کے لیے ایسی جاگیروں کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے لیکن حق کا اظہار بھی واجب ہے تاکہ جہاں تک ہو سکے انسان ظالم کے ظلم سے محفوظ ہو جائے اور یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ حق دار تک اُس کا حق پہنچ جائے لہٰذا جناب زہراؑ اِس حق وراثت کو اس لیے غاصبوں سے واپس نہیں مانگ رہی تھیں کہ اُن کی ذات کو ضرورت تھی بلکہ اِس کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ یہ مال مستحقین میں تقسیم ہو ایسے لوگوں کے ہاتھ میں نہ چلا جائے کہ وہ اُس کو ذاتی خواہشات پر خرچ کریں جیسا کہ یہ ہوا اور جاگیر فدک مروان جیسے دشمن خدا و رسول کے ہاتھ میں چلی گئی اور اُس نے ناجائز اصراف کیا۔

احقاق حق سے ابطال باطل بھی ہو جاتا ہے

دوسرا احقاق و اظہار حق کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ باطل بھی اپنے اصل چہرے کے ساتھ سامنے آجاتا ہے اور لوگوں کو پتہ چلتا ہے کہ یہ کونسی مکار لومڑی یا گیدڑ تھا جو بھیڑ کے لباس میں آگیا اور نہج البلاغہ کے خطبہ میں شیعہ و سنی حضرات نے امیر المومنین حضرت علیؑ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ۔

Presented by Ziaraat.Com

كانت فی ایدینا فدك من كل ما اظلمته السماء فشحت علیها نفوس قوم وسخت عنها نفوس قوم آخرین ونعم الحكم الله ۔

اس خیمہ آسمان کے اوپر نیچے اور جن پر یہ سائبہ کرتے ہیں وہ سب جانتے ہیں اور انہوں نے دیکھا ہے کہ یہ فدک ہمارے ہاتھ میں تھا مگر ان لوگوں نے بخل کیا اور ہم سے چھین لیا پھر فرمایا خداوند عالم بہترین حاکم ہے انشاء اللہ بروز محشر عدل الٰہی سے ہم تک انصاف پہنچے گا۔

یوم ینادی المنادی الا لعنة الله علی القوم الظالمین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

۱۷ سترہویں مجلس

بتاریخ ـــــ شب شنبہ سات جمادی الثانی ! !

۷۵ ـــ ۳۰ ـــ ۱۰ ـــ ۳۴

احتجاج حضرت زہراؑ اور ابوبکر

جو کچھ تواریخ سے ہم نے استفادہ کیا ہے اُس کے مطابق جناب زہراؑ نے ابوبکر اور عمر پر اپنے احتجاج میں دو موقف اختیار کئے تھے۔

سب سے پہلے تو جناب زہراؑ نے دعویٰ کیا تھا کہ فدک میرے لیے وہ عطیہ ہے جو پیغمبر اسلامؐ نے مجھے عطا فرمایا تھا ـــ لہٰذا آپ نے حکم دیا کہ مسجد رسولؐ میں پردہ کا اہتمام کیا جائے چنانچہ آپ کے اردگرد بنی ہاشم کی خواتین نے گھیرا ڈالا ہوا تھا اور آپ نے مسجد میں آکر ایک روشن خطبہ بیان فرمایا جس کے بارے میں بزرگ علماء نے اپنی تشریحات میں لکھا ہے کہ آپ نے خدا کی حمد بیان کی اور دین اسلام کے احکامات بیان فرمائے اور دشمنان دین کی بے دینی کے بارے میں کچھ اظہار فرمایا جس کے بعد آپ نے اپنے قضیہ فدک کو بیان فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

متصرف سے دلیل نہیں مانگی جاتی !

جناب زہراؑ نے اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ میرے باپ محمد رسول اللہ نے یہ جاگیر فدک مجھے بخش دی تھی اور وہ میرے قبضہ میں تھی میرے کارندے وہاں موجود تھے تم نے میرے کارندوں کو وہاں سے بے دخل کیوں کیا ہے؟

ابوبکر کہنے لگا میں تم سے گواہ طلب کرتا ہوں لہٰذا دو گواہ پیش کرو جو آکر گواہی دیں کہ رسول اللہ نے یہ جاگیر فدک عطیہ یا ہدیہ کے طور پر آپ کو بخش دی تھی۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ابوبکر کا جناب زہراؑ سے گواہ طلب کرنا ضرورت دین اسلام کے خلاف ہے کیونکہ گواہ مدعی کے ذمہ ہوتا ہے اور یہ دعویٰ خود ابوبکر کر رہے ہیں کہ یہ جاگیر تمہاری نہیں ہے۔ جناب زہراؑ کا قبضہ تو اس پر ثابت ہے اُن کے کارندوں کا وہاں موجود ہونا ثابت ہے تین سال تک آپ کے ہاتھوں سے اُس کی آمدنی کا دینی کاموں میں اور دینداروں کی ضروریات پہ خرچ کرنا ثابت ہے۔

لہٰذا چاہیئے تو یہ تھا کہ اپنے دعویٰ میں ابوبکر خود گواہ پیش کرتا کیونکہ جناب زہراؑ کا قبضہ ملکیت کی دلیل ہے۔

لیکن اِس کے باوجود جناب زہراؑ نے اتمام حجت کے لیے گواہ پیش کئے۔

Presented by Ziaraat.Com

گواہانِ جناب زہراؑ برائے ملکیّت فدک

جناب سیّدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ملکیّت فدک کی گواہی کے لیے حضرت علی بن ابی طالب اور حسن و حسین علیہم السلام کو اور بی بی امّ ایمن اور ایک روایت کے مطابق اسماء کو دربار میں حاضر کیا جہاں حضرت علیؑ نے گواہی دی کہ جاگیر فدک رسول اللہ نے جناب زہراؑ کو بخش دی تھی، ام ایمن نے بھی یہی گواہی دیتے ہوئے کہا کہ یہ وہ فاطمہؑ جس کے لیے ہمارے رسولؐ نے فرمایا تھا کہ فاطمہؑ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ اور حسنؑ و حسینؑ نے بھی یہی گواہی دی اور مذکورہ روایت کے مطابق اسماء نے بھی گواہی دی۔

خلیفہ کے جرم سے گواہوں کو جھٹلا دیا

کیا خوب ہے کہ اپنے ہدف کو سامنے رکھتے ہوئے گواہوں کی گواہی کو جھٹلانے اور ردّ کرنے کے لیے ایک عجیب حیلہ تلاش کر کے پیش کیا گیا۔

عمر کہنے لگا علیؑ کی گواہی کا اس لیے کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ ان کو جاگیر فدک سے ذاتی فائدہ ہے (بعض لوگوں نے اِن حروف کو ابوبکر کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض روایات کے مطابق ایسے جسارت بھرے جملے علیؑ و بتولؑ کو خاموش کرانے کے لیے کہے گئے کہ بیان سے باہر ہیں) اور حسنین کی گواہی کو نابالغ کہہ کر ردّ کر دیا گیا اور امّ ایمن و اسماء کی گواہی کو ناقص قرار دے دیا گیا کہ دو عورتیں ایک مرد کے

Presented by Ziaraat.Com

برابر ہوتی ہیں۔

زہراؑ سے گواہ مانگنا خلاف قرآن تھا

حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کا جناب زہراؑ سے گواہ طلب کرنا خلاف قرآن تھا اوّل تو جناب زہراؑ کا قبضہ اور کارندوں کا موجود ہونا ملکیّت کو ثابت کرتا ہے علاوہ اس کے جناب زہراؑ کی بات کو جھٹلانا قرآن کو جھٹلانے کے مترادف تھا کیونکہ قرآن نص ہے آپ جھوٹ جیسی نجاستوں سے پاک اور پاکیزہ ہیں جیساکہ خود خداوند عالم فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ ۳۳/۳۳ الاحزاب

ماسوا اِس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہلبیتؑ نبوّت وہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور رکھے اور تمہیں ایسا پاک رکھے جیساکہ پاک رکھنے کا حق ہے۔

اِس آیت کے پیش نظر جن کو خداوند عالم نے پاک اور ہر قسم کے گناہ سے معصوم کیا ہو اُن پر جھوٹ جیسے جرم کا شک کرنا اور گواہ مانگنا سراسر قرآن کی مخالفت ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

خدا کی گواہی کو جھٹلایا گیا

عین اسی مطلب کو حضرت علیؑ نے ابوبکر پر دہراتے ہوئے فرمایا کہ دو آدمی "العیاذ باللہ" بالفرض محال یہ گواہی دے دیں کہ جناب زہراؑ نے فلاں گناہ کیا ہے تو کیا تو اُن گواہوں کی بات تسلیم کرلے گا؟ ابوبکر کہنے لگا یقیناً تسلیم کرلوں گا ــــ تو حضرت علیؑ نے فرمایا تو اُس وقت کافر ہو جائے گا حکم قرآن کے مطابق ــــ ابوبکر نے پوچھا وہ کیسے؟ ــــ حضرت علیؑ نے فرمایا وہ ایسے کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں آیۂ تطہیر میں جناب زہراؑ کو نہ صرف پاکدامن کہا ہے بلکہ خود گواہی بھی دے رہا ہے کہ جناب زہراؑ پاک دامن ہیں اب اگر تو خدا کی گواہی کو جھٹلا کر دو عام آدمیوں کو قبول کرے گا تو کافر نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا (فبهت الذی کفر)

روایت میں ہے کہ جتنے بھی مہاجر و انصار مسجد میں موجود تھے سب رو رہے تھے۔

قتل علیؑ کے لیے سازش

حضرت ابوبکرؓ نے گھر آکر عمرؓ سے کہا تو نے دیکھا کہ علیؑ نے مسجد میں ہم کو کیسے ذلیل و رسوا کیا ہے؟ عمرؓ نے کہا علیؑ کو قتل کر دینا چاہیئے تاکہ اس کے ہاتھوں سے ہم نجات پا جائیں ابوبکرؓ نے کہا علیؑ کو قتل کرے کون؟ عمرؓ نے کہا خالد بن ولید سے بہتر شخص اس کام کے لیے ہمارے پاس نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوبکر نے خالد کو حاضر کر کے کہا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں کل صبح کی نماز میں جب میں سلام نماز دوں تو تم علیؑ کو قتل کر دینا۔

اسماء زوجہ ابوبکرؓ کا پیغام علیؑ کے نام

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ابوبکرؓ کی بیوی اور محمد بن ابوبکر کی ماں تھیں وہ علی بن ابی طالب کے شیعوں اور محبوں سے تعلق رکھتی تھیں اور خاندانی طور پر اپنے بزرگوں کی طرف سے محبان اہلبیتؑ سے تھیں۔ اُس نے اپنے غلام کے ذریعے حضرت علیؑ تک پیغام پہنچایا۔

اپنے غلام جس کا نام "برمز" تھا سے کہا کہ تم حضرت علیؑ کی خدمت میں جا کر کہو کہ اسماء نے مجھے قرآن میں یہ آیت یاد کرائی ہے۔ کہ

إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ۲۸/۲۰ القصص۔

یقیناً سردار تیرے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کر ڈالیں پس تو نکل جا یقیناً میں تیرے خیر خواہوں میں سے ہوں۔

حضرت علیؑ نے اُس غلام کو جواب دیا کہ اسماء سے جا کر کہو کہ ان میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ مجھے نقصان پہنچا سکیں یعنی قتل کر سکیں کیونکہ رسولؐ کا فرمان ہے اے علیؑ جب تک تو ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے جنگ نہیں کرے گا تجھے کوئی نہیں مار سکے گا۔

ناکثین سے مراد طلحہ و زبیر اور اُن کے وہ ساتھی ہیں جنہوں نے عائشہ کی

Presented by Ziaraat.Com

حمایت میں علیؑ سے جنگ جمل لڑی قتل ہوئے اور شکست کھا گئے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں حضرت علیؑ کی بیعت کا عہد توڑ دیا تھا۔

قاسطین ـــــ سے مراد معاویہ اور اُس کا وہ ظالم لشکر ہے جنہوں ہر وقت ظلم کا بازار گرم رکھا اور حق کی اطاعت قبول نہ کی۔

مارقین ـــــ وہ خارجی ہیں جو دین سے اِس طرح خالی نکل گئے جس طرح تیر کمان سے خالی نکل جاتا ہے مذکورہ روایت اسماء میں حضرت علیؑ نے اِسی حدیث رسولؐ کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے جب تک اِن تین گروہوں سے تیری جنگ نہ ہو جائے گی اُس وقت کوئی بھی تجھے قتل نہ کر سکے گا۔

کشف سازش قتل علیؑ ایک تاریخی رسوائی ہے

دوسرے دِن صبح خالد بن ولید اپنی تلوار کو لے کر اُٹھا اور مسجد میں آکر حضرت علیؑ کے ساتھ بیٹھ گیا یہاں تک کہ تشہد تک نماز پڑھی گئی لیکن حالت تشہد میں آکر ابوبکر کی توجہ اس امر کی طرف ہوئی کہ علیؑ کو قتل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے اور ابھی مسجد میں بلوہ عام ہو جائے گا۔

حضرت ابوبکرؓ نے تشہد کو اسقدر طول دیا کہ سورج طلوع ہونے کے قریب ہو گیا بس حالت تشہد ہی میں ایک مرتبہ ابوبکرؓ نے کہا لا یفعلن خالد ما امرتہ۔ یعنی یقیناً اے خالد تجھے وہ کام سرانجام نہیں دینا چاہیئے جس کا میں نے تجھے حکم دیا تھا اس جملہ کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہہ کر نماز مکمل کر دی ـــــ اسی وجہ سے حنفی مذہب میں حالت تشہد میں سلام نماز سے پہلے کوئی بھی کلام کرنا جائز سمجھا

Presented by Ziaraat.Com

جاتا ہے جس کی دلیل ابوبکرؓ کا مذکورہ جملہ ہے جو سلام سے پہلے تھا۔

جب نماز اختتام کو پہنچی تو حضرت علیؑ نے خالد بن ولید کی طرف منہ کر کے فرمایا اس نے یعنی ابوبکرؓ نے تجھے کون سا حکم دیا تھا؟ خالد نے بڑی بے حیائی اور پوری بے شرمی کے ساتھ بلا خوف و خطر جواب دیا کہ ابوبکرؓ نے مجھے تیرے قتل کا حکم دیا تھا ــــ حضرت علیؑ نے فرمایا تجھ میں اتنی جرأت ہے کہ تو مجھے قتل کرے؟ خالد نے کہا ہاں۔

خالد، علیؑ کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا

حضرت علیؑ نے جب اُس کا مذکورہ جواب سُنا تو فوراً اپنی ہاتھ کی دو انگلیوں کو خالد کی ناک کے سوراخوں میں ڈالا اور بلند کر کے زمین پر پھینک دیا اس بدبخت کے علیؑ کے ہاتھوں میں آنے کے بعد خراٹے نکلنے لگے اور کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ علیؑ سے خالد کی سفارش کر سکے۔

حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ کی طرف منہ کر کے کہا کہ یہ سب نحوست تیرے مشورے سے ظاہر ہوئی ہے اب جاؤ عباس ابن عبدالمطلب کے پاس تاکہ وہ آ کر خالد کو علیؑ کے پنجے سے نجات دلائیں بس جب جناب عباس کو لایا گیا جو حضرت علیؑ کے چچا تھے تو آپ نے اُن کے احترام کی رعایت کرتے ہوئے اُن کی سفارش پر خالد کو چھوڑ دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

کیا ابوبکرؓ کے پاس اس جرم کا کوئی عذر ہے؟

ابن ابی الحدید لکھتا ہے کہ میں نے سُنّی علماء سے سوال کیا کہ ابوبکرؓ نے ایسا کام کیوں کیا؟ ایک نے جواب دیا کہ اُن کی نیّت تو بُری تھی مگر بعد میں پشیمان ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف کر دیا۔

دوسرے نے کہا چونکہ وہ ایک مملکت کے بادشاہ تھے لہٰذا اُن کا کوئی فعل مصلحت سے خالی نہ تھا اور جو کچھ وہ کریں کہہ سکتے ہیں اگرچہ اُس کام میں کوئی فساد ہی کیوں نہ ہوا اور یہ بھی ایک فساد ہی تھا جو قتل علیؑ کا حکم دیا گیا۔

پس اِن اقوال کے پیش نظر تو یہ دینداری نہیں بادشاہی اور دھوکے بازی ہے۔

علیؑ کی گواہی کو ردّ کرنا ذلیل ترین مصیبت ہے

علیؑ کی گواہی کو ردّ کرنا یقیناً بہت بڑی رُسوائی ہے کیونکہ آیہ مباہلہ کے تحت انفسنا علیؑ نفس قرآن کے مطابق نفس رسول خدا ہیں لہٰذا علیؑ کی گواہی کو ردّ کرنا رسول خدا کی گواہی کو ردّ کرنے کے برابر ہے اور پھر یہ وہی علیؑ ہیں جن کے بارے رسول خدا نے فرمایا۔

علی مع الحق والحق مع علی یدور حیث ما دار۔

کہ علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے جدھر جدھر علیؑ ہوں گے

Presented by Ziaraat.Com

حق اُن کے ساتھ اور علیؑ حق کے ساتھ ہوں گے۔

اگرچہ بہت سے دلائل ہیں مگر یہ بہت بڑی حقیقت ہے جو ہم نے پیش کر دی ہے جو صاحبان عقل و شعور کے لیے کافی ہے۔

یحییٰؑ اور عیسیٰؑ بچپن میں پیغمبر تھے

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی گواہی کو اس لیے ردّ کر دیا گیا کہ وہ نابالغ بچے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ نبی و امام پر اس قسم کے اعتراض کی کوئی وقعت نہیں ہے کیونکہ یہ جس طرح جوانی میں امام اور نبی ہوتے ہیں اسی طرح بچپن میں بھی معصوم اور صادق نبی اور امام ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ ؕ وَ اٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا۔ ۱۹/۱۲ مریم

اے یحییٰؑ کتاب کو مضبوطی سے پکڑ رکھ، اور ہم نے اسے بچپن میں ہی قوتِ فیصلہ عطا کی۔

روایت میں ہے کہ جناب یحییٰؑ چار سال کے تھے جب خداوند عالم نے اُن کو برگزیدہ فرمایا۔ اور جناب عیسیٰؑ نے گہوارے میں کہا۔

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ۟ قٰۤلَ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۱۹/۳۰ مریم

یقیناً میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔

اس طرح امرِ خدا کے بغیر زبان کو حرکت نہ دینے والے نبیؐ نے حسن و حسینؑ

Presented by Ziaraat.Com

علیہما السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔

الحسن والحسین امامان قاما او قعدا

حسنؑ و حسینؑ دونوں امام ہیں چاہے باطل کے مقابلہ میں کسی میدان میں ڈٹ کر کھڑے ہوں یا گھر میں بیٹھے ہوں۔

اور یہ بھی فرمایا کہ۔

الحسن والحسن سید شباب اهل الجنة۔

حسنؑ اور حسینؑ دونوں جوانان جنّت کے سردار ہیں۔

اور پھر یہ بھی حضورؐ ہی کا فرمان ہے کہ۔

انی تارك فیكم الثقلین كتاب الله وعترتی اهلبیتی۔

یقیناً میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب قرآن مجید اور دوسری اپنی عترت اہلبیت۔

اور یہ ایک قطعی حقیقت ہے کہ حسنؑ و حسینؑ اِس عترت کا جزء ہیں۔

اِس حقیقت کے پیش نظر یہ چھوٹے بڑے سب برابر ہیں اور اِن کی گواہی کو رد کرنا قرآن کی آیات اور نبیؐ کی قطعی سُنّت کو رد کرنے کے برابر ہے۔

علیؑ صدیق اور حسنینؑ صالحین ہیں

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ

Presented by Ziaraat.Com

رَفِيقًا ۔ ۴/۶۹ النساء

اور جو اللہ تعالیٰ اور رسولؐ کی اطاعت کرے گا تو وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے کہ بعض نبیّوں میں سے ہیں، اور بعض صدّیقوں میں سے، اور بعض شہیدوں میں سے، اور بعض صالحین میں سے، اور وہی لوگ رفاقت کے لیے سب سے اچھے ہیں۔

اسی آیت کی تفسیر کے ضمن میں حضورؐ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔

اَمَّا النَّبِيُّوْنَ فَاَنَا ۔ نبیّوں سے مراد تو میں محمدؐ ہوں۔

وَ اَمَّا الصِّدِّيْقُوْنَ فَاَخِيْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍؑ

اور صدّیقین سے مراد میرے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔

صدّیق اکبر بھی علیؑ کے القاب سے ہے جو ابوبکر کے لیے ایسے ہی استعمال کیا گیا ہے جس طرح حضرت علیؑ کے مخصوص لقب امیرالمومنین کو اغیار کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جب کہ اس کا غیر علیؑ کے لیے استعمال حرام ہے مگر لوگوں نے یہ لقب چُرا لیا ہے۔ اور شہداء سے مراد جناب حمزہ ہیں جو سیّد الشہداء ہیں۔

واما الصالحون فابنتی فاطمہ والحسن والحسین

اور صالحون سے مراد میری بیٹی فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ ہیں۔

اِس روایت کو ابن بابویہ نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے اور کتاب "غایۃ المرام" میں ابن عباس کے طریق سے اِس طرح نقل کیا ہے کہ نبیّوں سے مراد محمدؐ ہیں اور صدیقین سے مراد علیؑ ہیں کیونکہ علیؑ ہی وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے تصدیق رسالت کی اور شہداء سے مراد علیؑ و حمزہ اور جعفر اور حسن و حسینؑ

Presented by Ziaraat.Com

کیوں بتا گئے (معلوم ہوتا ہے بات تھی نہیں بنائی گئی)

یک بام و دو ہوارا

علاوہ اِس کے کہ ہمارا موضوع اس وقت فدک حق زہراؑ ہے ہم اِن کی من گھڑت روایت کے پیش نظر جو انہی کی زبان سے ادا ہوئی کہ رسولؐ کا فرمان ہے ہم وراثت نہیں چھوڑتے اگر اُن کی کوئی وراثت نہیں ہوتی تو ابوبکرؓ کی بیٹی عائشہ اور عمرؓ کی بیٹی حفصہ نبی کے حجروں کو کس کھاتے میں استعمال کرتی رہیں کیا وہ وراثت نہ تھی لو اب اپنے ہی دام میں صیاد آگیا ایک ملک میں دو متضاد قانون کیسے ؟

یہاں پہنچ کر کسی صاحب عقل و شعور انسان پر یہ بات مخفی نہیں رہ جاتی کہ شیخین فقط اور فقط علیؑ و بتولؑ سے کھلم کھلا دشمنی کر رہے تھے اور ہٹ دھرمی کر رہے تھے اور ذاتی طور پر خود مضبوط اور اہلبیت رسولؐ کو کمزور کرنا چاہتے تھے اور دین کے تمام احکامات کو مسخ کرنا چاہتے تھے۔

فضال بن حسن بن فضال اور مجلس ابوحنیفہ

کتاب "انوار نعمانیہ" میں ہے کہ ایک دِن فضال بن حسن بن فضال کوفی جو علم حدیث کے بزرگ علماء و فضلا سے تعلق رکھتا ہے اپنے ایک دوست کے ساتھ مجلس ابوحنیفہ میں آیا اور اپنے دوست سے کہنے لگا کہ میں یہاں سے اُس وقت تک نہیں جاؤں گا جناب تک میں اِسے شرمندہ نہ کرلوں

Presented by Ziaraat.Com

دونوں آئے اور ابوحنیفہ کے سامنے بیٹھ گئے۔

فضال—

کہنے لگا اے ابوحنیفہ میرے اور میرے اِس دوست کے درمیان ایک تنازع ہے جس کی آپ اصلاح فرمادیں تاکہ ہم آپس میں الجھتے نہ رہیں۔

ابوحنیفہ—

پوچھنے لگا تم دونوں کا اختلاف کس چیز میں ہے؟

فضال—

میں کہتا ہوں کہ رسول خدا کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابوبکر ہے اور اُس کے بعد عمر ہے لیکن میرا یہ دوست کہتا ہے کہ اِن سب سے افضل رسولؐ کے بعد علیؑ ہیں اب آپ کیا فرماتے ہیں۔

قبر شیخین در خانہ پیغمبرؐ

ابوحنیفہ—

کچھ سوچ وبچار کے بعد کہنے لگا کہ ابوبکر اور عمر کی فضیلت کے لیے یہ کافی ہے کہ اُن کی قبر رسولؐ کے پہلو میں ہے۔

فضال—

کہنے لگا یہ جواب میں نے اپنے ساتھی کو دیا ہے مگر یہ کہتا ہے کہ وہ دونوں ابوبکر اور عمر کس شرعی جواز کے تحت حجرہ رسول میں دفن ہوئے ہیں یہ مکان تو حضورؐ کی ملکیت تھا اور یہ دونوں تو بلا اجازت وہاں دفن ہو گئے جو شریعت رسولؐ میں

Presented by Ziaraat.Com

جائز نہیں ہے انہوں نے تو رسولؐ پر ظلم کیا ہے اور اگر وہ حجرہ ان دونوں کی ملکیت تھا جب کہ ایسا قطعاً نہیں ہے ــــ اور انہوں نے رسولؐ کو بخش دیا تھا تو پھر ہبہ شدہ چیز کی طرف رجوع کرنا بھی غلط ہے ــــ یہ دفن ہونا تو ظلم ہے آپ اُسے شان صحابہ کہہ رہے ہیں کوئی معقول جواب دیں تاکہ میرا ساتھی مطمئن ہو جائے۔

ہر بیوی آٹھویں سے مجموعی طور پر نواں حصّے لے سکتی ہے

ابو حنیفہ ــــ

کچھ سوچ کر کہنے لگا میں اس لحاظ سے اُن کے دفن کو اُن کی شان نہیں کہہ رہا کہ وہ ملکیّت رسولؐ میں دفن ہو گئے یا اپنی ملکیّت میں دفن ہو گئے بلکہ میں تو اِس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ وہ حجرہ عائشہ اور حفصہ کو رسول کی طرف سے وراثت میں ملا تھا اور اُن کو اختیار و حق ہے کہ اپنے اپنے باپ کو اُس حجرہ میں دفن کر لیں۔

فضال ــــ

کہنے لگا میں نے یہ بات بھی اپنے ساتھی دوست کو بتائی ہے مگر یہ کہتا ہے کہ یہ بات کچھ بنتی نہیں ہے لہٰذا درست نہیں ہے کیونکہ جس وقت حضورؐ دنیا سے رخصت ہوئے اُن کی نو بیویاں تھیں اور اُن سب کا مجموعی طور پر حجرہ رسول سے آٹھواں حصّہ بنتا تھا اور اُس آٹھویں کے نو حصے کئے جائیں تو ایک بالشت

Presented by Ziaraat.Com

ایک بیوی کا حصّہ بنتا ہے تو پھر ابوبکر و عمر کی بیٹیوں نے اِس زیادہ جگہ کو قبروں کے لیے کس قانون کے تحت استعمال کر لیا۔

کیا جناب فاطمہؑ کا کوئی حق وراثت نہیں تھا

دوسری بات یہ ہے کہ جناب فاطمہؑ کے لیے حق وراثت کو ابوبکر نے یہ کہہ کر ختم کر دیا تھا کہ نبی اپنی وراثت نہیں چھوڑتے جب اُن کی وراثت نہیں ہوتی تو عائشہ و حفصہ کے پاس یہ وراثت کہاں سے آ گئی۔؟

ابو حنیفہ ــــــ

کہنے لگا اے میری قوم اِس (فضال) کو مجھ سے دور کر دو یہ رافضی ہے اور خبیث ہے۔

ابن عباس کی گفتگو عائشہ کے ساتھ

جس روز بنی ہاشم نے چاہا تھا کہ جنازہ حسنؑ مجتبیٰ کو اُن کے نانا رسولؐ کے پاس دفن کر دیا جائے تو حضرت عائشہ تمام مروانیوں کو ساتھ لے کر آئیں اور کہا کہ میں اِس بات کو پسند نہیں کرتی کہ حسنؑ کو اِس میرے حجرہ میں دفن کیا جائے۔

اس وقت ابن عباس نے عائشہ سے کہا کہ تیرا اس حجرہ کے آٹھویں حصّہ میں پھر نواں حصّہ جو ایک بالشت سے زیادہ نہیں بنتا ملکیّت ہے تو تمام حجرہ پر اپنا دعوے ملکیّت کیسے کر رہی ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

اور یہ ایک اچھی بات کہی گئی کہ ایک دِن تو اونٹ پر سوار ہو کر علیؑ سے جنگ کرنے گئی تھی اور آج تو خچر پر سوار ہو کر جنازہ حسنؑ کو روک رہی ہے اور اتنا بڑا دعویٰ کر رہی ہے اگر تو کچھ دِن اور زندہ رہ کر ہاتھی پر سوار ہو جائے گی تو نہ جانے کیا کر دے گی۔

تجعلتِ تبغلتِ وان عشتِ تفیلتِ

لك تسعر من الثمن وفی الکل تصرّفتِ

الا لعنة اللہ علی القوم الظالمین۔

Presented by Ziaraat.Com

اٹھارہویں مجلس

بتاریخ ___ شب یکشنبہ (اتوار) ۸ جمادی الثانی

۸ / ___ ۱ ___ ۱۱ ___ ۳۴

حدیث تمام ترکہ کی بات کیوں نہیں کرتی

آج ہم پھر حضرت ابوبکرؓ کی خودساختہ حدیث (نحن معاشر الانبیآء لانورث...) کی طرف توجہ دِلا کر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ رسولؐ کی طرف ایک جھوٹ کو منسوب کیا گیا جس میں ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا کہ ہم نبی کوئی چیز وراثت میں نہیں چھوڑتے ہیں اور جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے جس کو فقراء میں تقسیم ہونا چاہیئے نتیجہ یہ کہ اُس کے تمام امور مسلمانوں کے خلیفہ کے ہاتھ میں ہونے چاہیں۔

اِس پر دوسرا اشکال جو وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ رسولؐ کی چھوڑی ہوئی چیزوں میں صرف فدک ہی نہیں تھا بلکہ اور بھی بہت کچھ تھا یہ بات ہم ایسی صورت میں کہہ رہے کہ اگر باالفرض محال یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ رسول خدا نے فدک جناب زہراؑ کو نہیں بخشا تھا اور وہ جناب زہراؑ کی ذاتی ملکیت نہ تھی بلکہ رسولؐ کی چھوڑی ہوئی ایک وراثت تھی تو پھر اِسی صرف اِسی وراثت کو کیوں غصب کیا گیا باقی چیزوں کو کیوں نہ لیا گیا۔

ترکہ مزاحمتی برایشان نداشت

دوسری چھوڑی اشیاء میں رسولؐ کی سواری کا گھوڑا تھا بلکہ کچھ دوسری روایات کے

Presented by Ziaraat.Com

مطابق بہت سی سواریاں تھی، عصا اور اسلحہ تھا، زرّہ اور عمامہ تھا، کلاہ تھا۔ اِن چیزوں کو لینے کے لئے کیا رکاوٹ تھی جو اِس ترکہ پیغمبرؐ کو نہ لیا گیا۔ اِس سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وراثت کی ایک حدیث گھڑ کر صرف جناب زہراؑ سے دشمنی مقصود تھی اِس موضوع کی تشریح میں کہ پیغمبرؐ وراثت نہیں چھوڑتے کل رات حضرت علیؑ کی وکالت کو عرض کیا گیا آج رات پھر اِسی سلسلہ کی ایک حقیقت پیش کی جاتی ہے۔

وراثت رسولؐ میں علیؑ وعباسؓ کا جھگڑا

جناب زہراؑ کی وفات کے بعد رسولؐ کے چچا جناب عباسؓ نے حضرت علیؑ پر دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ میں رسولؐ کا چچا ہوں۔ لہٰذا رسولؐ کی سواری اور عصا اور پیراہن کو میرے حوالے کیا جائے۔

حضرت علیؑ

یہ ترکہ رسولؐ اُن کی بیٹی بتولؑ کا حق تھا اور اُن کے بعد اُن کی اولاد کا اور میرا حق ہے۔

جناب عباسؓ

بہتر ہے کہ اِس معاملہ کو ابوبکرؓ کے سامنے پیش کیا جائے اور اُن سے وراثت کے بارے میں فیصلہ کرایا جائے۔

لہٰذا دونوں ابوبکرؓ کے پاس آئے اور فیصلہ مانگا تو۔

ابوبکرؓ

ابوبکرؓ اور عمرؓ نے بھی فیصلہ یہ کیا کہ یہ مال علیؑ اور اُن کے بیٹوں کا حق ہے کیونکہ جناب زہراؑ کو یہ مال باپ کی طرف سے وراثت میں ملا تھا اور اُن کے بعد یہ مال اُن کی اولاد

Presented by Ziaraat.Com

اور علیؑ کا حق بنتا ہے۔

سچ ہے دروغگو حافظہ ندارد جھوٹے آدمی کا حافظہ بہت کمزور ہوتا ہے۔ دونوں حضرات کو فیصلہ کرتے وقت اتنا بھی یاد نہ رہا کہ کل تو ہم نے جاگیر فدک کے لیے وراثت کی یہ بات کی تھی اور آج اُس کے خلاف کر رہے ہیں۔

ہشام اور حسنیہ دو راستوں پر

چنانچہ ہشام بن حکم اور حسنیہ دونوں حضرات امام جعفر صادق علیہ السّلام کے مکتب سے پڑھے ہوئے شاگرد ہیں اِن کے بارے میں مرحوم مجلسی نے لکھا ہے کہ دونوں کا ہارون رشید کے دربار میں مناظرہ ہوگیا۔ جس وقت یہ پوچھا گیا کہ عباسؓ اور علیؑ نے وراثت میں جو جھگڑا کیا تھا اُن دونوں میں سچا اور حق پر کون تھا؟

حسنیہ نے سوچا اگر علیؑ کو نعوذ باللہ جھوٹا کہتی ہوں تو اپنے مذہب وعقیدہ کے خلاف بات جاتی ہے اور رسولؐ کا فرمان ہے۔

علیؑ مع الحق والحق مع علیؑ

کہ حق علیؑ کے ساتھ اور علیؑ حق کے ساتھ ہے۔

اور اگر عباس کے دعویٰ کو باطل کہتی ہوں تو وہ اِس حاکم ہارون رشید کی جدّ ہے اور بنی عباس کی حکومت اسلامی تبلیغات اور رسولؐ کے ساتھ قرابت داری کی وجہ سے قائم ہے اور اپنے آپ کو حقیقی وارث سمجھتے ہیں یہ تو عباس کے خلاف بات سُن کر مجھے قتل کر دیں گے۔

اِسی حالت میں تھیں کہ خداوند عالم نے الہام کے ذریعے اِس کی مدد کی اور اُس نے کہا۔

Presented by Ziaraat.Com

دعویٰ کی بنیاد اور خلافت کا ابطال

عباس و علیؑ کا جھگڑا بالکل اُسی طرح ہے جس طرح قرآن مجید سورہ صٓ میں دو فرشتوں کی حکایت موجود ہے جو جناب داؤد پیغمبرؑ کے امتحان کے لیے دعویٰ پیش کرنے آئے تھے جب کہ دونوں حق پر تھے اِسی بنیاد پر یہ بھی ممکن ہے کہ عباسؓ اور علیؑ دونوں حق پر تھے اور یہ جھگڑا صرف اُنہوں نے مسلمانوں کے بنائے ہوئے خلیفہ کی اصلاح کے لیے پیش کیا تھا تا کہ اُس کی رُسوائی اور خطا ظاہر ہو جائے جو اُس نے حق زہراؑ غصب کر کے اور رسولؐ پر جھوٹ بول کر کی ہے۔

عکس العمل در مسلمین و ناسزا ھای ابوبکر

بہر حال جب جناب زہراؑ ناراض ہو کر روتی ہوئیں مسجد سے چلی گئیں تو مسلمانوں کے درمیان ایک عجیب عکس العمل ظاہر ہوا۔ ابوبکرؓ منبر پر بیٹھ کر جناب زہراؑ اور امیر المومنین حضرت علیؑ کی شان میں گستاخیاں کرنے لگے اور بہت بُرے اور نازیبا الفاظ بولنے لگے اور کہنے لگے اے بیٹا یہ بادشاہی ہے ملک عقیم ہے اپنے بیگانے کو نہیں پہنچانتی اور چھوٹے بڑے کا یہاں کوئی مقام نہیں ہے۔ ریاحین الشریعہ جلد دوم کے (صفحہ ۲۹) پر ابوبکرؓ کے وہ نازیبا الفاظ منقول ہیں اور اِسی طرح ابن ابی الحدید کی گفتگو اور اُن کے اُستاد کا جواب بھی موجود ہے۔

یہ حقیقی خلافت ہے یا بادشاہی؟

ابن ابی الحدید معتزلی کہتا ہے میں نے اپنے اُستاد سے پوچھا کہ ابوبکرؓ نے اِتنے سخت جملے کیوں کہے؟ اور اُنھوں نے اس طرح بُرے الفاظ سے علیؑ و بتولؑ کی توہین کیوں کی؟ میرے اُستاد نے جواب دیا کہ بادشاہ کے لیے جائز ہے کہ اپنی حکومت کے لیے

Presented by Ziaraat.Com

بعض اوقات ایسی گفتگو کرے۔

پس مطلب یہ ہوا کہ یہ سلطنت اور بادشاہی تھی رسولؐ کی حقیقی جانشینی اور اُن کے مقام کی روحانیت تو نہ تھی۔

جناب زہراؑ کی زخمی دِل سے نکلی گفتگو

جناب زہراؑ نے اپنے باپ پیغمبر اسلامؐ کی قبر پر آ کر اس قدر گریہ کیا یعنی اتنا روئیں کہ قبر کی مٹی تر ہوگئی۔ پھر آپ اپنے گھر میں تشریف لائیں۔ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ آپ کا انتظار فرما رہے تھے جب علیؑ کو دیکھا تو اس طرح عرض کی آپ اتنے بڑے شجاع ہیں اور گھر میں بیٹھے ہیں اور خاموشی اختیار کی ہوئی ہے جبکہ اُدھر ابوقحانہ کے بیٹے نے میرا حق جاگیر فدک اور عوالی کو میرے قبضہ سے چھین کر خود قبضہ جما لیا ہے اور آپ کی خلافت کا حق بھی غصب کر لیا ہے اور ابوبکرؓ نے میرے ساتھ دشمنی کرتے ہوئے نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں کسی مسلمان نے میری مدد نہیں کی اور آپ بھی خاموش ہیں۔

کاش میں یہ دن نہ دیکھتی کہ میرے بابا کے اُمتی مجھے جھوٹا کہہ رہے ہیں میرا حق چھین رہے ہیں میرے لئے بُرے الفاظ استعمال کر رہے ہیں میں اِس کے سوا اور کیا کر سکتی ہوں کہ اپنے بابا کے پاس جا کر شکایت کروں اور اُنہی سے نصرت وانصاف طلب کروں۔

حضرت علیؑ کا جواب اور جناب زہراؑ کی خاموشی

امیر المومنین حضرت علیؑ نے جواب میں کہا اے رسولؐ اسلام کی بیٹی تو اچھی طرح جانتی ہے کہ میں نے دین کے کاموں میں کبھی سُستی نہیں کی اور جو کچھ میری شرعی ذمہ داری ہے اُس سے غفلت نہیں برتی۔ اِس وقت آپ بھی صبر کریں خداوند عالم آپ کے رزق کا ضامن ہے جو کچھ آپ کا مقدر ہے وہ اس سے آپ کو بہتر ملے گا جو آپ سے غصب کر لیا گیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب فاطمہؑ یہ عرض کر کے خاموش ہو گئیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اس امر میں ہماری کفایت کرے گا۔

دردِ دِل با اعتراض دوتا است

سوال

اگر کوئی یہ اعتراض یا سوال کرے کہ جناب فاطمہؑ معصومہ تھیں عالمہ تھیں اور حضرت علیؑ کے لیے اچھی طرح جانتی تھیں کہ اُن کی خاموشی اللہ و رسولؐ کے مطابق ہے تو پھر حضرت علیؑ پر خاموشی اختیار کرنے گھر میں بیٹھے رہنے کا اعتراض اُنھوں نے کیوں کیا؟

جواب

جناب زہراؑ نے گھر آ کر حضرت علیؑ کے سامنے جو کلمات بیان فرمائے اُن میں حضرت علیؑ پر اعتراض و عقاب نہیں تھا بلکہ اُن کا مقصد اپنے اوپر ہونے والے مظالم کا بیان کرنا تھا اور دردِ دِل کو ظاہر کرنا تھا کیونکہ جس شخص پر ظلم کیا جاتا ہے وہ اپنی مظلومیت کو اپنے خاندان کے بزرگ کے سامنے بیان کرتا ہے۔

اب آپ خود انصاف فرمائیں کہ جناب زہراؑ حضرت علیؑ کے علاوہ اور کس کے پاس جا کر دنیا پرست مسلمانوں کے ہاتھوں سے پہنچنے والے مظالم کو بیان کرتیں۔

ہارونؑ کے ساتھ موسیٰؑ کے سخت کلمات

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؑ کے سامنے جناب فاطمہؑ کا جوش و خروش اس وجہ سے تھا کہ غاصبین کے گناہ کبیرہ کو ظاہر کرنا چاہتی تھیں تا کہ دوسروں کو باطل کے مظالم سے حق کی پہچان کرائی جا سکے جیسا کہ جناب موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارون کے ساتھ کوہ طور سے واپسی

Presented by Ziaraat.Com

کے بعد کیا۔ جب جناب موسیٰؑ نے دیکھا کہ بنی اسرائیل بچھڑا پرست ہو چکے ہیں تو سخت غصے میں آکر (وَاَلْقَی الْاَلْوَاحَ) الواح تورات کو ڈال دیا۔

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗ اِلَیْهِ. (۷/۱۵۰ الاعراف)

اور اپنے بھائی ہارون کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور بنی اسرائیل کے سامنے اُن کو فرمایا کہ جس وقت تو نے دیکھا کہ بنی اسرائیل بچھڑا پرستی شروع کر رہے ہیں تو تو نے اُن کو غضبناک ہو کر روکا کیوں نہیں؟

قرآن کہتا ہے کہ جناب ہارون نے جواب دیا اے بھائی اب تم مجھ پر غصہ نہ کرو میرا کوئی جرم نہیں ہے جو کچھ میرے بس میں تھا میں نے اُن لوگوں کو نصیحت کی مگر اُنھوں نے میری کسی بات کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اُنھوں نے مجھے اتنا کمزور اور بے کس جان لیا تھا کہ قریب تھا وہ مجھے قتل کر دیتے۔

اور میں اس خوف کی وجہ سے خاموش ہو گیا کہ اگر میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کروں گا تو یہ لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے جیسا کہ قرآن کہتا ہے۔

قَالَ یَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ. (۲۰/۹۴ طٰہٰ)

ہارون نے کہا اے میری ماں جائے تم نہ میری داڑھی پکڑو اور نہ میرا سر یقیناً میں ڈرتا رہا کہ کہیں تم یہ نہ کہہ دو کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان تفرقہ ڈال دیا ہے اور تو نے میری بات پر نگاہ نہ رکھی۔

بنی اسرائیل کا بہت بڑا گناہ

المختصر جناب موسیٰؑ اچھی طرح ہارونؑ کی خاموشی کی وجہ جانتے تھے مگر اِس قدر

Presented by Ziaraat.Com

عتاب اور اعتراض کے اظہار کا مقصد یہ تھا کہ بنی اسرائیل کو علم ہو جائے کہ وہ ایک بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہو گئے ہیں اور وہ پشیمان ہو کر اس گناہ سے باز آ جائیں۔ اور یہ بات بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ جناب زہراؑ کی عصمت کے ثابت ہو جانے کے بعد یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کلمات میں کچھ مصلحتیں تھیں جن کی تفصیل سے بحر حال ہم واقف نہیں ہیں۔

تو پھر یہ علیؑ پر اعتراض نہ تھا

ان حقیقتوں کی بنیاد پر یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ جناب زہراؑ کے کلمات کا مقصد علیؑ پر اعتراض نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کے ایک بہت بڑے گناہ کو ظاہر کرنا مقصود تھا جو جناب زہراؑ کے زخمی دل کی آواز تھے اور ایسے عالم میں خاندان کے بزرگ کے سامنے ظالموں کے ظلم کو بیان کیا جاتا ہے۔

روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ نے جناب زہراؑ کو صبر کی تلقین فرماتے ہوئے کہا کہ اگر آپ یہ چاہتی ہیں کہ آپ باپ کا نام دنیا میں باقی رہے تو خاموشی بہتر ہے کیونکہ اگر میں نے تلوار اُٹھالی تو اسلام کا نام و نشان مٹ جائے گا۔

نکتہ جالب از ابن ابی الحدید

ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں تیسری جلد مطبوعہ مصر کے (صفحہ ۳۵۱) پر کہتا ہے کہ زینب کے شوہر ابو العاص بن ربیع کو جنگ بدر میں مسلمانوں نے قیدی بنا لیا اور جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے لئے فدیہ بھیجا تو زینب نے بھی اپنے شوہر کا فدیہ بھیجا جب وہ حضورؐ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اُس مال کے درمیان ایک گلوبند دیکھا جو زینب کی ماں خدیجہ نے اُس کے گلے میں شب زفاف کو ڈالا تھا۔

رسول اکرمؐ نے اُس گلوبند کو دیکھا تو رو پڑے اور فرمایا زینب کے لیے یہ ایک ایسا

Presented by Ziaraat.Com

مشکل کام آگیا تھا کہ اُس نے ماں کی یادگار کو فدیہ میں دے دیا۔ رسول اکرمؐ نے تمام مسلمانوں سے کہا کہ یہ گلوبند زینب کے لیے ابوالعاص کے ہاتھ واپس کر دیا جائے تو سب نے حضورؐ کے اِس فرمان کو قبول کر لیا۔

کیا فاطمہؑ زینب سے کمتر تھیں

ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ میں نے اِس روایت کو اپنے اُستاد ابو جعفر نقیب کے سامنے پڑھا کہا تو نے دیکھا کہ ابوبکر اور عمر اِس مقام کو نہیں پہنچ سکے کہ وہ فاطمہؑ کو فدک دے کر خوش کر سکیں علاوہ اِس کے کہ وہ بی بی کا حق تھا اگر وہ تمام مسلمانوں سے پوچھ لیتے تو کوئی بھی مخالفت نہ کرتا اور حق بی بی کو مِل جاتا اور کیا جناب فاطمہؑ رسولؐ کے نزدیک زینب سے کمتر تھیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ فاطمہؑ عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔

اِس کا جواب جو متعصبین عامہ دیتے ہیں

بعض متعصبین عامہ اِس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ جس دن مسلمانوں سے رسول خداؐ نے زینب کے لیے جو کچھ طلب فرمایا وہ روز بدر تھا اور مسلمانوں کو جمع کر کے پوچھ لینا ممکن تھا جب کہ فدک کے وقت تمام مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کر کے یہ پوچھنا ناممکن تھا کیونکہ اُس وقت مسلمان گنتی کے لوگ تھے اور یکجا تھے جب کہ دوسرے مقام پر تعداد زیادہ تھی اور سب اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے۔

کیا حجرات پیغمبرؐ کی اِجازت لی تھی

اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ مطلب تو خود اُن کی گرفت کرتا ہے اگر اُس وقت مسلمانوں کو فدک کے لیے ایک جگہ جمع کرنا مشکل تھا غیر محصور ہونے کی وجہ سے تو پھر حضورؐ کے

Presented by Ziaraat.Com

تمام حجرات بھی تو بقول ابوبکر و عمر مسلمانوں کے حقوق میں تھے جب کہ اِن دونوں کی ذاتی ملکیت نہ تھے اُن میں دفن ہونے کے لیے تمام مسلمانوں کو اکٹھا کر کے کیوں نہ پوچھا گیا کہ دفن ہونے کی اِجازت ہے یا نہیں اگر پوچھا گیا ہے تو اُس وقت بھی تو مسلمانوں کو اکٹھا کر کے کیوں نہ پوچھا گیا کہ دفن ہونے کی اِجازت ہے یا نہیں اگر پوچھا گیا ہے تو اُس وقت بھی تو مسلمان غیر محصور تھے کیسے اکٹھے ہو گئے، اب خود فیصلہ کرو کہ بغیر اِجازت کے کسی کی ملکیت میں دفن ہونا شرع محمدؐ میں جائز ہے یا نہیں ہے۔

سوائے ظلم کے اور کوئی کام نہ تھا

اِن واقعات کے بعد بچوں کی سمجھ میں بھی یہ حقیقت آ گئی ہے کہ شیخین کی غرض فقط اور فقط علیؑ و بتولؑ پر ظلم کرنا تھا اور اُن کے مال کو غصب کر کے خود کو مضبوط کرنا تھا اور آل رسولؐ کو کمزور کرنا تھا کیونکہ اُن کو علم تھا کہ اگر یہ جاگیر آل رسولؐ کے پاس رہی تو اُن کی فطرت ہے اپنے مال کو غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کرتے رہنا اور اِس سے وہ اُن کے دل جیت سکتے ہیں اور کسی نہ کسی وقت ہماری حکومت کا تختہ اُلٹا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس بنیادی طاقت کو ختم کر دیا جائے تا کہ یہ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اُنیسویں مجلس

بتاریخ ــــ شب دوشنبہ (اتوار) ۹ جمادی الثانی

۷۵ ــــ ۲ ــــ ۱۱ ــــ ۳۴

جوش وخروش برائے چہ؟

گزشتہ راتوں میں ہم عرض کر چکے ہی کہ انبیاء اور اولیاء خواہشاتِ نفسانی نہیں رکھتے اگر کسی سے محبت کرتے ہیں تو خدا کے لیے اور اگر کسی سے نفرت تو خدا کے لیے، اُن کا دنیا اور دنیا سے متعلق اشیاء سے کوئی تعلق نہیں ہوتا کیونکہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خود تو دنیاوی محبت میں گرفتار ہوں اور دوسرے حضرات کو نجات دے رہے ہوں جب کہ اُن کا وظیفہ ہے کہ مخلوق خدا کو دنیاوی محبت سے ہٹا کر اُن کی توجہ نجات آخرت کی طرف دلائیں۔ کیونکہ دنیا کی محبت فسادات کی ماں ہے (وحبّ الدنیا رأس کل خطیئۃ) اور دنیا کی محبت ہر گناہ کی بنیاد ہے

سوال

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب معصوم لوگ دنیا جیسی محبت جو فسادات اور ہر قسم کے گناہ کی بنیاد ہے سے دُور رہتے ہیں تو پھر جناب فاطمہؑ بھی تو آیۂ تطہیر کے مطابق معصومہ ہیں اور ہر قسم کے گناہ سے پاک و پاکیزہ ہیں تو پھر اُنھوں نے یہ جوش وخروش کس کے لیے کیا؟ اُنھوں نے دربار میں آکر خطبہ کیوں پڑھا حصول فدک کے لیے جو دنیاوی مال ہے احتجاج کیوں کیا؟ اور ابوبکرؓ کے پاس کیوں گئیں؟

Presented by Ziaraat.Com

مومن ظلم کے نیچے دب نہیں سکتا

جواب

اِس کا جواب یہ ہے کہ مومن مسلمان نہ ظلم کرتا ہے نہ ظالم کے ظلم کے نیچے دبتا ہے اور اگر کسی انسان کو یہ نظر آجائے کہ فلاں شخص اُس کا مال لینا چاہتا ہے تو اُس کی حفاظت واجب ہوجاتی ہے یہاں تک کہ اگر انسان نماز پڑھ رہا ہو اور چور مال چُرانے آجائیں تو حکم خدا اور رسولؐ یہ ہے کہ اب تم پر نماز واجب نہیں رہی بلکہ اپنے مال کی حفاظت واجب ہوگئی ہے لہٰذا نماز کو چھوڑ دو اور مال کی حفاظت کرو۔ جاگیر فدک مطلقاً جناب زہراؑ کی ملکیت تھی اُس کی حفاظت شرعاً واجب تھی کہ غاصب اُسے اپنی ذاتی جاگیر نہ سمجھ لیں لہٰذا حفاظت کے لیے احتجاج کیا، خطبہ پڑھا۔ دربار میں گئیں مگر مسلمانوں نے نبیؐ کی بیٹی کا حق غصب کرلیا اور ذرا بھر بھی حیاء نہ کی۔

دوسری بات یہ بھی تھی کہ رسولؐ خدا نے فرمایا تھا یہ جاگیر فدک اے فاطمہؑ تیرا اور تیری ذریّت کا حق ہے لہٰذا حق ذریّت کی رعایت اور تحفظ کی خاطر جناب زہراؑ دربار میں آئیں اور اپنا حق مانگا جو غاصبوں نے نہ دیا۔

غاصبین خلافت کو رسوا کردیا

علاوہ ازیں جناب زہراؑ نے فدک کے ذریعے غاصبین خلافت کو عوام کے سامنے ظاہر کردیا کہ جس طرح یہ لوگ میری مسلّمہ جاگیر فدک وعوالی جو میرا حق ہے کو غصب کرنے والے ہیں اِسی طرح یہ لوگ خلافت کے غاصب ہیں جو میرے شوہر علیؑ کا حق ہے۔

لہٰذا جناب زہراؑ نے اپنے اِس عمل کے ذریعے حق کو حق اور باطل کو باطل کی اصلی شکل میں عوام کے سامنے ظاہر کرکے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حق ادا کردیا اور تمام مسلمانوں پر واضح ہوگیا کہ یہ لوگ ظالم ہیں جو حق بتولؑ وعلیؑ کو غصب کرنے والے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ لوگ جو فاطمہؑ کو تکلیف پہنچاتے ہیں

اپنے خطبہ میں جناب زہراؑ نے فرمایا تھا کہ کیا میں وہ فاطمہ نہیں ہوں جس کے بارے میں رسولؐ خدا نے فرمایا تھا۔ (فاطمہ بضعة منّی من آذاها فقد آذانی و من آذانی فقد آذی اللّٰه) فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اُس کو تکلیف پہنچائی اُس نے مجھ محمدؐ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے میں محمد کو تکلیف پہنچائی اُس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔

حضرت علیؑ کی خاموشی کی وجہ کیا تھی؟

رہا حضرت علیؑ کا خاموش ہونا تو اُس کی وجہ کل رات بھی عرض کر چکا ہوں اب دوبارہ عرض ہے کہ اگر حضرت علیؑ ہاتھ میں تلوار لے کر منافقین مدینہ سے جنگ شروع کر دیتے تو مکّہ کے لوگ جو ابھی تازہ مسلمان ہوئے تھے اور مدینہ کی مرکزی حکومت کے خوف سے خاموش بیٹھے تھے وہ دوبارہ مسلمانوں کے ساتھ ہی جنگ شروع کر دیتے اور یمن کے لوگ جن کا اسلام کے ساتھ الحاق بہت ہی کم کم ہوا تھا مکمل طور پر اسلام سے جدا ہو جاتے اور وہ یہودی جو مدینہ اور اُس کے اطراف میں رہنے والے تھے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اندرونی طور پر بہت ہی بغض و عناد اور کینہ رکھتے تھے وہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے لیے تباہی کا طوفان کھڑا کر دیتے الغرض یہ جنگ اسلام اور مسلمانوں کی اندرونی بیرونی تباہی کا سبب بن جاتی اور اسلام کا نام و نشان مٹ جاتا۔

مومنین در صلب منافقین

دوسری وجہ جو حضرت علیؑ کے جنگ نہ کرنے کی تھی جیسا کہ روایات سے استفادہ ہوتا ہے یہ تھی کہ کوئی بھی پیغمبرؑ یا امامؑ کسی بھی ایسے کافر یا منافق کے قتل سے رُکا رہتا ہے جس کی نسل سے کسی مومن نے پیدا ہونا ہوتا ہے جب وہ مومن بچہ پیدا ہو جاتا ہے تب اُس کے قتل میں

Presented by Ziaraat.Com

رُکاوٹ نہیں ہوتی۔

روایت میں امام جعفر صادقؑ نے اِس آیہ مجید کو بطور شاہد پیش کیا ہے کہ (لَوْ تَذَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ عَذَاباً اَلِیْمًا) (۴۸/۲۵ الفتح) اگر وہ مومن جدا ہو جاتے تو اُن میں جو کافر ہو گئے ہم ضرور اُنھیں دَردناک عذاب کی سزا دیتے۔

یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اِن کفار کے قتل سے اِن کی پشتوں میں جو مومنین ہیں اُن کی حفاظت زیادہ ضروری ہے اور پھر اُنھیں منافقین کی پشتوں سے مومنین پیدا ہوئے اور اُنھوں نے حضرت علیؑ کے ساتھ مل کر دشمنانِ خدا اور رسول سے جنگ کی اور جان نثار کی۔

نسل پیغمبرؐ کو محفوظ رکھنا ضروری تھا

حضرت علیؑ کے سکوت کی تیسری وجہ نسل رسولؐ کی حفاظت تھی یقین کیجئے اگر حضرت علیؑ تلوار اُٹھا لیتے تو یہ منافقین اسلام کی بنیادیں ہلانے کے ساتھ ساتھ نسل رسولؐ کا بھی خاتمہ کر دیتے کیونکہ ایسے حالات میں جناب زہراؑ اور حسن و حسین علیہم السّلام کی جان کو خطرہ تھا کیونکہ حضرت علیؑ کے مقابلہ میں وہی لوگ تو تھے جنھوں نے رسولؐ کی بیٹی کے گھر کا دروازہ توڑ دیا۔ جناب محسن کو شہید کر دیا۔

یسلی بصورت ہمسرش زدند بازویش را از ضرب تازیانہ سیاہ کردند پہلویش را بضرب لگد شکستند و بہ گردن خودش ریسمان افکندند دکشاں بسوی مسجد بردند تا بیعت کند۔

حالاً اگر علیؑ دستِ بشمشیری کرد آیا فاطمہؑ حسن و حسین را باقی میگذاشتند۔

علیؑ کی زوجہ رسولؐ کی بیٹی کے منہ پر طمانچے مارے اور بازو پر اس قدر تازیانے مارے کہ اُن کی رنگت سیاہ ہو گئی اور اُن کے پہلو کو لات مار کر توڑا اور خود حضرت علیؑ کے گلے میں رَسّی ڈال کر کھینچ کر مسجد کی طرف لے آئے تا کہ وہ بیعت کریں اب اگر ایسی حالت میں حضرت علیؑ ہاتھ میں تلوار لے کر جنگ شروع کر دیتے تو کیا جناب بتولؑ اور حسن و حسینؑ ظالموں کے ظلم

Presented by Ziaraat.Com

سے محفوظ رہتے۔

جنگ مددگار چاہتی ہے

چوتھی وجہ یہ تھی کہ امام و پیغمبرؐ کے لیے تکلیف جہاد یار و انصار کے ساتھ مشروط ہے یعنی اگر مددگار مناسب تعداد میں ساتھ نہ ہوں تو صرف طاقت اعجاز کے ساتھ جہاد جائز نہیں ہے۔

اچھا اگر آپ حضرت علیؑ کے مددگار نہ ہونے پر اعتراض کرتے ہیں تو پھر تیرہ سال مکہ میں رسول خدا نے بھی صبر کیا جگر کا خون پیا خاموش رہے کیونکہ مددگار نہ تھے اور جب مدینہ میں مددگار ہو گئے تو آپؐ نے جنگ کی۔ حکم خدا یہ ہے کہ اگر آپ تعداد میں کفار کے مقابلہ میں اُن کی تعداد سے کم از کم نصف بھی ہوں تب جہاد کریں ورنہ جہاد واجب نہیں ہے۔

جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔

فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (۸/۶۶ الانفال)

پس اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

طلب یاری از مہاجر و انصار

آپ نے سماعت فرمایا ہوا ہے کہ کئی رات اور بعض روایات کے مطابق چالیس رات تک حضرت علیؑ حسنؑ و حسینؑ کا بازو پکڑ کر اور بعض دفعہ اتفاق سے جناب فاطمہ زہراؑ کو ساتھ لے کر مہاجرین و انصار کے دروازوں پر گئے اور پیغمبر اسلام کے فرمودات جو علی و بتول حسن و حسین علیہم السلام کی شان میں تھے یاد کرائے جن کو سُن کر سب نے تسلیم کیا اور مدد کا وعدہ کیا مگر دوسرے دن سوائے چند جان نثاروں یعنی سلمان و مقداد اور عمار و ابوذر رضوان اللہ علیہم

Presented by Ziaraat.Com

کے کوئی بھی حاضر نہ ہوا۔

حسینؑ کی ذمّہ داری دوسری تھی

شیخ شوشتری علیہ الرحمہ کتاب "خصائص الحسینیہ" میں فرماتے ہیں کہ حسینؑ کی ذمّہ داری دوسری تھی جو اُن کے باپ امیر المومنین حضرت علیؑ کے علاوہ تھی اور اُن کے زمانہ حالات کا تقاضیٰ بھی گزشتہ حالات سے مختلف تھا اور اُن کی شرعی ذمّہ داری یہی تھی کہ تن تنہا ہزاروں کے لشکر سے جنگ کریں اور شہید ہو جائیں۔

جہاد ابتدائی اور دفاعی

شیخ کے کلام کی تشریح کچھ اس طرح ہے کہ جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک ابتدائی دوسری دفاعی۔ جس حکم میں کہا گیا ہے اگر تم کفّار کی تعداد کا نصف بھی ہو جاؤ تو جہاد واجب ہے اس کا تعلق جہاد ابتدائی سے ہے کہ خود مسلمان حکم نبیؐ و امام سے مخالفوں کے ساتھ جنگ کریں اور جہاد دفاعی کا تعلق عزت اسلام اور اپنی عزت کا دفاع کرنے سے ہے اِس میں ساتھیوں کی تعداد کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ عزت اسلام اور ذاتی عزت کے مقام کو مدِ نظر رکھ کے اُس کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اِسی طرح واقعہ کربلا میں حضرت امام حسینؑ کی ذمّہ داری عزت اسلام کا دفاع تھا جو اُنھوں نے اپنی عزت سے بڑھ کر کیا جان دی مال دیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے اہل وعیال قید ہو گئے مگر عزت اسلام پر آنچ نہ آنے دی۔

(صلوات اللّٰہ و سلامہ علیہ و علی جدّہ وابیہ وامّہ واخیہ و بنیہ اللّٰھم اجعلنا من اولیائھم و شیعتھم وار زقنا شفاعتھم وتو فنا علی ملھتم واحشر نافی زمرتھم)

اختتام ترجمہ بتاریخ سات دسمبر ۱۹۸۹ء

بروز جمعرات ساڑھے گیارہ بجے دن۔۔ حیدری

Presented by Ziaraat.Com